اَلْخَیْرَاتُ الْحِسَانْ

فی مناقبِ النُعمان

تصنیف

مفتی حجاز شیخ شہاب احمد بِن حجر ہیتمی مکّی

متوفی ۹۷۳ھ

ترجمہ

ابنِ مسعود مفتی سیّد شجاعت علی قادری

پبلشرز

مَدینہ پبلشنگ کمپنی

بندَر روڈ کراچی

مُصنّف کے حالات

نام : ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی ، سعدی ، انصاری ، شافعی

سعدی آپ کو اس نسبت سے کہا جاتا ہے کہ آپ بنو سعد سے تھے اور ہیتمی اس لئے کہ ابو ہیتم یا ہیاتم نام کے محلّہ میں مصر میں رہتے تھے۔ آپ سنہ ۸۹۹ھ میں ابو ہیتم کے محلہ میں پیدا ہوئے۔

بچپن اور تعلیم : بچپن ہی سے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا لیکن خوش قسمتی سے آپ کی پرورش کے لئے دو جلیل القدر علماً کو اللہ تعالٰی نے مقرر فرما دیا۔ یعنی شمس الدین بن ابی الحمائل اور شمس الدین شناوی۔ آپ شمس الدین شناوی کے ہمراہ طنطا میں آ گئے یہاں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا۔ نیز ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر سنہ ۹۲۴ھ میں شیخ شناوی آپ کو جامع ازہر میں لے آئے جہاں آپ نے وقت کے جید شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ : آپ نے جلیل القدر شیوخ سے علم حاصل کیا۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ شہاب رملی، شمس اللقانی، شمس سمہودی، شمس مشہدی شہاب بن نجار حنبلی، شہاب بن صائغ۔ سیوطی اور ابو الحسین بکری وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

علوم: آپ فقہ، اصول، حدیث، تفسیر، کلام، تصوف، فرائض، نحو، صرف، منطق اور حساب میں ماہر تھے۔ بیس سال کی عمر تھی کہ آپ کے شیوخ نے آپ کو مسند افتاء پر متمکن ہونے کی اجازت عطا کردی۔

مکہ میں اقامت: آپ ۹۴۰ھ میں مع اہل وعیال مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے۔ یہاں آپ کو حرمین میں مفتی کے عہدے پر فائز کیا گیا۔

وفات: ۹۷۳ھ میں مکہ مکرمہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مقام "معلاۃ" میں طبریین کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ نور اللہ ضریحہ، وقدس سرہ۔

تصانیف: اگر آپ کی تمام تصنیفات کا ذکر کیا جائے تو ایک لائبریری کی فہرست تیار ہو جائے۔ چند مشہور تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے

فقہ میں شرح مختصر روض، فتح الجواد شرح ارشاد اوران کے علاوہ ۹ کتب ہیں۔ حدیث میں شرح مشکاۃ، فتح المبین شرح اربعین ایضاح شرح احادیث نکاح۔ صواعق محرقہ جامع کرامات اولیاء شواہد الحق، حجۃ اللہ علی العالمین، فتاویٰ حدیثیہ، الخیرات الحسان وغیرہا متداول کتب ہیں۔ فقط

ابنِ مسعود مفتی سیّد شجاعت علی قادری
نزیل کراچی

فہرست اہم مضامین الخیرات الحسان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی اختص
العلماء بوراثة الانبياء والتخلق
باخلاقهم وجعلهم القدوة
للكافة فی معاشهم ومعادهم
وميز المجتهدين منهم
بقيامهم بمصالحهم وايضاح
الحق لهم فی مصادرهم و
مواردهم وباضطرار الخلق
اليهم فی قوام مابه حياة
ارواحهم وابدانهم، فهم
الملوك لا بل الملوك تحت
اقدامهم وفی اسرائهم
واقلامهم وهم النجوم، لا بل
النجوم تستمد من انوارهم
وهم الشموس لا بل الشموس
تستضئ من اضوائهم واشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له شهادة اترقی بها فی كمالات
معارفهم، واشهد ان محمدا
عبده ورسوله المذيع المعالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفات اس خدا کے لئے ہیں
جس نے علماء کو انبیاء کی وراثت دی اور ان
کے اخلاق دیئے اور ان کو لوگوں کیلئے دین
و دنیا میں پیشوا بنایا خصوصاً مجتہدین کو
انکی بھلائی اور ہر معاملہ میں حق واضح کرنے
کا ذمہ دار بنایا اور لوگوں کو ان کا دست
نگر بنایا تو وہ بادشاہ ہیں بلکہ بادشاہ
انکے زیر قدم ہیں اور ان کی فکر و قلم کے
اسیر ہیں، وہ ستارے ہیں بلکہ ستارے
ان کے نور سے درخشاں ہیں، وہ آفتاب
ہیں بلکہ آفتابوں کو ان سے روشنی ملی اور
میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس
کا کوئی شریک نہیں اور اس شہادت سے
میں ان کے مدارج علمیہ کو حاصل کرنا چاہتا
ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے
بندے اور رسول ہیں اور ان کے فضائل
ومناقب کو شائع کرنے والے اور اپنے
نقوش قدم کی اتباع کی توفیق دینے والے
ان حالات میں جن کے باعث وہ دیگر
لوگوں سے سبقت لے کر خلاف کبریٰ کے

مناقبهم وكمالهم والمفيض
عليهم من سوابق التوفيق لا
قتفاء آثاره في سائر احوالهم
ما سبقوا به من سواهم الى
الخلافة الكبرى
عنه في الهداية والامداد
للخلق ببواطنهم وظواهرهم
صلى الله عليه وسلم وعلى آله
واصحابه الذين حازوا من
قصب السبق في مضمار الكمالات
الصمدانيه والمعارف المصطفوية ما
صاروا به القدوة الكبرى
والمحجة البيضاء لاوائل
الخلق واواخرهم صلوة وسلاما
دائمين بدوام العلماء "
وظهور سوددهم ومآثرهم"
وبعد، فانه ورد علينا من
منذ سنين بمكة المشرفة
زادها تشريفا وتكريما
وجلالة ومهابة وتعظيما.
رجل من فضلاء القسطنطينيه

منصب پر فائز ہوئے۔
یہ خلافت مخلوق کو رشد و ہدایت
کے لئے ہے، اللہ رحمت و سلامتی نازل
کرے ان کی آل پر اور ان کے اصحاب
پر جو کمالات صمدانیہ اور معارف مصطفویہ
کے میدان میں گوئے سبقت لے گئے اور
اگلے پچھلے لوگوں کے عظیم پیشوا قرار پائے
جب تک علماء کا علم و فضل اور سرداری
باقی ہے یہ صلاۃ و سلام باقی رہے!
حمد و صلوٰۃ کے بعد! چند سال
ہوئے کہ مکہ معظمہ سے ہمارے پاس
قسطنطنیہ کے ایک فاضل صالح تشریف
لائے وہ علوم عقلیہ، نقلیہ، طبیہ، رسمیہ
علم الاخلاق اور علم تصوف، جو ہمارے
سلسلہ جنیدیہ کا ہے حاصل کرنا چاہتے
تھے۔ تو ہم نے باہم دوستانہ
مذاکرات کئے بالکل اسی طرح جس طرح
دو ہم پلہ دوست کرتے ہیں۔
ہوتے ہوتے گفتگو ان ائمہ کرام کے
تذکروں تک پہنچ گئی جو ظاہری باطنی دونوں
ہی علوم کے جامع تھے، جو بارگاہ حق سے

وصلحائهم لجمعه بين العلوم
النقليه والعقليه والقوانين
الطبية والرسميه وعلوم الاخلاق
والمواهب والاحوال والمطالب
التي فاز بها القوم السالمون من
الاعتراض واللؤم ساداتنا الصوفيه
وأئمتنا الطائفه الجنيديه۔
فساجلنا وساجلناه مساجلة
الاحبة الذين هم على سرر
متقابلون، ومن بحار المعارف
يغترفون الى ان انجر الكلام
الى الائمة الجامعين بين العلوم
الرسميه والمعارف الوهبيه
المتحفين بدوام الشهود مع
هوامع الكرم والجود فقال
ذلك الفاضل العالم الكامل
اودمنكم مختصرا جامعا و
دستورا لطيفا مانعا يشتمل
على تلخيص ما اطال به الائمة
في مناقب الامام الاعظم
والقدوة المقدام ابي حنيفة

جودوکرم کے دھاروں سے نوازے گئے
تھے، اس فاضل جلیل نے مجھ سے مطالبہ
کیا کہ میں ان کو ابوحنیفہ (خدا ان کی خواب
گاہ کو باران رحمت سے سیراب کرے اور
جنت الفردوس میں مقام عطا کرے) کے
مناقب میں ایک مختصر کتاب لکھ دوں جو
دیگر حضرات آئمہ کے طویل بیانات کا خلاصہ
اور لب لباب ہو میں نے ان کے قطعی حکم
کی بجا آوری میں عجلت کی اور ان مناقب
کو ملخص کرنے میں پوری کوشش کی کیونکہ
یہ ایک اہم مقصد ہے، تو بحمد اللہ یہ ایک
لطیف مختصر اور عمدہ نمونہ ہو گئی۔ چنانچہ
انھوں نے اس کا ایک نسخہ نقل کیا اور
اپنے وطن (قسطنطنیہ) جو علماء فضلاء کی
فرودگاہ ہے) چلے گئے۔ پھر ان کے علاوہ
دیگر حضرات نے بھی نسخے نقل کئے اور
متفرق شہروں میں لے گئے اور میرے
پاس اصل نسخے کے علاوہ اور کوئی نسخہ
نہ رہا اسے بھی ایک حنفی نے نقل کرکے
واپس کردینے کے وعدہ پر لے لیا۔

النعمان سقی اللہ مرقدہ شابیب الرحمۃ والرضوان واسکنہ اعلی فرادیس الجنان فبادرت الی امتثال امرہ المحتم، وبذلت الجهد فی تلخیص تلک المناقب بانہ مقصد ھم فجاء بحمد اللہ مختصرا لطیفا وأنموذجا شریفا فکتب منہ نسخۃ و ذھب الی بلدہ اعظم بلاد الاسلام ومحط رحال العلماء الاعلام ومنبع الافاضل، ومفزع الاماثل ثم کتبہ الناس بعدہ واقتفوا أثرہ ومجدہ وتفرقوا بہ فی البلدان ولم یبق عندی الا نسخۃ الاصل واللہ المستعان فاستعار ھا بعض الحنفیہ لیکتبھا ویردھا ثم سافر بھا غیر ملتفت الی عظیم وزر فقدھا فتاثرت لذلک واعدت النظر فیہا لائمۃ المناقب من المسالک الی ان ظفرت بکتاب جامع فیھا لصاحبنا الشیخ العلامۃ الصالح الفھامۃ الثقۃ المطلع والحافظ المتبع الشیخ محمد الشامی الدمشقی ثم المصری فلخصت مقاصدہ ونقحت مصادرہ ومواردہ فی ھذا الکتاب البدیع الجامع المحکم المنیع»

وسمیتہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ ورتبتہ علی مقدمات ثلاث واربعین فصلا»

اور میں نے اس کا نام خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان (رحمۃ اللہ علیہ) رکھا۔ میں نے اس کو تین مقدمات اور چالیس فصول پر مرتب کیا۔

المقدمة الاولى

اعلم ان بعض المتعصبين
ممن لم يمنح توفيقا جاء فی
بكتاب منسوب للامام الغزالی
فيه من التعصب الفظيع والحط
الشنيع على امام المسلمين
واوحد الائمة المجتهدين
ابی حنيفة رحمه الله ما تصم
عنه الاذان ويقول عند سماعه
الموفق المنصف ليت ذالك
ماكان كيف وقد ادى ذالك
شمس الائمه الكردری[1] الی ان

پہلا مقدمہ

معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک بے توفیق
متعصب میرے پاس کتاب لایا جو امام
غزالی کی طرف منسوب تھی، اس میں
امام المجتہدین ابو حنیفہؒ پر وہ طعن وتشنیع
تھا کہ اُسے سننے کے لئے کان تیار نہیں
ہوتے، اُسے سن کر ہر منصف کہہ اٹھے گا
کہ کاش یہ نہ ہوتی، کیونکہ اس کا نتیجہ
یہ برآمد ہوا کہ شمس الائمہ کردری نے
اس کے جواب میں امام شافعیؒ پر اس سے
زائد طعن کیا۔ محض یہ سمجھتے ہوئے کہ
یہ کتاب امام غزالی کی ہے۔ حالانکہ یہ غزالی

لہ شیخ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز الکردری حنفی صاحب فتوٰی بزازیہ متوفی ۸۲۷ھ، مگر شمس الائمہ انکا لقب نہ تھا یہ لقب حافظ محمد بن احمد مکیؒ المعروف بابن الموفق کا تھا۔ اگرچہ موخر الذکر نے بھی مناقب امام میں کتاب لکھی ہے۔ مگر کردری اوّل الذکر ہیں۔ میرے سامنے دائرۃ المعارف حیدر آباد سے ۱۳۲۱ھ میں طبع شدہ کتاب مناقب الامام ابی حنیفہؒ ہے۔ جس میں ان دونوں حضرات کی کتابیں جمع ہیں۔ مترجم

بسط الکلام فی ردّ ذٰلک الکتاب وقابل مؤلّفہ مقابلۃ الفاسد بالفاسد فشنع علی الشافعی رحمہ اللہ اعظم من ذٰلک الشنیع، وبسط الکلام بما لا یحمد من الصنیع کل ذٰلک منہ بناء علی أنّ ذٰلک الغزالی ھو الامام محمد حجۃ الاسلام

امام محمد حجۃ الاسلام الغزالی نہیں کیونکہ وہ تو خود اپنی احیاء العلوم میں امام ابوحنیفہ کے لئے رطب اللسان ہیں۔ پھر اس لئے بھی کہ اس کتاب کا جو نسخہ میں نے دیکھا اس پر لکھا ہے کہ یہ کتاب محمود غزالی کی تصنیف ہے۔

ولیس ھو ھو لما یاتی فی احیائہ من مدح ابی حنیفۃ وترجمۃ بما یلیق بعلی کمالہ، وایضا فلان النسخۃ التی رائیتھا مکتوب علیھا ان ھذا الکتاب تصنیف محمود الغزالی و محمود ھذا لیس بحجۃ الاسلامؒ ومن ثمۃ کتب علی حاشیتہ تلک النسخۃ ھذا شخص معتزلی اسمہ محمود الغزالی ولیس ھو حجۃ الاسلام قال بعض محققی الحنفیۃ ممن اخذ العلم عن المولی سعد الدین التفتازانی ونفرض ان ذالک صدر عن الغزالی حجۃ الاسلام فھذا انما صدر عنہ حین کان

اور یہ محمود حجۃ الاسلام نہیں ہیں چنانچہ اس نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ شخص معتزلی ہے اس کا نام محمود غزالی ہے اور یہ حجۃ الاسلام نہیں ہے سعد الدین تفتازانی کے ایک حنفی محقق شاگرد نے کہا کہ بالفرض اگر یہ بات حجۃ الاسلام ہی سے صادر ہوئی ہو تو یہ اس دور کی بات ہے جب آپ علوم جدل و مناظرہ اور طلب علم کی لذتوں میں مصروف تھے لیکن عمر کے آخری حصہ میں جب یہ کیفیات ختم ہوئیں اور شہود و عرفان کی بارشیں ہوئیں تو آپ نے حق کو حق کے مقام پر رکھا

متلبسا بعلوم الجدل وحظوظ
طلبة العلم اما في آخر امره حين
تخلى عن تلك الحظوظ وافيضت
عليه سجال المعارف والشهود
فقد عرف الحق لاهله واقره
في محله والدليل على ذلك
كلامه في الاحياء انتهى ولا بأس
بذكر خلاصة كلامه في الاحياء
ليعلم نزاهة مؤلفه حجة
الاسلام مما نسب اليه، وقبل
ذلك نقدم عليه مقدمة وهي
ان بعض علماء الهند اختصر
الاحياء اختصارا بليغا سماه
عين العلم لم يسبق الى مثل
اختصاره مع تعدد مختصريه
فانه اشار الى مقاصده في
اوراق قليلة تكاد ان تكون
من جوامع الكلم فلذا وضعت
على كتابه شرحا له لانه لفرط
ما فيه من الايجاز يكاد ان
يعد من الالغاز وعبارة ذلك

چنانچہ احیاء العلوم کی عبارات اس پر دلیل ہیں
احیاء العلوم میں جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا خلاصہ
ذکر کرنا مناسب ہوگا تاکہ آپ کی طرف
منسوب کردہ چیزوں سے آپ کی برائت
ظاہر ہو جائے۔ خلاصۂ کلام بیان کرنے سے
قبل ہم ایک مقدمہ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ
کہ ہندوستان کے کسی عالم نے احیاء العلوم
کو مختصر کیا ہے اور یہ اختصار حد درجہ کا ہے
اس کا نام "عین العلم" رکھا ہے اگرچہ
احیاء العلوم کے بہت سے مختصرات ہیں مگر
اس جیسا اختصار کسی میں نہیں پایا جاتا
انھوں نے چند ہی اوراق میں اسکو مختصر کر دیا ہے
اس کے کلمات کو "جوامع الکلم" کہا جا سکتا ہے
اسی لئے میں نے اس کی شرح کی کیونکہ یہ
زیادتی اختصار کی وجہ سے پہیلی بن کر
رہ گئی ہے اس مختصر کی عبارت مع میری
شرح کے دوسرے ورق کے آخر میں آئے گی
یہ بہتر ہے کہ انسان چاروں اماموں میں سے
جس کو اپنے نظریہ میں افضل سمجھے اختیار کرلے
کیونکہ اس طرح اس کا دل اسکے قول کو بخوشی
قبول کرلے گا۔ پھر ابو حنیفہؒ، مالکؒ اور شافعیؒ

المختصر مع عبارة شرحي له و
تمام العبارة سيأتي في آخر
الورقة الثانية " والاولى ان
يختار من الائمة الاربعة من ظن
انه افضل الاربعة واعلمهم
لان نفسه حنيئذٍ تنقاد الى
قوله وتخضع لرائيه وتبادر
الى امتثاله والعمل به اكثر
ثم كل من ابي حنيفة ومالك
والشافعي رحمة الله عليهم امتاز
باقليم لا يعرف فيه غير اتباعه
اويكون اتباعه فيه اكثر۔
كاقليم الحجاز واليمن، والمصر
والشام، وحلب وعراق العرب
والعجم بالنسبة الى الشافعي
رحمه الله وكالغرب على بالنسبة
الى مالك رحمة الله وكالروم،
والهند وماوراء النهر بالنسبة
لابي حنيفة رحمه الله ومن
ثمة قال المصنف كابي حنيفة
رحمه الله عندنا معشر الحنفية

میں سے ہر ایک کسی نہ کسی ملک کے ساتھ
خاص ہو گئے کیونکہ کسی ملک یا تو ایک ہی
کے متبعین ہیں یا ان کی اکثریت ہے، مثلاً
حجاز، یمن، مصر، شام، حلب، عراق، عرب
عجم میں امام شافعی کے ماننے والوں کی
اکثریت ہے۔

اور مغرب کے وسیع و عریض خطہ میں
مالکؒ کے متبعین کی کثرت ہے۔ روم، ہند،
ماوراء النہر میں ابو حنیفہؒ کے متبعین کی
کثرت ہے۔ اس لئے مصنف نے کہا کہ
جیسے ابو حنیفہؒ ہمارے احناف کے نزدیک
کیونکہ مختلف سندوں سے وارد ہوا ہے
جن پر تفصیلی کلام عنقریب ہو گا....
ابو حنیفہ میری امت کے چراغ ہیں۔ (یا
سورج) اور ان کی فضائل میں ان کی
عبادت، خوف، زہد، سخاوت، باریک بینی
نکتہ سنجی مشہور ہیں اور ان چیزوں کے
ہوتے ہوئے ان کی فضیلت پر ایسی
روایات سے استدلال کرنا جنکے موضوع
ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے غیر مفید ہے
خواب میں سنا گیا کہ خدا نے فرمایا کہ

فقد ورد من طرق یاتی الکلام علیھا مبسوطا قریبًا

ابو حنیفۃ سراج امتی وفضلہ رحمہ اللہ وما اشتھر عنہ من العبادۃ والورع والزھد والسخاء ورقۃ النظر وحدۃ الفکر یغنی ان یستدل لفضلہ بما اطبق المحدثون علی وضعہ وسمع فی المنام الباری یقول انا عند علم ابی حنیفۃ ای با الحفظ والقبول والرضاء وانزال البرکۃ فیہ وفی الاخذین بہ وسلم المخالفون سبقہ فی الفقہ و من ثمۃ قال الشافعی رحمہ اللہ الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ، وقال ایضًا من اراد ان یعرف الفقہ فلیلزم ابا حنیفہ واصحابہ وقال ایضا قلت لمالک کیف رائیت ابا حنیفۃ فقال رائیت رجلا لو کلمک فی الساریہ ان یجعلھا ذھبا لقام بحجتہ ولما دخل الشافعی بغداد قبرہ وصلی عندہ رکعتین فلم یرفع

ہیں ابوحنیفہؒ کے علم کے پاس ہوں۔ یعنی اس کی حفاظت، اور قبول کرنا، راضی ہونا اور برکت نازل کرنا انہیں اور ان کے شاگردوں میں میرے ذمہ ہے اسی لئے تو امام شافعیؒ نے کہا کہ فقہ میں لوگ ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں۔ نیز فرمایا کہ

جو علم حاصل کرنا چاہے وہ ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کا دامن پکڑ لے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ

میں نے مالک سے دریافت کیا کہ آپ نے ابوحنیفہ کو کیسا پایا؟ تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ وہ ایسے تھے کہ آپ سے اگر ستون کے بارے میں کہیں کہ یہ سونے کا ہے تو ثابت کر کے ہی رہیں،

جب امام شافعی بغداد آئے اور دو رکعت نماز ان کی قبر کے پاس ادا کیں تو رفع یدین نہ کیا، اور ایک روایت ہے کہ یہ دو رکعتیں نماز صبح کی تھیں تو آپ نے ان میں قنوت بھی نہ پڑھی۔

يديه في التكبير وفي رواية ان الركعتين كانتا صلاة الصبح وانه لم يقنت فقيل له في ذلك فقال ادباً مع هذا الامام ان اظهر خلافه بحضرته"

وقال الفضيل بن عياض وناهيك به جلالة "كان ابو حنيفه معروفا بالفقه مشهوراً بالورع، ومن عظيم ورعه ما قال الامام عبد الله بن مبارك انه أراد شراء امة فمكث عشرين سنة يستخيرو يشاورمن اى سبى يشترى و قال النضر بن شميل كان الناس نياما عن الفقه حتى ايقظهم ابوحنيفة ودخل على امير المؤمنين المنصور وعنده عيسى بن موسى العابد الزاهد فقال للمنصور هذا عالم الدنيا فقال له المنصور عمن اخذت العلم قال عن اصحاب عمر عن عمر وعن اصحاب على عن على وعن اصحاب ابن مسعود عن

فضیل بن عیاض نے فرمایا (ان کی جلالت شان محتاج بیان نہیں) کہ "فقہ اور تقوی میں مشہور تھے آپ کے ورع اور تقوی کا عالم یہ تھا کہ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ فرمایا تو بیس سال مشورہ کرتے رہے کہ کون سے قیدیوں میں سے خریدیں نضر بن شمیل فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غافل تھے۔ ابو حنیفہؒ نے ان کو بیدار کیا۔ آپ منصور کے دربار میں آئے تو اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ عابد و زاہد موجود تھے انھوں نے اس سے کہا کہ یہ دنیا کے بڑے عالم ہیں۔ تو منصور نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس سے علم حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے عمرؓ کے ساتھیوں سے۔ انھوں نے

ابن مسعود فقال المنصور
لقد استوثقت ومع ذالك
اراد هلاکه فی وقائع جرت
له معه واراد اعلی ان یلی
القضاء فلم یقبل فضرب مائة
سوط وحبس الی ان مات
فی الحبس علی قول وضرب ایضا
عشرین سوطا علی ان یلی امر
بیت المال فابی ان یقبل وکان
یقول اذا جاء الحدیث عن
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فعلی الرأس والعین او عن
اصحابه اخذنا ببعض اقوالهم
فلم نخرج عنها او عن التابعین
زاحمنا هم وکان یقوم کل
اللیل بعد ان کان یحیی نصفه
فاشار الیه انسان وهو یمشی
فقال هذا هو الذی یحیی کل
اللّیل»

فلم یزل بعده یحیی کل
اللیل وقال انا أستحیی من الله

عمرؓ سے، علیؓ کے ساتھیوں سے انھوں
نے علیؓ سے، ابن مسعود کے ساتھیوں
سے، انھوں نے ابن مسعود سے، تو
منصور نے کہا کہ علم تو بہت پختہ
حاصل کیا ہے۔ لیکن اس اعتراف
فضل کے باوجود آپ کے ہلاک
کرنے کے درپے رہا، عہدۂ قضا قبول
کرنے پر زور دیا مگر آپ نے قبول نہ کیا
تو ایک قول کے مطابق اس نے آپکے
سو کوڑے لگوائے، اور پھر قید کر دیا۔
حتیٰ کہ آپ وہیں راہیٔ ملک عدم ہوئے
نیز بیت المال کے عہدہ کے قبول نہ کرنے
پر آپ کو بیس کوڑے مارے گئے آپ
فرماتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیث منقول ہو گی تو وہ ہمارے
سر آنکھوں پر ہے اور جب صحابہ کا قول
ہوگا تو اسے بھی لیں گے اور جب تابعین
کا قول ہو گا تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے
پہلے آپ نصف شب تک عبادت
کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ کسی نے
آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ

ان اوصف بعبادة ليس فىّ وقال
بعضهم ما رائيت اصبر على الطواف
والصلوٰة والفتيا بمكة من ابى
حنيفة انما كان كل الليل
والنهار فى طلب الآخرة، وسمع
ها تفافى المنام وهو فى الكعبة
يقول ان يا ابا حنيفة اخلصت
خدمتى واحسنت معرفتى فقد
غفرت لك اى لما كنت عليه
من اخلاص الخدمة باحياء
كل الليل وصيام اكثر الدهر
وبذل الجهد فى نشر العلم
على وجه الاكمل، واحسان
المعرفة باتقان العلوم الظاهرة
والباطنة، واخلاص فيها و
رفض الدنيا واعراض عنها
رأسا والاقبال على الآخرة
وبذل الوسع فى تحصيل اسبابها
ومن هذه صفاته اقرب الى
رجاء المغفرة له على وجه مخصوص
لا يبقى له ذرة تقصير ولمن

تمام رات عبادت کرتے ہیں تو اس روز
سے آپ نے تمام رات عبادت شروع
کردی۔

کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ
سے شرم آتی ہے کہ لوگ مجھ کو ایسی
عبادت سے متصف کریں جو مجھ میں نہیں
بعض علماء فرماتے ہیں کہ میں نے طواف
فتوٰی اور نماز پر صابر مکہ میں ابو حنیفہؒ
جیسا نہ دیکھا۔ غرض کہ شب و روز طلب
آخرت میں رہتے۔ آپ کعبہ میں تھے کہ
آپ نے نداء غیبی سنی کہ اے ابو حنیفہؒ
تو نے میری خدمت اخلاص سے کی اور
میری معرفت اچھی طرح حاصل کی،
یعنی اس لئے کہ تم نے خلوص کا مظاہرہ
کیا۔ تمام رات نمازیں گذاری اور اکثر و
بیشتر روزہ سے رہے اور علم کی نشر و
اشاعت میں کوشش کی ان علوم ظاہر
و باطنی میں مکمل عبور حاصل کیا جن سے
میری معرفت تک رسائی ہوئی دنیا
ترک کی اور آخرت کی طلب میں مقدور بھر
کوشش کی، اور جس شخص میں یہ صفات

اتبعك ببركة اخلاصك
واحسانك المذكورين الى
قيام الساعة"

وفي هذا من البشرى
له ولاتباعه مايحمل الموفق
منهم على بذل طاقته في اقتفاء
اثار امامه فيما كان عليه من
تلك الاخلاق العلية، والصفات
الطاهرة الزكية التي قل ان
تجتمع الا للعارفين والائمة
المجتهدين وتلمذ له كبار
من المشائخ الائمة المجتهدين
والعلماء الراسخين كالامام
الجليل المجمع على جلالته
وبراعته وتقدمه وزهده
عبد الله بن المبارك و
كالامام الليث بن سعد و
كالامام مالك بن انس،
وناهيك بهولاء الائمة و
كالامام مسعر بن كدام و
زفر وابي يوسف ومحمد

پائی جائیں اس کی مغفرت کا ہونا
شک وشبہ سے بالاتر ہے اور تمہارے
مشہور زمانہ خلوص واحسان کے باعث
تمہارے متبعین کے لئے بھی مغفرت ہوگی
یہ انکے اوران کے متبعین کے لئے
بہت بڑی بشارت ہے جو اس امر کا تقاضا
کرتی ہے کہ ان کے متبعین انکے بلند
اخلاق، اور پاک صفات (جو عارفین
وائمہ مجتہدین کا ہی نصیب ہیں) کو حاصل
کرنے کے لئے ان کے نقش قدم پر چلیں۔
بہت سے علماء راسخین اور ائمہ مجتہدین
آپ کے شاگرد ہوئے مثلاً امام جلیل
(جنکے زہد وتقوی پر اجماع ہے) عبداللہ
بن مبارک، امام لیث بن سعد، امام
مالک بن انس، ان علماء ہی کا تذکرہ
کافی ہے۔ اوران کے علاوہ مسعر بن کدام
زفر، ابو یوسف اور محمد وغیرہم، عہدۂ قضا
اور بیت المال کے کلید بردار کے
عہدوں کو ٹھکرا کر آپ نے شدید ایذائیں
برداشت کیں۔

اور یہ محض اس لئے تھا کہ دنیا کے

وغیرھم وتحمل لتقلد
القضاء ای لاجل ان یتولاہ،
وکذا مفاتیح خزائن بیت المال
ما تحمل من العقوبۃ والضرب
الشدید لما ابی عن ذالک
ایثار العذاب الدنیا علی عذاب
الآخرۃ ومن ثم لما ذکر عند
عبد اللہ بن المبارک قال
اتذکرون رجلا عرضت علیہ
الدنیا بحذ افیرھا نفر منھا، وما
خالط الظلمۃ مع سوأ ھم لہ
فی ذالک والحاحھم علیہ و
تھدیدہ ان لم یفعل، وما
قبل منھم شیا قط، وان قل،
ومن ثمۃ لما۔ ارسل علیہ
ابو جعفر المنصور بعشرۃ آلاف
درھم علی ید الحسین بن
القحطبۃ ولم یمکن ردھا
اوصی ابنہ حماد انہ اذا مات
ودفن یرد للحسین ففعل
فقال لہ رحمۃ اللہ علی ابیک

عذاب کو آخرت کے عذاب پر ترجیح دی
اس لئے جب عبداللہ ابن مبارک کے
سامنے آپ کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا
کہ کیا تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو کہ
جس پر تمام دنیا پیش کی گئی مگر وہ اس
سے بھاگا، اور باوجود شدید مطالبہ کے
وہ ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہوا
اور ان سے ادنیٰ سی چیز بھی کبھی ہدیہ
قبول نہ کی۔ چنانچہ ابو جعفر منصور نے
جب حسین بن قحطبہ کے ہاتھ آپ کو
دس ہزار۔ درہم بھجوائے اور آپ ان کو
واپس نہ کر سکے تو آپ نے اپنے بیٹے حماد
کو نصیحت کر دی کہ جب میں مر جاؤں
اور دفن ہو جاؤں تو وہ حسین کو واپس
کر دینا۔ چنانچہ انھوں نے یہ وصیت پوری
کر دی تو انھوں نے کہا کہ خدا تمہارے
باپ پر رحم کرے وہ اپنے دین کے
معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ اور انھوں
نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف اسی
وقت بلانا شروع کیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ حالانکہ

لقد كان شجاعا على دينه وما اشتغل بالدعوة اى بدعوة الناس الى مذهبه الا باشارة النبوية فى المنام اليه ليدعوهم الى مذهبه بعد ما قصد الانزواء والاستخفاء عنهم تواضعا واحتقار النفسه عن ان يجعل لها حظا ويروى منها اولها فعلا حسنا يستحق ان يجعل دعايته الناس الى الاقتداء والعمل به فلما جاء الاذن ممن فوضت اليه قسمة خزائن الله تعالى على مستحقيها علم ان ذالك امر حتم لابد منه فدعا الناس اليه حتى ظهر مذهبه وانتشر وكثرت اتباعه وخذلت حساده ونفع الله به شرقا وغربا وعجما ورزق حظا وافرا فى اتباعه فقاموا بتحرير اصول مذهبه وفروعه، وامعنوا النظر فى منقوله ومعقوله حتى صار بحمد الله

پہلے آپ کا پکا ارادہ تھا کہ اس امر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں، اور یہ محض آپ کی تواضع تھی کیونکہ آپ نہ چاہتے تھے کہ نفس کو کوئی حظ حاصل ہو یا آپ ایسے افعال کریں جن کی بنا پر آپ عامۃ الناس کے مقتداء اور پیشوا بن سکیں۔ لیکن جب خدا کی رحمت کے خزانے بانٹنے والے (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اجازت آگئی تو آپ سمجھ گئے کہ یہ معاملہ قطعی اور یقینی ہے تو آپنے لوگوں کو دعوت مذہب دی اور آپ کا مذہب پھیل گیا اور متبعین کی کثرت ہوئی اور اللہ نے مشرق مغرب، عرب وعجم کو آپ کے فیض سے مستفیض کیا۔ پھر آپ کے متبعین آپکے اصول کی توضیح وتشریح میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ بحمد اللہ وہ محکم ومفید ہو گیا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ کے والد ثابت کو بچپن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں دعاء کے لئے لایا گیا تو انھوں نے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعاء

محكم القواعد معدن الفوائد
ويؤيد ذالك ما حكاه بعض
اصحاب المناقب ان ثابتا والده
اتى به وهو صغير لعلي كرم الله
وجهه الكريم فدعا له بالبركة
ولذريته وكان ما اوتيه ابوحنيفة
من بركة تلك الدعوة وما استظل
بحائط المديون حين اتاه متقاضيا
تورعا منه عن ان يرتفق بشيء
من اثار هدية واعلام المديون
انه لا يرغب في رفق منه فان
قبوله منه وان قل بطريق الشرع
ينافي كمال المروءة والورع و
محاسن الاخلاق وكان له رحمه
الله من ذلك، ومن تجنب
الشبهة ما امكنه الحظ الوافر
من ثم تصدق بجميع مال اتى
به وكيله اليه لما خلط به ثمن
ثوب معيب بيع حال كونه
مخفيا عيبه من بائعه فهو
وان لم يكن عليه اثم لجهله

کی۔ چنانچہ یہ سب کچھ اسی دعاء کا فیضان
تھا۔ جب آپ کسی مقروض سے قرض
وصول کرنے آتے تو اس کی دیوار کے سایہ
میں بھی نہ بیٹھتے۔ کیونکہ آپ اس کے کسی
ہدیہ کو اس صلے میں قبول کرنا پسند نہ
فرماتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنا شرعاً کمال
مروت اور تقویٰ اور حسنِ اخلاق کے
منافی ہے۔ آپ حرام اور شبہ حرام سے پوری
احتیاط کرتے۔ اس لئے جب آپ کا ایک
وکیل کپڑے کے اس معیوب تھان کو خریدنے
والے کے مطلع کئے بغیر بیچ کر قیمت لایا تو
آپ نے اس کے اور اس کے ساتھ بیچے ہوئے
تمام کپڑے کی قیمت صدقہ کردی۔ اب اگرچہ
ان پر اس کا کچھ وبال نہ تھا کیونکہ یہ لاعلمی
کی صورت میں ہوا۔ مگر چونکہ یہ مال مشتبہ
تھا اس لئے اس سے احتراز ضروری ہوا
کپڑا خریدنے والے سے لیکر پیسے اس لئے
واپس نہ کئے گئے کہ خریدنے والے کا پتہ
نہ چل سکا۔ باب التوبہ میں تفصیل سے اس
کا ذکر آئے گا۔ کہتے ہیں کہ یہ مال بیس ہزار
کا تھا۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے

لكن فيه شبهة ما د انما المريد ثمنه لمشتريه ويسترده كانه للجهل بالمشتري مع اليأس من العلم به فتصدق به لما يأتي مبسوطا في باب التوبة قيل وكان المال ثلاثين الفا وقع له نظائر ذلك متعددة كما في كتب المناقب"

واقعات آپ کے ساتھ پیش آئے جن کا ذکر کتب مناقب میں ہے۔"

ومن عظيم ورعه وزهده ما مر من قصة الجارية التي اراد ان يشتريها۔

آپ کے عظیم زہد و تقوی کی مثال اس باندی خریدنے کا واقعہ ہے جو گذر چکا۔

ومن ذلك ايضا انه ترك لحم الغنم، لما فقدت شاة في الكوفة الى ان علم موتها لانه سال عن اكثر ما تعيش فقيل له سبع سنين فترك اكل لحمها سبع سنين تورعا منه لاحتمال ان تبقى تلك الشاة الحرام، فيصادف اكل شي منها فيظلم قلبه اذ هذا هو شان اكل الحرام وان انتفى الاثم للجهل بعين الحرام ولاجل ذلك فاز اهل الورع بما سبقوا به غيرهم من نور القلوب وتاهلهم لشهود

آپ کے زہد کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ کوفہ میں ایک بکری گم ہوگئی تو آپ نے معلوم کیا کہ ایک بکری زائد سے زائد کتنا عرصہ زندہ رہ سکتی ہے تو پتہ چلا کہ سات سال چنانچہ آپ نے اس مدت میں بکری کا گوشت کھانا ترک کردیا کہ مبادا اسی حرام بکری کا گوشت ہو اور اس کو کھا کر دل پر سیاہی آئے کیونکہ اکل حرام کا یہی نتیجہ ہے، اگرچہ لاعلمی کی صورت میں کوئی گناہ نہیں یہی وجہ ہے کہ متقی اور پرہیزگار حضرات نور قلبی میں سب سے آگے آگے ہیں پھر وہ حضرات محبوب میں حاضر باش

المحبوب وقیامھم فی خدمتہ
بحسب طاقتھم واعراضھم
عن القواطع عنہ طوق مقدرتھم
ولیس ماذکر من مناقب ھذا
الامام یراد بہ حصر مناقبہ فیہ
بل ھو قطرۃ من بحر لاساحل
لہ"

ہیں اور اس حضوری میں مخل چیزوں
سے مقدور بھر بچتے ہیں۔ امام صاحب
کے جو مناقب ذکر کئے گئے ان سے
مراد آپ کے مناقب کا حصر کرنا نہیں
بلکہ یہ تو بحر ناپیدا کنار کا ایک قطرہ
ہے۔

ومن غررھا انہ صلی الفجر
بوضوء العشاء اربعین سنۃ،
فقیل لہ ما الذی قواک علی
ھذا قال انی دعوت اللہ باسمائہ
علی حروف المعجم وھی
مجموعۃ فی کل من ایتین الاولی
محمد رسول اللہ الی آخر
سورۃ الفتح، والثانیۃ ثم
انزل علیکم من بعد الغم
امنۃ نعاسا الآیۃ فی سورۃ
آل عمران وانہ کان یختم
فی رمضان ستین ختمۃ،
ختمۃ باللیل وختمۃ بالنھار
الی غیر ذلک من مناقب آخر

آپ کے فضائل مشہورہ سے یہ بھی
ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے
وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ آپ سے
دریافت کیا گیا کہ آپ کو اس کی کیونکر
توفیق ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے
خدا کو اس کے ناموں سے حروف معجم کے
مطابق پکارا اور وہ اسماء ان دو آیتوں
میں جمع ہیں پہلی تو محمد رسول اللہ ﷺ سے
اخیر سورۂ فتح تک دوسری ثم انزل علیکم
من بعد الغم امنۃ نعاسا۔ سورۂ آل عمران
کی مکمل آیت۔ آپ رمضان میں ساٹھ
قرآن ختم کرتے۔ تیس دن میں اور تیس
رات میں۔ ان کے علاوہ آپ کے بہت
مناقب ہیں جن کا شمار کرنا دشوار ہے

لہ یعسر تعدادھا فرحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل جنات الفردوس متقلبہ ومثواہ انتہی کلام مختصر الاحیاء مع شرحی لہ وبہ یعلم براءۃ الامام الغزالی حجۃ الاسلام مما نسب الیہ من التعصب حاشاہ اللہ منہ“

اللہ ان پر رحم کرے اور ان سے راضی ہو اور ان کو راضی کرے اور جنات فردوس میں ان کا ٹھکانا کرے۔ مختصر الاحیاء کا کلام میری شرح کے ساتھ ختم ہوا اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام غزالی حجۃ الاسلام پر تعصب کا جو الزام لگایا گیا ہے اس سے آپ بری ہیں خدا آپ کو اس الزام سے دور رکھے۔

"المقدّمة الثانيّة"

في بيان امور يعم نفعها، ويقبح بالطالب جهلها اذبه يقع في ورطة عظيمة ومهواة قبيحة غير مستقيمة فتعين ايرادها اولاً وايضاح ماله بها تعلق مجملاً ومفصلاً منها عليك ايها الموفق ان أردت النجاة في الآخرة والسلامة من خطر الوقيعة في احد من اولياء الله تعالى وارث نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم ان تعتقد أن كل واحد من الائمة المجتهدين و العلماء العاملين على هدى من الله ورضوان، وانهم كلهم مأجورون في سائر الحالات باتفاق أئمة النقل والبرهان"

دوسرا مقدمہ

اس میں ایسے امور کا بیان ہے جن کا نفع عام ہے اور طالب علم کی ان سے ناواقفیت بری ہے کیونکہ اسی ناواقفی کے باعث انسان عظیم غلطی اور کج روی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ضروری ہوا کہ ہم اسے اجمال اور پھر تفصیل سے بیان کریں تاکہ اے صاحب توفیق تیری نجات اُخروی کا سامان ہو۔ اور تو خدا کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وارث اولیاء اللہ کی شان میں فروگذاشت کرنے سے محفوظ رہے۔ اور تمام ائمہ مجتہدین علماء و عاملین کے بارے میں اعتقاد رکھے کہ وہ سب ہدایت اور رضائے الٰہی پر ہیں اور وہ سب باتفاق ائمہ تمام حالات میں ماجور ہیں۔

وقد روى البيهقي انه صلى الله عليه وسلم قال مها

بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب

أُوتیتم من کتاب اللہ فالعمل
بہ فلا عذر لاحد فی ترکہ فان
لم یکن فی کتاب اللہ فسنۃ
ماضیۃ منی، فان لم تکن سنۃ
منی فما قال اصحابی ان اصحابی
بمنزلۃ النجوم فی السماء فایّما
اخذ تم بہ اھتدیتم واختلاف
اصحابی لکم رحمۃ ففیہ اخبارہ
صلی اللہ علیہ وسلم باختلاف
المذاھب بعدہ فی الفروع
من منذ زمن اصحابہ الذی
ھو زمان الھدی والارشاد
المشھود لہ من مشرفھم
بانہ خیر القرون علی الاطلاق
ویلزم من اختلافھم اختلاف
من بعدھم لان کل صحابی
مشھور بالفقہ والروایۃ
اخذ بقولہ ومذھبہ جماعۃ
ومع ذلک رضی بہ صلی اللہ
علیہ وسلم واقرھم علیہ و
مدحھم حتی جعل نفس

تمہارے پاس اللہ کی کتاب آئے تو
اس پر عمل کرنا ضروری ہے اس کے
چھوڑنے میں کسی کو گنجائش عذر نہیں
اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت
نافذ ہے۔ ورنہ میرے اصحاب کا فرمان
میرے اصحاب آسمان کے ستاروں کی
مانند ہیں تو جس کا دامن تھام لوگے
ہدایت پاؤں گے۔ میرے صحابہؓ کا اختلاف
تمہارے لئے باعث رحمت ہے۔ اس
حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ خبر دی ہے کہ میرے بعد مذاہب میں
فروعی اختلافات ہوں گے اور یہ اختلافات
صحابہؓ ہی کے زمانے سے ہوں گے اور
یہ زمانہ رشد و ہدایت کا زمانہ تھا جس
کے لئے خیر القرون ہونے کی گواہی دی گئی
اور جب صحابہ میں اختلاف ہوگا تو ان کے
بعد والوں میں اختلاف کا ہونا لازمی
ہے۔ کیونکہ ہر وہ صحابی جو فقہ و روایت
میں مشہور ہے اس کا قول ایک جماعت
نے قبول کیا۔ ان تمام چیزوں کے باوجود
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف

ذلك الاختلاف رحمة للامة
وخيرهم في الاخذ لقول من
شاء وامن اصحابه اللازم له
الاخذ بقول من اراد وامن
المجتهدين بعدهم الجارين
على منوالهم والسالكين
لمسالكهم في اقوالهم وافعالهم
وقد اقر صلى الله عليه وسلم
اختلاف اصحابه في وقائع جرت
لهم في زمنه ولم يعترض
احد افيما قاله ورآءه مخالفاً
لما قاله نظيره ورآءه كما يشهد
بذلك وقائع كثيرة شهيرة»
من ذلك قصة اختلافهم
في اسرى بدر فابو بكر ومن تبعه
اشاروا باخذ الفداء منهم و
عمر ومن اتبعه اشاروا القتلهم
فحكم صلى الله با الاول ونزل
القرآن بتفضيل الرأى الثانى
مع تقرير الرأى الاول ففيه
اوضح دليل على تصويب الرائيين

اختلاف رضامندی کا اظہار کیا بلکہ صحابہ
کی اس پر تعریف کی اور اس اختلاف کو
امت کے لئے باعث رحمت قرار دیا۔
اور امت کو اختیار دیا کہ صحابہ میں سے
جس کے قول پر چاہیں عمل کریں اسکا لازمی
نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کے بعد مجتہدین امت
میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کر لینا
جائز رہا کیونکہ یہ حضرات صحابہ ہی کے
نقشِ قدم پر ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے زمانہ میں واقع ہونے والے
واقعات میں صحابہؓ کو ان کے اختلافات پر
باقی رکھا اور کسی کی نہ مخالفت فرمائی اور
نہ ہی اعتراض کیا چنانچہ اس سلسلے میں
بہت سے مشہور واقعات شاہد ہیں۔
اسی سلسلے کی ایک کڑی صحابہؓ کا بدر
کے قیدیوں میں اختلاف ہے۔ ابوبکرؓ اور ان
کے ساتھیوں نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا
مشورہ دیا۔ جبکہ عمرؓ اور ان کے ساتھیوں
نے قتل کر ڈالنے کا حکم دیا تو حضورؐ نے
پہلے قول پر فیصلہ دیا اور قرآن نے دوسری
رائے کو صحیح قرار دیتے ہوئے دوسری

وان کلا من المجتہدین مصیب ولو کان الرأی الاول خطائم یحکم بہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اخبر تعالیٰ بانہ عین حکمہ بقولہ لولا کتاب من اللہ سبق وطیب الفداء بقولہ تعالیٰ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبًا وانما وقع العتب علی اختیار غیر الافضل»

ومن ثم کان اکثر مایقع الترجیح فی المذاہب بالنظر الی الافضل من حیث قوۃ الادلۃ والقرب من الاحتیاط والورع وذلک فی مسائل معدودۃ۔ لا من حیث مجموع المذہب واما بالنظر الی التصویب فکلہ صواب وحق لا شبہۃ فیہ»

ومن ھذا کانت طریقۃ الصوفیۃ اعدل الطرق وافضھا وھی الاخذ بالاشد والاحوط

رائے کو افضل قرار دیا۔ دونوں آراء کے صحیح ہونے کے سلسلہ میں یہ بہت واضح دلیل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مجتہد صحیح ہیں۔ اگر پہلی رائے غلط ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مطابق فیصلہ نہ فرماتے خود اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ یہ فیصلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ارشاد فرمایا کہ" لولا کتاب من اللہ سبق الخ اور فدیہ کو حلال فرمایا اور فرمایا کہ جو مال غنیمت ہاتھ لگا ہے اسے کھاؤ اور تمہارے واسطے حلال وطیب ہے اور عتاب غیر افضل کو اختیار کرنے پر ہوا اس لئے مذہب میں اکثر و بیشتر ترجیح افضلیت کے لحاظ سے واقع ہوتی ہے جو قوت دلائل، قرب احتیاط، اور ورع کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ یہ معدودے چند مسائل میں ہے مجموعی طور پر تو سب ہی صحیح ہیں

اسی وجہ سے صوفیاء کرام کا راستہ اعدل ترین طریقہ اور افضل ترین طریقہ ہے۔ صوفیاء کا طریقہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ

في كل مسئلة بحيث يخرجون
من جميع الاقاويل ويأتون
بعبادة مجمع على صحتها يوافق
ذلك قول أئمتنا بحسن الخروج
من كل خلاف لم يضعف
مدركه ولم يخالف سنة
صحيحة اي مخالفة صريحة
لا يمكن تاويلها وقد صرحوا بانه
يسن الوضوء من كل ما قيل فيه
انه ناقض، وكان ابن سريج يغسل
اذنيه مع وجهه ويمسحهما مع
رأسه ويمسحهما منفردتين
احتياطا في الكل وخروجا من
الخلاف"

ومن ذلك ايضا قصة اختلافهم
في قوله صلى الله عليه وسلم حين
اراد غزو بني قريظة لا يصلين
احد الظهر الا في بني قريظة
فانهم لما خرجوا من المدينة
اليهم وقد ضاق وقت الظهر
اختلفوا فصلى جماعة منهم

میں اشد اور احوط کو اختیار کیا جائے
وہ چاہتے ہیں کہ تمام اقوال سے ہٹ کر
ایسی عبادت کریں جس کی صحت پر سب
کا اتفاق ہو۔ یہ بات ہمارے آئمہ
کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ ہر
ایسے اختلاف سے پرہیز اچھا ہے کہ
جس کا بانی ضعیف نہ ہو اور وہ قول
سنت، صریحہ، کے ایسا مخالف نہ ہو
کہ قابل تاویل ہی نہ ہو اس لئے تصریح
کی گئی ہے کہ ہر وہ چیز جس کو ناقص وضو
بتایا گیا ہے اس کی وجہ سے وضو کر لینا
مسنون ہے ابن سریح اپنے کان چہرے کے
ساتھ دھوتے تھے اور سر کے ساتھ ان کا
مسح بھی کرتے تھے۔ اسی سے صحابہ رض کے
اختلاف کا وہ واقعہ ہے جو اس وقت
پیش آیا جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے بنو قریظہ سے جنگ کا ارادہ فرمایا آپ نے
فرمایا کہ تم سے کوئی شخص بھی نماز ظہر نہ پڑھے
مگر بنو قریظہ میں پہنچ کر اب جب صحابہ رض مدینہ
سے نکلے تو نماز ظہر کا وقت تنگ ہو گیا اب
ایک جماعت نے تو نماز ظہر راستہ ہی میں

الظهر خشية خروج وقتها
واحتجوا بانه صلی اللہ علیہ وسلم
انما قال ذلك تحريضا على
الاستعجال ولم يرد اخراج
الصلوٰة عن وقتها فاستنبطوا
من النص معنى بينوا به ان
الحصر فى قوله الا فى بنى قريظة
اضافى لا حقيقى وامتنع اخرون
عن صلاة الظهر الى ان وصلوا
بنى قريظة بعد دخول وقت العصر
واحتجوا بانه صلى الله عليه
وسلم اطلق الحصر ولم يبينه
وكان المراد به حقيقته ثم
بلغه اختلافهم وفعلهم فلم
ينكر على احد من الفريقين و
اقر كلا على ما فهمه اشارة
الى ان الكل مجتهدون
مأجورون على هدى من الله
تعالى فلا لوم على احد منهم
ولا ينسب اليه خلل ولا تقصير
لا سيما مع استحضار لقوله

ادا کر لی کہ وقت نہ نکل جائے اور دلیل
یہ قائم کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ فرمان محض اس لئے تھا کہ ہم تیز چل کر
جلد پہنچنے کی کوشش کریں۔ اب انہوں
نے نص سے یہ استنباط کیا کہ حضور علیہ
السلام کے قول الا فی بنی قریظہ میں حصر
اضافی ہے حقیقی نہیں۔ دوسری جماعت
نے نماز ادا نہ کی اور بنو قریظہ میں پہنچ کر
ادا کی حتیٰ کہ عصر کا وقت داخل ہو چکا تھا
انہوں نے یہ استنباط کیا کہ آپ نے حصر
مطلق رکھا اور اس میں کچھ توضیح نہ فرمائی۔
پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کسی پر ناراضگی
نہ فرمائی اور ہر ایک کے فعل کو صحیح قرار دیا
اس میں اشارہ تھا کہ ہر دو فریق مجتہد ہیں
اور اپنے اجتہاد میں ماجور عند اللہ ہیں.
سب ہدایت یافتہ ہیں ان میں سے کسی پر
نہ تو ملامت ہے اور نہ کسی پر الزام وتقصیر
ہی ہے بالخصوص جبکہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اس قول کو پیش نظر رکھا جائے
کہ تم جس کو بھی اپنا مقتدا بنا لو گے ہدایت

صلی اللہ علیہ وسلم فایما اخذتم به اهتدیتم فجعل الکل مهتدین فکیف مع ذلك ینسب لاحد منهم خطأ او تقصیر و اخرج ابن سعد والبیهقی عن ابی بکر رضی اللہ عنہ انه قال کان اختلاف اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمة للناس واخرج ابن سعد عن عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ انه قال ما یسرنی باختلاف اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حمر النعم رواه البیهقی بلفظ ما یسرنی ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلّم لم یختلفوا لانهم لولم یختلفوا لم یکن رخصة۔

یافتہ ہو جاؤ گے آپ نے سب کو ہدایت یافتہ فرمایا تو اب کسی کو کیونکر خطا وار قصور وار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ ابن سعد اور بیہقی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت تھا، ابن سعد نے عمر بن العزیز سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے اور بیہقی نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف نہ کرتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی کیونکہ اگر اختلاف نہ ہوتا تو لوگوں کے لئے رخصت نہ ہوتی۔

ولما اراد هرون الرشید ان یعلق موطا مالك فی الکعبة ویحمل الناس علی ما فیه قال له مالك لا تفعل یا امیر المومنین فان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

جب ہارون رشید نے ارادہ کیا کہ امام مالک کی موطا کو کعبہ میں آویزاں کرائے اور لوگوں کو اس کی تعلیم پر ابھارے تو امام مالک نے منع کیا اور کہا کہ اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ

عليه وسلم اختلفوا في الفروع و
تفرقوا في البلدان وان اختلاف
العلماء رحمة من الله تعالى على
هذه الامة، كل تتبع ما صح
عنده وكل مصيب وكل على
هدى فقال له هرون وفقك
الله يا اباعبد الله ووقع له
ذلك مع المنصور ايضاً، لما
اراد ان يرسل الى كل مصر نسخة
من كتب مالك ويامرهم ان
يعملوا بما فيها ولا يتعدوه
الى غيره فقال له مالك لا تفعل
هذا فان الناس قد سبقت
اليهم اقاويل وسمعوا احاديث
ورووا روايات واخذ كل قوم
بما سبق اليهم ودانوا به من
اختلاف الناس فدع الناس
وما اختار اهل كل بلد منهم
لانفسهم وبما تقرر يظهر اتجاه القول
بان كل مجتهد مصيب"
وان حكم الله تعالى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
فروع میں مختلف تھے اور علماء کا اختلاف
اس امت کے لئے باعث رحمت ہے
جس کے نزدیک جو بات صحیح ہے وہ اسکی
اتباع کرتا ہے اور سب حق و ہدایت پر ہیں
تو ہارون نے کہا کہ اے ابوعبداللہ خدا
تمھیں توفیق دے یہی واقعہ آپ کو
منصور کے ساتھ پیش آیا جب منصور
نے ارادہ کیا کہ ہر شہر میں موطا کا ایک نسخہ
بھیج دے اور حکم دے کہ اس پر عمل کیا
جائے اور کسی کتاب پر عمل نہ کیا جائے تو امام
مالک نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ
لوگ بہت سے اقوال سن چکے ہیں اور ان
تک بہت سی احادیث پہنچ چکی ہیں اور
وہ مختلف روایات کر چکے ہیں اور ہر قوم
نے اس قول پر عمل کیا جو اس تک پہنچا۔
تو جس شہر کے لوگوں نے جو مذہب اختیار
کیا ہے ان کو اس پر چھوڑ دیجئے۔ اس
تقریر سے اس قول کی وجہ معلوم ہو گئی کہ
کہ ہر مجتہد حق پر ہے۔
اللہ کا ہر حکم ہر واقعہ میں ظن مجتہد

فی کل واقعۃ تابع لظن المجتھد وھو احد القولین للائمۃ الاربعۃ ونسب ترجیحہ لاکثر الشافعیۃ والحنفیہ والباقلانی ولا ینافیہ الخبر الصحیح المصرح بان للمصیب اجرین" وللمخطئ اجر لانہ محمول کما قال الحافظ الجلال السیوطی علی ان المخطئ من المجتھدین انما اخطأ فی عدم ادراکہ الافضل والاولی کما عتب علی الصحابۃ فی اختیار الفداء لانہ غیر الافضل مع انہ حکم صواب"

کے تابع ہے اور یہ آئمہ اربعہ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے اس کی ترجیح اکثر شافعیہ اور حنفیہ اور باقلانی کی طرف منسوب ہے اس کے مخالف یہ حدیث صحیح نہیں کہ مصیب کو دو ثواب ملیں گے اور مخطی کو ایک کیونکہ یہ بقول حافظ جلال الدین سیوطیؒ اس پر محمول ہے کہ خطا کرنے والے مجتہد نے افضل واولیٰ کے پہچاننے میں خطا کھائی جیسے کہ صحابہ کو فدیہ اختیار کرنے پر ہوا۔ کیونکہ وہ افضل نہ تھا۔ اگرچہ صحیح تھا۔

وقد قال الفقھاء فیمن صلی رباعیۃ الی اربع جھات کل رکعۃ الی جھۃ بالاجتھاد لا قضاء علیہ مع القطع بان ثلاث رکعات منھا الی غیر القبلۃ"

فقہانے فرمایا کہ جس شخص نے چار رکعت والی نماز اجتہاد سے چار مختلف سمتوں میں اس طرح پڑھی کہ ہر سمت میں ایک رکعت تو اس پر قضاء نہیں حالانکہ یہ قطعی بات ہے کہ تین رکعات قبلہ کی طرف نہ ہوئیں۔

واختلف اجتھاد عمر رضی اللہ عنہ فی الحد یقضی فیہ

حضرت عمرؓ کا اجتہاد حد کے بارے میں مختلف ہوا جس میں آپ نے

بقضايا مختلفة وكان يقول ذلك على ما قضينا وهذا على ما نقضي»

مختلف فیصلے دیئے آپ فرماتے تھے کہ یہ فیصلہ ہم دے چکے ہیں اور اب یہ فیصلہ دیتے ہیں۔

واخرج البيهقي مرسلا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقضي القضاء وينزل القرآن بغير ما قضى فيستقبل حكم القرآن ولا يرد قضاءه الاول انتهى»

بیہقی نے مرسلا روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما دیتے تھے اور قرآن میں اس کے خلاف فیصلہ صادر ہوتا تو آپ قرآن کا فیصلہ قبول فرماتے لیکن آپ اپنے فیصلہ کو بھی واپس نہ لیتے بیہقی کے اس قول پر اعتراض ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد خطا سے بچا ہوا ہے اور اس میں صواب ہی متعین ہے، ہاں دوسروں کے اجتہاد میں یہ بات نہیں۔

وفيما قاله واستدل به نظر واضح لا سيما ما ذكره آخرا اذ اجتهاده صلى الله عليه وسلم معصوم من الخطاء على الصواب بخلاف اجتهاد غيره»

ونقل الكردري عن الشافعي رحمه الله ان المجتهدين القائلين بحكمين متبائينن بمنزلة رسولين جاآ بشريعتين مختلفتين وكلاهما حق و صدق»

کردری نے امام شافعیؒ سے روایت کی دو مجتہد جو دو مختلف قول کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دو رسول دو مختلف شریعتیں لے کر آئے وہ دونوں حق اور صحیح ہیں۔ امام مازری کہتے ہیں کہ یہ کہنا کہ حق دونوں طرف ہے اکثر اہل تحقیق

وقال الامام المازری القول بان الحق فی طرفین هو ما علیه اکثر اهل التحقیق من العلماء والمتکلمین وهو مروی عن الائمۃ الاربعۃ واحتجوا بانہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل لہ اجرا ولو لم یصب لم یؤجر"

علماء اور متکلمین کا مذہب ہے اور یہی آئمہ اربعہ سے منقول ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطا کار کو ماجور قرار دیا اور اگر وہ فی الواقع حق پر نہ ہوتا تو ماجور کیوں ہوتا اب رہی یہ بات کہ حدیث میں اس کو خطا کیوں کہا گیا۔

واجابوا عن اطلاق الخطا فی الخبر بانہ محمول علی من ذھل عن النص واجتھد فیما لا یسوغ الاجتھاد فیہ من القطعیات مما خالف الاجماع فان مثل ھذا اذا اتفق الخطاء فیہ ھو الذی یصح اطلاق الخطاء فیہ"

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو نص کی طرف سے غیر متوجہ رہا اور ایسی اشیا میں اجتہاد کیا جس میں اجتہاد جائز نہ تھا مثلاً قطعیات، جن میں اجماع کی مخالفت ہو کیونکہ ان جیسے مسائل میں اجتہاد کیا جس میں نہ تو نص قطعی ہے اور نہ اجماع تو اس پر خطا کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ امام مازری نے اس کی مفصل تقریر کی۔

واما من اجتھد فی مسئلۃ لیس فیھا نص ای قاطع ولا اجماع فلا یطلق علیہ الخطاء واطال الامام المازری فی تقریر ذلک =

وفی الشفا لعیاض القول بتصویب المجتہدین ھو الحق

شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ مجتہدین ثواب پر ہیں ہمارے نزدیک

والصواب عندنا = وقد قال صاحب جمع الجوامع والمتکلمون علیہ ونعتقد ان اباحنیفة ومالکا والشافعی واحمد و السفیانین والاوزاعی وابن جریر وسائر أئمة المسلمین علی ھدی من اللہ تعالیٰ، ولا التفات الی من تکلم فیھم بما ھم بریئون منہ، فقد أوتوا من العلوم اللدنیہ و المواھب الالٰھیہ والاستنباطات الدقیقة والمعارف العزیزة والدین، والورع والعبادة، و الزھادة، والجلالة بالمحل الذی لا یسامیٰ انتھیٰ"

بھی حق وصواب یہی ہے صاحب جمع الجوامع نے کہا اور متکلمین کا بھی یہی قول ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، دونوں سفیان، اوزاعی اور ابن جریر اور باقی تمام ائمہ مسلمین ہدایت پر ہیں جن لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے ہیں وہ اعتراضات قابل التفات نہیں اور یہ حضرات ان سے بری ہیں کیونکہ یہ حضرات علوم لدنیہ، مواہب الٰہیہ دقیق استنباط، قیمتی معارف، دین ورع، عبادۃ، زہد اور جلالت شان میں وہ مقام رکھتے ہیں جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ورأی بعض الائمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسالہ عن اختلاف المجتھدین، فقال کل فی اجتھادہ مصیب فذکر لہ الرائی قول ابی حنیفة المجتھدان مصیبان والحق فی واحد وقول

کسی امام نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ مجتہدین کے اختلاف کی کیا حیثیت ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اجتہاد میں حق پر ہے تو اس شخص نے عرض کی کہ ابو حنیفہ فرماتے ہیں دونوں

الشافعی المجتہد ان مصیب
ومخطی معفو عنہ" فقال صلی
اللہ علیہ وسلم ھما قریبان
فی المعنی وان کانا مختلفان
فی اللفظ فقلت ایھما اولی با
الاخذ من الفریقین فقال صلی
اللہ علیہ وسلم کلاھما علی
الحق"

ومنھا علیک ایضا ان
نعتقد ان اختلاف آئمۃ المسلمین
من اھل السنۃ والجماعۃ فی
الفروع نعمۃ کبیرۃ ورحمۃ
واسعۃ وفضیلۃ واضحۃ ولہ
سرٌ لطیف ادرکہ العلماء العاملون
وعمی عنہ الجاھلون، حتی قال
بعضھم ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم جاء بشرع واحد فمن
این مذاھب اربعۃ" ووجہ
ذلک ان اللہ تعالی خص ھذہ
الشریعۃ برفعۃ عن اھلھا
الآصار والاثقال التی کانت

مجتہد صواب پر ہوتے ہیں مگر حق ایک کے
ساتھ ہوتا ہے اور امام شافعی کا قول
ہے کہ دونوں مجتہد صواب پر ہیں اور خطا کار
کو معاف کیا جائے گا تو آپ نے فرمایا
کہ یہ دونوں قول معنی میں قریب ہیں
اگرچہ الفاظ میں مختلف ہیں تو اس نے
دریافت کیا کہ کس فریق کے قول پر
عمل کرنا چاہیئے تو آپ نے فرمایا کہ دونوں
حق پر ہیں۔

آپ کو یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ
آئمہ مسلمین اہل سنت وجماعت کا
فروعی اختلاف بڑی نعمت ہے اور
عظیم رحمت ہے اور اس میں لطیف بھید
ہے جس کو علماء عاملین نے پالیا اور
جاہل اس سے اندھے رہے۔

حتی کہ بعض کہنے لگے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شریعت لیکر
آئے تو یہ مذاہب اربعہ کہاں سے آگئے
اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شریعت کی
خصوصیت یہ ہے کہ وہ بوجھ جو دوسری

على الامم قبلها كتحتم القصاص في شريعة موسى عليه السلام لانه ارسل بالجلال الصرف وتحتم الدية في شريعة عيسى عليه السلام والتخيير بينهما في شريعتنا، وكقرض محل النجاسة من البدن في شرعهم وغسلها بالماء في شرعنا. ومن ثمة استعظموا نسخ القبلة، وككتبهم فانها لا تقرأ الا على حرف واحد، وكتابنا يقرأ على حروف سبعة بل عشرة كل ذلك لقوله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر» وقوله عز قائلاً وما جعل عليكم في الدين من حرج »

وقال صلى الله عليه وسلم

شریعت کے ماننے والوں پر تھے اس امت سے اٹھا لئے گئے ہیں۔ جیسا قصاص کا متعین ہونا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں کیونکہ آپ محض شان جلالی کے ساتھ مبعوث کیے گئے، اور عیسیٰؑ کی شریعت میں دیت متعین تھی اور ہماری شریعت میں دونوں چیزوں کا اختیار ہے یا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں مقام نجاست کا کاٹ ڈالنا اور ہماری شریعت میں اس کا پانی سے دھو ڈالنا[1] اسی لئے قبلہ کی تبدیلی ان پر گراں گذری یا انکی کتابیں کہ وہ ایک ہی قرأت پر پڑھی جاتی ہیں اور ہماری کتاب سات پر بلکہ دس قراتوں پر پڑھی جاتی ہے۔ یہ صرف اسلئے کہ خدا کا فرمان ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں۔ نیز فرمایا اللہ نے تم پر دین میں کچھ حرج اور تنگی نہیں رکھی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ط[1] وكامتناع النسخ في شريعة اليهود وجوازه في شرعنا ومن ثمة استعظموا

له[1] اور جیسے یہود کی شریعت میں نسخ کا نہ ہونا اور ہماری شریعت میں ہونا۔

بعثت بالحنيفة السمحة،
فمن سماحتها وتيسيرها ورفع
الاصار عنها وقوع اختلاف
ائمتنا في الفروع لكون المذاهب
على اختلافها كشرائع متعددة
حتى لا يضيق الامر عليهم
بالتزام شئ واحد وحتى يثاب
كل عامل بمذهب صحيح و
يمدح عليه وحتى ان من
راى له فسحة في غير مذهبه جازله
بشرط الانتقال اليه والعمل
به وكل هذه نعمة عظيمة
الموقع واسعة الرفق لا سيما وهي
مؤذنة بغاية رفعته صلى الله عليه
وسلم وتميزه على بقية الانبياء
بالتوسعة لاجله على امته
بتخييرهم في الامر الواحد
بالعمل بكل ما فيه سهولة لهم
لتصويب كل مجتهد منهم
ومدحه وان فرض خطؤه وقد قرر
السبكي ان جميع الشرائع السابقة

کہ میں آسان شریعت حنفیہ دیکر بھیجا گیا
ہوں اور اس کی آسانی کی شکل یہی ہے
کہ ہمارے آئمہ نے فروع میں اختلاف کیا۔
کیونکہ مذاہب کا اختلاف متعدد شریعتوں
کے مانند ہے اور یہ اس لیے کہ ایک ہی چیز کے
لازم کر دینے سے دشواری اور تنگی ہو جاتی ہے
پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہر مذہب پر
عمل کرنے والے کو اجر دیا جائے گا اور اس
کی ستائش کی جائے گی حتیٰ کہ اگر کوئی شخص
دوسرے امام کے مذہب میں آسانی پائے
تو اس کی شرائط کے ساتھ وہ اس کی طرف
منتقل ہو سکتا ہے اور اس پر عمل پیرا
ہو سکتا ہے اور یہ سب عظیم نعمتیں ہیں،
بالخصوص یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
رفعت شان اور آپ کی امتیازی حیثیت
کے ہم پلہ ہے کہ آپ کی خاطر امت پر فراخی
کی گئی ہے کہ ان کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک
ہی چیز پر وہ جس طریقہ میں سہولت پائیں
عمل کریں، کیونکہ ان میں سے ہر مجتہد مصیب
ہے اور اس کی تعریف کی گئی ہے اگر اس کی
خطا کا امکان بھی ہے۔ سبکی نے ثابت کیا

شرائع له صلى الله عليه وسلم و
الانبياء صلوات الله عليهم
كالنواب عنده انه نبي وآدم
بين الروح والجسد، فهو اذ ذلك
نبي الانبياء وهذا هو امعنى
قوله صلى الله عليه وسلم بعثت
الى الناس كافة فهو مبعوث
الى الخلق كلهم من لدن آدم
الى قيام الساعة انتهى واذا تقرر
ان شرائع الانبياء شرائع له
زيادة في تعظيمه، فالشرائع
التي استنبطها اصحابه وتابعوهم
باحسان من اقواله وافعاله على
تنوعها شرائع متعددة له من
باب اولى خصوصا وقد اخبر بوقوعها
ووعد با لهداية على
الاخذ بها ورضي بها ومدحنا عليها
وجعل ذلك رحمة اي رحمة و
منة اي منة كما مر بيان ذلك
ومن ثمة لما جعل اختلاف هذه
الامة رحمة اخبر بان اختلاف

ہے کہ تمام پچھلی شریعتیں حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی شریعت میں موجود ہیں اور
دیگر انبیا کرام علیہ السلام آپ کے نائبین کے
مانند تھے کیونکہ آپ اس وقت نبی ہو چکے تھے
جبکہ ابھی آدم آب و گل ہی کے درمیان تھے
اور یہی آپ کے اس فرمان کا مقصد ہے
کہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا
ہوں گویا آپ تمام مخلوق کی طرف رسول
ہیں از آدم تا قیام قیامت۔ جب یہ ثابت
ہو گیا کہ تمام شرائع آپ کی شریعت میں
ہیں آپ کی عظمت کی زیادتی کے لئے تو
وہ شرائع جو آپ کے صحابہ اور تابعین نے
آپ کے اقوال سے مستنبط کی ہیں وہ باوجود
اختلاف کے آپ ہی کی شریعت ہیں آپ نے
ان شرائع کے پیدا ہونے کی خبر دی
اور ان پر عامل ہونے والوں سے ہدایت کا
وعدہ فرمایا۔ اور اس پر راضی ہوئے اور
ہماری تعریف کی اور اس کو عظیم رحمت
اور احسان قرار دیا جیسا کہ اس کا بیان
گزرا اور چونکہ اس امت کے اختلاف
کے رحمت ہونے کی خبر دی اس لئے

الامم السابقة هلاك وعذاب
الى انهم لم يوسع لهم كما
وسع لهذه الامة فكان اختلافهم
محض كذب، وتقول على انبيائهم
بما هم بريئون منه ومنها يتأكد
عليك غاية التأكد الذى لا رخصة
فيه ان لا تفضل بعض المذاهب
على بعض يودى الى تنقيص
المفضل عليه فان ذلك يودى
الى المقت والخزى فى الدنيا و
الآخرة وسيأتى عن الله تعالى
انه قال من اذى لى وليا فقد
اذنته بالحرب وعلماء المسلمين
العاملون كلهم اولياء الله تعالى
من غير شك ولا ريب وكثيرا
مايودى التفضيل الى الخصام
القبيح بين السفهاء ومن لا
خلاق لهم ولا دين ولا تقوى
الى ان يظهر من بعضهم قبيح
العصبية وحمية الجاهلية
ويفضى ذلك بهم الى ترجيح

سابقہ امتوں کے اختلاف کو باعث
ہلاکت ہونے کو بتایا کیونکہ ان کے لئے
یہ وسعت اور گنجائش نہ رکھی گئی تھی تو
ان کا اختلاف محض جھوٹ اور انبیاء
پر بہتان تراشی تھا جس سے وہ قطعاً
بری تھے۔

اس سے یہ بات بخوبی واضح
ہوجاتی ہے کہ آپ کسی ایک مذہب کو
دوسرے پر اس انداز سے ترجیح نہ دیں
جس سے مذہب مرجوح کی توہین وتنقیص
ہوتی ہو کیونکہ یہ دنیا وآخرت دونوں کی
رسوائی کا باعث ہے عنقریب اس
حدیث قدسی کا بیان آئے گا جس میں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی
کو ایذا پہنچائی تو میں نے اس سے اعلان
جنگ کردیا۔ اور مسلمانوں کے علما بلاشبہ
اولیاء اللہ ہیں، کبھی ایک کو دوسرے
پر ترجیح دینے کے سلسلے میں، بے وقوف
بے نصیب، خدا ناترس لوگوں میں سخت
جھگڑا ہوجاتا ہے جس کے نتیجہ وہ جاہلانہ
حمیت وعصبیت کے مظاہرے کر بیٹھتے ہیں

مذهب امامه واطلاق لسانه فی غیره بعدم ادب وغفلة تامة عما یترتب بسبب ذلك من المقت والخزی والی ان ینتصر بعض مقلدی مخالفه لامامه فیرد علی الاول ویطلق لسانه فیه ویتعدی الی امامه ویطلق لسانه فیه زاعما ان ذلك من باب مقابلة الفاسد بالفاسد ولو عرض کلام کل منهما علی امامه لزجره عنه وتبرا منه وهجره لاجله ولو قوعه بقبیح ما ارتکبه فی شرك المقت والردی اذ ربما أیس من موته علی الهدی و قد اخبر ابن عباس رضی الله عنهما بان سبب هلاك الامم السابقة مراؤهم وخصوماتهم فی دین الله حفظنا الله من وعیر هذه المسالك وحشرنا فی زمرة اولئك الائمة فاننا

اپنے امام کے مذہب کی ترجیح کے ساتھ ہی یہ لوگ دوسرے امام کے لئے اپنی زبان کو بے لگام کر دیتے ہیں پھر بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ہر ایک اپنے امام کی تائید کرتا ہے اور دوسرے کی تردید کرتا ہے اور "فاسد کا مقابلہ فاسد سے" کے اصول پر عمل شروع ہو جاتا ہے لیکن اگر انکی باتوں پر ان کے ائمہ مطلع ہوں تو انھیں سخت جھڑکیں اور برأت ظاہر کریں کیونکہ ایسے لوگ دام ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں اور بسا اوقات ان کے سوء خاتمہ کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ پہلی امتوں کے ہلاک و برباد ہونے کی وجہ یہی تھی کہ وہ خدا کے دین میں لڑتے جھگڑتے تھے، خدا ہم کو ان دشوار گذار راہوں سے محفوظ رکھے اور ہم کو ائمہ کے زمرہ میں اٹھائے کیونکہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں انکی عزت کرتے ہیں تاکہ ہمارا حشر ان کے ساتھ ہو۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے

نجلهم ونعظمهم بما نرجو به
ان نحشر معهم على الارائك
ان من احب قوما حشر معهم
كما اخبر به مورثهم و
مشرفهم وكفى من انتقص
احدا منهم ان يحرم
هذه المرافقة فى ذلك
المجمع الاكبر وان ينادى
عليه فيه هذا عدوّ اولياء
الله فليس له الّا الخزى و
العذاب فى الحشر"

محبت رکھے گا اس کا حشر اسی کے ساتھ
ہوگا، جو شخص ان ائمہ میں سے کسی کی توہین
کرتا ہے تو اس کے لئے سزا کے طور پر یہی
کافی ہے کہ وہ اس عظیم اجتماع (قیامت)
میں انکی صحبت سے محروم کیا جائے گا
اور خدا کے دوستوں کا دشمن کہہ کر پکارا
جائے گا تو اس کے حصّے میں رسوائی اور
عذاب کے سوا کیا آئے گا۔

المقدمة الثالثة

فیما ورد من "تبشیر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بالامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ"

اعلم ان اعظم ذلک واجلہ واوضحہ واکملہ ما اخرجہ البخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ وابونعیم عنہ والشیرازی والطبرانی عن قیس بن سعد بن عبادۃ والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لوکان العلم عند الثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس و لفظ الشیرازی وابی یعنم لوکان العلم معلقا عند الثریا ولفظ الطبرانی عن قیس لاتنالہ العرب لنالہ رجال من ابناء فارس و لفظ مسلم لوکان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال من

تیسرا مقدمہ ان روایات میں کہ جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحنیفہؒ کی بشارت دی۔

ان سب سے زائد واضح اور کامل وہ روایت ہے جو، بخاری، مسلم نے ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ ہی سے ابو نعیم نے، اور شیرازی اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم اگر ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کو اولاد فارس میں سے کچھ لوگ حاصل کرتے۔ شیرازی اور ابونعیم نے الفاظ یہ ہیں کہ "اگر علم ثریا سے لٹکا ہوتا" اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ عرب اگرچہ اس کو حاصل نہ کر سکتے لیکن اولاد فارس کے کچھ لوگ حاصل کر لیتے، حافظ محقق جلال الدین سیوطی

ابناء فارس قال الحافظ المحقق الجلال السیوطی هذا أصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ بابی حنیفۃ رحمہ اللہ وفی الفضیلۃ التامۃ لہ نظیر الحدیث الذی فی مالک رحمہ اللہ وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینۃ والحدیث الذی فی الشافعی رحمہ اللہ وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبّوا قریشا فان عالمھا یملأ الارض علما وھو حدیث حسن لہ طرق کثیرۃ وزعم بعضھم وضعہ وزیفوہ وشنعوا علی زاعمہ ومخترعہ قال العلماء عالم المدینۃ فی الحدیث الاول مالک وعالم قریش فی الحدیث الثانی الشافعی قال بعض تلامذۃ الجلال وماجزم

نے کہا کہ یہ حدیث ابوحنیفہؒ کی بشارت میں اصل صحیح ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث امام مالک کی فضیلت میں وارد ہوئی اور وہ یہ ہے کہ قریب ہے کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر تلاش علم میں نکلیں گے تو مدینہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم نہ پائیں گے۔ یا جیسے کہ ایک حدیث امام شافعیؒ کی فضیلت میں وارد ہوئی کہ قریش کو گالی نہ دو کیونکہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ یہ حدیث حسن ہے اور کثیر سندوں سے مروی ہے بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ انھوں نے اس کے واضع کو بُرا بھلا کہا ہے، علماء فرماتے ہیں پہلی حدیث میں عالم مدینہ امام مالکؒ ہیں۔ اور دوسری میں عالم قریش امام شافعی ہیں۔ جلال الدین سیوطی کے بعض شاگردوں کا کہنا ہے کہ ہمارے شیخ نے اس بات کا یقین کیا کہ اس حدیث سے مراد ابوحنیفہؒ ہی ہیں کیونکہ ان کے زمانے میں ابنائے فارس سے

به شيخنا من ان الامام اباحنيفة
هو المراد من هذا الحديث ظاهراً
لاشك فيه لانه لم يبلغ احد اى
فى زمنه من ابناء فارس فى العلم
مبلغه ولا مبلغ اصحابه و فيه
معجزة ظاهرة للنبى صلى الله
عليه وسلم حيث اخبر بما سيقع
وليس المراد بفارس البلد المعروف
بل جنس من العجم وهم
الفرس وسيأتى ان جد الامام
ابى حنيفة منهم على ما عليه
الاكثرون، وفى خبر عن
الديلمى خير العجم فارس
قال الجلال وبهذا الخبر اى
المتفق على صحته يستغنى عن
الخبر الموضوع المروى فى حق
ابى حنيفة رحمه الله قال
تلميذه المذكور اشار شيخنا
بهذا الى رد ما ذكره بعض
اصحاب المناقب ممن ليس
له دراية بعلم الحديث فان

کوئی شخص ان کا سا مبلغ علم نہ رکھتا تھا
بلکہ ان کے شاگردوں کے مبلغ کا بھی
مدمقابل نہ تھا۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ظاہری معجزہ ہے کہ آپ نے
آئندہ ہونے والی بات کی خبر دیدی اور
فارس سے مراد خاص شہر نہیں ہے
بلکہ عجمی قوم ہے جن کو فارسی کہتے ہیں۔
ابھی ہم بتائیں گے کہ ابو حنیفہؒ کے دادا
فارسی ہی تھے اور یہی اکثر کا قول ہے۔
دیلمی کی ایک حدیث میں ہے۔ کہ
عجمیوں میں بہتر فارسی ہیں جلال الدین
فرماتے ہیں کہ اس متفق علیہ صحیح حدیث
کے ہوتے ہوئے گھڑنت احادیث کی ابو
حنیفہؒ کے فضائل میں ضرورت نہیں رہتی
جلال الدین کے شاگرد کا کہنا ہے کہ ہمارے
شیخ کا ارشاد اصحاب مناقب کی
بیان کردہ اس روایت کی جانب ہے
جس کے سلسلہ رواۃ میں کذاب اور وضاع
راوی ہیں۔ اس روایت کے لفظ
یہ ہیں کہ میری امت میں ایک شخص
ابو حنیفہ نامی ہوگا وہ قیامت تک

فی سنده كذابين وضاعين و
لفظ خبرهما يكون فی امتی
رجل يقال له ابو حنيفة
النعمان هو سراج امتی الی
يوم القيامة وفی لفظ يكون فی
امتی رجل اسمه النعمان وكنيته
ابو حنيفة هو سراج امتی هو
سراج امتی، وفی لفظ سياتی
من بعدی رجل يقال له نعمان
بن ثابت ويكنی ابا حنيفة يحيی
دين الله تعالی وسنتی علی يديه"
وفی لفظ فی كل قرن من امتی
سابقون وابو حنيفة سابق
هذه الامة"

میری امت کا سورج ہے اور ایک روایت
میں ہے کہ میری امت میں ایک شخص
ہوگا جس کا نام نعمان اور کنیت ابوحنیفہؒ
ہے وہ میری امت کا سورج ہے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ میرے
بعد عنقریب ایک شخص آئے گا جس کا
نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہؒ
ہوگی وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو
زندہ کرے گا۔ اور ایک روایت میں
ہے کہ ہر صدی میں سابقین ہوں گے
اور ابوحنیفہؒ تمام امت کے سابق
ہیں۔

وفی لفظ عن ابن عباس
رضی الله عنهما يطلع بعد
رسول الله صلی الله عليه وسلم
بدر علی جميع خراسان يكنی
بابی حنيفة"
وفی لفظ اخر عن ان الرای
لحسن وانه يكون بعدنا رای

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام
خراسان پر ایک چاند طلوع کرے گا۔
جس کی کنیت ابوحنیفہؒ ہے اور انہی سے
روایت ہے کہ رائے اچھی ہے اور بیشک
ہمارے بعد رائے حنیف ہوگی جس
سے تابقائے اسلام احکام جاری ہوں

حنیف یجری بہ الاحکام ما بقی
الاسلام وانہ کرائینا واحکامنا
یقوم بہ رجل یقال لہ نعمان
بن ثابت الکوفی ویکنی بابی
حنیفۃ وھو من اھل الکوفۃ
جھید فی العلم والفقہ یصرف
الاحکام علی وجھہا حنیفی
الدین والرای الحسن" وفی
لفظ عن ابن سیرین انہ لما
قص علیہ منامہ الاتی قال لہ
اکشف عن ظھرک ویسارک
فکشف فرای بین کتفیہ
اوعضد یسارہ الخال فقال
صدقت انت ابوحنیفۃ الذی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی حقہ یخرج من امتی
رجل یقال لہ ابوحنیفۃ بین
کتفیہ خال"
وفی روایۃ علی یسارہ
خال یحیی دین اللہ تعالی
وسنتی علی یدیہ وھذہ کلہا

گے اور بے شک وہ ہماری رائے اور
احکام کی طرح ہوں گے اس کا بانی
ایک شخص ہوگا جس کو نعمان بن ثابت
کوفی کہا جائے گا اور اس کی کنیت ابوحنیفہؒ
ہوگی وہ اہل کوفہ سے ہوگا علم وفقہ
میں پوری کوشش کرنے والا ہوگا
احکام کو ان کے صحیح طریق کے موافق
چلائے گا دین حنیفی اور رائے رکھے
گا اور ابن سیرین کے الفاظ یہ ہیں۔
جب انھوں نے اپنا خواب
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا کہ آپ اپنی
پیٹھ اور بائیں بازو کھولئے آپ نے
کھولا تو آپ کے دونوں شانوں یا بائیں
بازو کے قریب تل تھا تو بول اٹھے
کہ آپ نے سچ کہا آپ ہی ابوحنیفہ
ہیں جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت
میں ایک شخص ابوحنیفہ نامی ہوگا جس
کے شانوں کے درمیان تل ہوگا اور
ایک روایت میں ہے کہ بائیں بازو
پر تل ہوگا۔ وہ اللہ کے دین اور

موضوعات لا تروج على من
له ادنى المام بنقد الحديث
وقد اوردها ابن الجوزي في
الموضوعات واقره الذهبي
وشيخنا الحافظ الجلال السيوطي
في مختصريهما والحافظ ابو الفضل
شيخ الاسلام ابن حجر في لسان
الميزان وتبعهم الامام الحافظ
الذي انتهت اليه رياسة
مذهب ابي حنيفة في زمنه
الشيخ قاسم الحنفي ومن ثمة
لم يورد شيا منها ائمة الحديث
الذين صنفوا في مناقبه كالطحاوي
وصاحب طبقات الحنفيه
محي الدين القرشي وآخرين
كلهم حنفيون ثقات اثبات
نقاد لهم اطلاع كثير انتهى
حاصل كلام تلميذ الجلال
رحمهما الله تعالى ومن
اطلع على ما ياتي في هذا الكتاب
من احوال الامام ابي حنيفة

میری سنت کو زندہ کرے گا یہ سب
حدیثیں موضوع ہیں جس کو تھوڑا سا
بھی فن تنقید حدیث سے لگاؤ ہے
اس کے سامنے یہ نہیں چل سکتیں
ابن جوزی نے ان کو موضوعات کی
فہرست میں رکھا ہے۔ ذہبی اور ہمارے
شیخ حافظ جلال الدین نے اپنی اپنی
مختصر میں اس کی تائید کی اور حافظ
ابوالفضل شیخ الاسلام ابن حجر نے
لسان المیزان میں بھی تائید کی اور ان
کی اتباع کرتے ہوئے امام حافظ مذہب
ابو حنیفہؒ کے رئیس اعظم شیخ قاسم حنفیؒ
نے بھی تائید کی۔ اس لئے ائمہ حدیث
جنھوں نے آپ کے مناقب لکھے انھوں
نے اس قسم کی کوئی حدیث نہ لکھی مثلاً
طحاوی، اور صاحب طبقات حنفیہ
محی الدین قرشی وغیرہم اور یہ سب حنفی،
پختہ علم والے نقاد ہیں ان کی معلومات
وسیع ہیں، یہ تھا حاصل جلال الدینؒ
کے کلام کا خلاصہ جس شخص کو امام ابو حنیفہؒ
کے اخلاق وکرامات، سیرت وکردار کے

وكراماته واخلاقه وسيرته علم انه غنى عن ان يستشهد على فضله بخبر موضوع او لفظ موضوع لا سيما مع ما تقرر من حديث البخاري ومسلم وغيرهما المحمول على ابي حنيفة كنظرائه من العجم وممن هو اعلى منه واجل كسلمان فارسي رحمه الله"

وممّا يصلح للاستدلال به على عظم شان ابي حنيفة رحمه الله ما روى عنه صلى الله عليه وسلم انه قال ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثمه قال شمس الائمة الكردري بفتح الكاف ان هذا الحديث محمول على ابي حنيفة لانه مات تلك السنة رحمة الله عليه"

متعلق اس کتاب سے معلوم ہوگا وہ سمجھ لے گا کہ آپ کی شان گھڑنت اور موضوع روایت کی محتاج نہیں، بالخصوص اس حدیث کی موجودگی میں جو بخاری و مسلم نے روایت کی جس کا مصداق ابوحنیفہؒ اور ان کے امثال ہیں یا وہ جو ان سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہیں جیسے سلمان فارسی رحمۃ اللہ۔

ابوحنیفہؒ کی شان میں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ دنیا کی رونق سنہ ایک سو پچاس میں اُٹھ جائے گی اسی لئے شمس الائمہ کردری (کاف کے زبر سے) نے فرمایا کہ یہ حدیث ابوحنیفہ پر صادق آتی ہے کیونکہ آپ ہی کا اس سنہ میں انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

"الفصل الاوّل فی بیان الاسباب الحاملة علی تالیف ھذا الکتاب"

الاول ما جاء عن عائشة رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسند حسن بل ذکرہ مسلم فی مقدمة صحیحہ وابن خزیمة فی صحیحہ قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلھم وفی روایة للخرائطی انزل الناس منازلھم فی الخیر والشر وفی اخری انزلوا الناس منازلھم وراؤا الناس بعقولکم وجاء عن علی کرم اللہ وجھہ من انزل الناس منازلھم رفع المؤنة عن نفسہ"

الثانی" انہ وقع فی تاریخ الخطیب ومنتظم

پہلی فصل ان اسباب کے بیان میں جن کی وجہ سے یہ کتاب تالیف ہوئی

پہلے تو وہ روایت ہے جس کی راوی حضرت عائشہؓ ہیں اور جس کی سند حسن ہے بلکہ مسلم نے اس کو اپنی صحیح کے مقدمہ میں۔ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو ان کے مقام پر رکھیں اور خرائطی کی ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو ان کے مقام پر رکھو، بھلائی میں بھی اور برائی میں بھی اور ایک روایت میں ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مقام پر رکھیں اور لوگوں کو اپنی عقلوں سے دیکھیں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جس نے لوگوں کو ان کے مقام پر رکھا وہ بری الذمہ ہے دوسرے یہ کہ خطیب نے اپنی تاریخ اور ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی منتظم میں چند ایسی چیزوں کا ذکر کیا ہے جو ابو حنیفہؒ کی شایان شان

ابی الفرج بن الجوزی ذکر
اشیاء تنافی کمال ابی حنیفة
رحمہ اللہ علی ان الخطیب
ذکر من فضائلہ بعد ذلک
باسانید المشھورة ما یبھر
العقل ذکرہ بل کل من جاء
بعدہ انما یستمد فی ترجمة
الامام منہ" وکذلک وقع
فی المنخول المنسوب للامام
الغزالی حجة الاسلام ذکر
اشیاء من ذلک" وانما قلنا
المنسوب لانہ لم یصح نسبة
جمیع ما فی ھذا الکتاب الیہ
فیحتمل ان تکون تلک الالفاظ
الشنیعة اختلفت علیہ بدلیل
انہ مدحہ فی کتاب احیاء علوم
الدین المتواتر عنہ بما یلیق
بکمال ابی حنیفة رحمہ اللہ
واجاب بعض المحققین من
الحنفیة کما مر بانہ بتقدیر
صدور ھذا من الغزالی

نہیں لیکن اس کے بعد خطیب نے آپ کے
کمالات میں چند چیزیں مشہور اسانید سے
ذکر کی ہیں، یہ چیزیں محیر العقول ہیں
بلکہ ان کے بعد والے علماء امام صاحب
کے حالات بیان کرنے میں اس سے
مدد لیتے ہیں اسی طرح منخول (جو امام
غزالی طرف منسوب ہے) میں چند
چیزیں مذکور ہیں۔ منسوب اس لئے
کہا گیا ہے کہ اس کی تمام باتیں امام
کی نہیں، اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ
یہ ناموں الفاظ امام غزالی کے نہیں
بلکہ کسی نے ان کے سر تھوپ دیئے
ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ تو اپنی
کتاب احیاء علوم الدین (جس کی نسبت
ان کی طرف تواتر سے ثابت ہے) میں
ان کے حسب شان ان کی تعریف کرتے
نظر آتے ہیں احناف کے محققین علماء
نے جواب دیا ہے کہ اگر بالفرض یہ
کتاب غزالی ہی کی ہے تو یہ اُن کے
ابتدائی حالات کی تصنیف ہے آپ
ابتداء میں متعصب فقہا کی تردید میں

فهو في حال ابتداء امره حين
كان شان الفقهاء المتعصبين
فلما توفى عن ذلك وظهر اخلاقه
ووصل الى ما وصل اليه من
الكمالات رجع عن ذلك وذكر
الحق في كتاب الاحياء كما
يدل لذلك قوله فيما حدث
من الخلافيات والمجادلات
فيها والتحريرات والتصنيفات
فاياك وان تحوم حولها فاجتنبها
اجتناب السم القاتل فانه الداء
العضال وهو الذي ردّ الفقهاء
كلهم لطلب المنافسة والمباهاة
على ما سيأتيك تفصيل غوائلها
وآفاتها وهذا الكلام ربما يسمع
من قائله فيقال الناس اعداء
ما جهلوا ولا تظنن ذلك فعلى
الخبير سقطت واقبل هذه
النصيحة ممن ضيع عمره فيه
زمانا وزاد فيه على الاوّلين
تصنيفا وتحقيقا وجدلا وبيانا

مشغول تھے لیکن جب اخلاق کے
اعلیٰ مراتب پر فائز ہو گئے اور معراج
کمالات پر پہنچ گئے تو ان باتوں سے
رجوع فرما کر جو حق بات تھی اپنی کتاب
احیاء دین میں لکھ دی چنانچہ آپ نے
پیدا شدہ اختلافات اور اختلافی
تصنیفات کے بارے میں فرمایا کہ ان
سے اس طرح پرہیز کرو جیسے زہر قاتل
سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لاعلاج
مرض ہے اور یہی چیز وہ ہے جس میں
فقہا نے بحث اور مباحثہ سے روکا
ہے چنانچہ اس کے مصائب و نقصانات
کا بیان ہم کریں گے۔ بسا اوقات
یہ بات سننے والے کہہ دیتے ہیں کہ
جو چیز لوگ نہیں جانتے اس کے دشمن
بن جاتے ہیں" لیکن آپ یہ خیال نہ
کریں کیونکہ یہ ایسے تجربہ کار شخص کی
نصیحت ہے جس نے اس دشت کی
سیاحی میں اپنی عمر کا ایک طویل حصّہ
گنوا دیا اور تصنیف و تالیف تحقیق
وتمحیص میں اپنے اسلاف پر گوئے

ثم الهمه الله تعالی رشده و
اطلعه علی عیبه فهجره واشتغل
بنفسه انتهی، وکذلک وقع
کما مر بسط الکلام فیه من
بعض المتعصبین ممن یسمی
بالغزالی حتی ظن انه الامام
حجة الاسلام ولیس کذلک
وانما هو شخص آخر مجهول له
تالیف مستقل فی الحط الشنیع
علی ابی حنیفة رحمه الله مع
نزاهته وبراءته عما نسب الیه
فیه علی انه غیر بعید ان بعض
الزنادقة والمحرومین من
الخیر اختلق ذلک ونسبه الی
ذلک الامام الکبیر والعلم
الشهیر الذی هو حجة الاسلام
لیروج علی الناس ما افتراه
فکان بسبب ذلک ممن اضله
الله واعماه فحینئذٍ تعین علی
کل من قدر علی تزییف ما
فی الکتب وتسفیهه ان یبطل

سبقت لے گیا پھر اللہ نے اس کی
رہبری فرمائی اور اس کو اس کے عیوب
دکھائے تو اس نے اس مشغلہ کو چھوڑ
دیا اور اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا۔
اور یہ کام کسی متعصب کا ہے جس کا
نام غزالی ہے اور جس کو حجۃ الاسلام
سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ نہیں
یہ تو ایک مجہول شخص ہے جس نے ایک
مستقل کتاب لکھی ہے جس میں امام
صاحب کی توہین کی ہے۔ اور امام
صاحب ان تمام اعتراضات سے
بری ہیں جو اس کتاب میں آپ پر
لگائے گئے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے
کہ بعض بے دینوں نے یہ الزام
حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کے سر تھوپ
دیا ہو تاکہ لوگ اس کے دھوکے میں
آجائیں تو ایسا شخص اپنی اس حرکت
سے گمراہ اور ہدایت الٰہی سے اندھا
ہوگیا۔ اس کام کے بعد اب اس
کتاب کو اور اس میں لکھی باتوں کو
غلط سمجھنا چاہیے اور اس کے گھڑنے

جميع ما فيها وان يكذب واضعها ومختلفيها بما اطبق عليه العلماء المعتبرون والائمة المجتهدون من تعظيم ذلك الامام الاعظم والحبر المقدم امتثالا للاحاديث السابقة واللاحقة»

الثالث تبين خطا المتعصبين فی قولهم ما تكلمنا فی ابی حنيفة وغيره الالان ذلك متعين علمه علينا لتباين احوال الرجال وتمايز اوصافهم التی عليها مدار الرواية والنقد والكمال وكلامهم هذا من منوال كلام الخوارج الذی قال فيه علی كرم الله وجهه الكريم لما احتجوا عليه به كلمة حق اريد بها باطل فكذلك كلامهم اولئك كلام حق فی نفسه لكن اريد به باطل وای باطل ان لم يعتمد وافق ذلك الا علی كلمات صدرت من بعض معاصريه فی حقه

والوں کی تکذیب و تردید کرنی چاہیئے کیونکہ علماء مجتہدین اور ائمہ کرام سب ہی امام اعظم کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کے بارے میں وارد شدہ سابق و لاحق احادیث کے ماننے والے قرار پائیں۔ تیسرے یہ کہ جب ان متعصب لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ ابو حنیفہؒ اور ان جیسے دیگر حضرات کی شان میں آپ نے جو کہا ہے وہ غلط ہے اور آپ خطا پر ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ صاحب ہمیں تو ان کے بارے میں یہی معلومات بہم پہنچ چکی ہیں۔ کیونکہ اس کا دارومدار راویوں پر ہے جن کی روایات مختلف ہوتی ہیں ان کی یہ بات خوارج کے اس قول کی طرح ہی جس کے جواب میں حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ بات تو حق ہے مگر ارادہ اس سے باطل کا ہے اسی طرح ان لوگوں کی بات تو ٹھیک ہے مگر اس سے مقصود غلط ہے۔ اور باطل و غلط کیوں نہ ہو کیونکہ انھوں نے محض ان باتوں پر بھروسہ

حسدالہ علی ما اتاہ اللہ من
فضلہ ام یحسدون الناس علی
ما اتاھم اللہ من فضلہ وکذا
صدر من بعض من جاء بعدہ
کلمات نسبوھا الیہ لا تصدر
ممن لہ ادنی کمال بل دین
ولیس قصدھم الا شینہ
واخمال ذکرہ ویابی اللہ الا
ان یتم نورہ ولو کرہ المشرکون
وکفاھم فی زجوھم ونکالھم
ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بسند جید ایما رجل
اشاع علی رجل بکلمۃ وھو منھا
بری یشینہ بھا فی الدنیا کان
حقا علی اللہ تعالی ان یحبسہ
فی جھنم حتی یاتی بنفاذھا قال
وفی روایۃ صحیحۃ من قال
فی مومن بما لیس فیہ اسکنہ
اللہ تعالی ردغۃ الخبال حتی
یخرج مما قال ولیس بخارج
وردغۃ الخبال نفتح فسکون

کرلیا جو امام صاحب کے بعض معاصرین
نے ان کی شان میں کی تھیں اور یہ ان کا
حسد بیجا تھا کہ عطائے الٰہی پر کیونکر حسد
کیا جا سکتا ہے اسی طرح ان کے بعد میں
آنے والے بعض حضرات نے کچھ ناگفتہ بہ
کلمات ان کی طرف منسوب کر دیتے ہیں
جو ایک صاحب کمال تو کیا بلکہ ایک
متدین انسان سے بھی متصور نہیں اور
اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ امام صاحب پر
عیب لگایا جائے اور انکی شہرت پر زد
آئے لیکن خدا اپنے نور کو پورا ہی کر کے
رہے گا چاہے مشرک کتنا ہی برا کیوں نہ
منائیں، ان لوگوں کی تردید کو یہ حدیث
ہی کافی ہے جو سند صحیح سے مروی ہے کہ
جس شخص نے کسی شخص کی جانب سے ایسی
بات مشہور کر دی جس سے وہ فی الواقع
بری ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں اسوقت
تک قید رکھے گا جب تک وہ شخص اپنی
کہی ہوئی بات کو سچ نہ کر دکھلائے۔ اور
ایک روایت صحیحہ میں ہے کہ جس نے کسی
مومن کے بارے میں ایسی بات کہی

الدال المهملة فمعجمة فخاء
معجمة مفتوحة فموحدة
عصارة اهل النار كما فى
حديث موفوع»

الرابع تبين انه رحمة
الله كسائر ائمة الاسلام ممن
صدق عليهم قوله تعالى الا
ان اولياء الله لاخوف عليهم
ولاهم يحزنون الذين امنوا
وكانوا يتقون لهم البشرى
فى الحيوٰة الدنيا وفى الآخرة
ووجه ذلك الصدق ان كلا
من اولئك الائمة المجتهدين
والعلماء العاملين صحت عنه
كمالات باهرة للعقول واحوال
وكرامات لا ينكرها الا المعاند
الجهول فهم الاولياء على
الحقيقة والجامعون بين
الحقيقة والشريعة واذ قد
تمهد ذلك فمنتقص احد منهم
ممن حفت عليه كلمة

جس سے وہ بری ہو اللہ اس شخص کو جہنم
والوں کے پیپ میں رکھے گا حتیٰ کہ وہ اس
سے نکلنے کی راہ پیدا کرلے اور وہ راہ
پیدا نہیں کر سکے گا۔

چوتھے یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
ان ائمہ اسلام میں ہیں جو خدا کے اس
فرمان کا مصداق ہیں کہ ” آگاہ ہو جاؤ
بلا شبہ اللہ کے اولیاء کو نہ ڈر ہے اور
نہ غمگین ہوں گے جو ایمان لائے اور
تقویٰ کرتے تھے ان کے لئے بشارت
ہے دنیا اور آخرت کی زندگی میں۔ اور
اس کی وجہ یہ ہے کہ ان آئمہ مجتہدین و
علماء و عاملین میں سے ہر ایک
محیر العقول کمالات رکھتا تھا۔ اور ان
سے ایسے احوال و کرامات کا صدور ہوتا
تھا جن کا سوائے جاہل معاند کے کوئی
انکار نہیں کر سکتا تھا تو یہ حضرات دراصل
شریعت و حقیقت کے جامع تھے۔

اس تقریر و تمہید سے واضح ہوا
کہ جو بھی ان میں سے کسی کی توہین کرے گا
راندۂ بارگاہِ ایزدی ہوگا اور غضب

الظ دو المقت کیف وھو قدا دخل نفسہ فیما لا طاقۃ لہ بہ من محاربۃ اللہ تعالی ورسولہ ومن حارب اللہ ھلک ھلاکا ابدیا نعوذ باللہ من ذلک"

الٰہی کا مستحق بنے گا۔ کیونکہ ایسے شخص نے خدا سے جنگ مول لی ہے اور جو اللہ سے جنگ کرے گا وہ ابدی ہلاکت میں پڑے گا۔ ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

والدلیل علی ھذا ما رواہ الائمۃ البخاری وغیرہ من طرق کثیرۃ تزید علی خمسۃ عشر طریقا عن جماعۃ من الصحابۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ تعالی قال من عادی اوازل اداذی اداھان روایات لی ولیا وفی روایۃ ولی المومنین فقد اذنتہ ای اعلمتہ بالحرب وفی روایۃ فقد استحل محاربتی وفی اخری فقد بارزنی بالمحاربۃ وقولہ لی ظرف لغو ویجوزان یکون مستقرا لانہ حال

اس کی دلیل وہ روایت ہے جسکو بخاری و دیگر ائمہ حدیث نے پندرہ سے زائد سندوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی کی تذلیل کی یا ایذا دی، یا اہانت کی (مختلف روایات ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ مومنین کے ولی کی، تو میں اس سے اعلان جنگ کردوں گا، ایک روایت میں ہے کہ وہ میری جنگ کا مستحق ہوگا، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے مجھ سے اعلان جنگ کردیا۔ اللہ تعالے کا قول لی ظرف لغو ہے اور مستقر بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ حال ہے اور نکرہ ہونے کی بنا پر ذوالحال سے مقدم کردیا

قد مت على صاحبها لتنكيره
والمحاربة فيه من باب يخادعون
الله وعاقبت اللص وحكمة
ابثاره المخاطبة بما ينفعهم
اذ الحرب ينشأ من العداوة
الناشئة عن المخالفة وغايتها
اللازمة لها الهلاك اى من
كره من احببته عادانى وعاندنى
ومن عاندنى فقد تعرض لاهلاكى
اباه اشد الهلاك وافظع فاطلق
الحرب واريد لازمها واذ قد
علمت هذا علمت ان فيه
من الوعيد الشديد والزجر الا
كيد والمنع البليغ ما يحمل
من له ادنى مسكة من عقل
فضلا عن دين على ان يتجنب
الخوض فى شى مما ينتقص به
احدا من ائمة الاسلام ومصابيح
الظلام وان يبالغ فى البعد عن
ايذائهم بوجه من الوجوه فانه
يوذى الاموات ما يوذى الاحياء

گیا ہے، اور اس حدیث میں محاربہ
اسی طرح ہے جس طرح یخادعون اللہ
میں مخادعۃ اور عاقبت اللص معاقبہ
ہے اور اس سے مراد ہلاکت ہے۔ یعنی
جس نے میرے پسندیدہ بندوں کو
برا جانا اس نے مجھ سے دشمنی اور عناد کیا
داس نے اپنے آپ کو ورطۂ ہلاکت میں
ڈال لیا تو جنگ کا لفظ بول کر اس کا
لازمی نتیجہ مراد لیا گیا۔ جب اپنے اس
حدیث میں وارد شدہ سخت وعید کو
سن لیا تو آپ بخوبی سمجھ سکیں گے کہ
جس میں تھوڑی بہت بھی عقل ہے تو
وہ خاصان خدا کی شان میں توہین و تنقیص
کے شائبہ سے بھی اجتناب و احتراز
کرے گا اور دیندار انسان کا تو کہنا
ہی کیا؟ ایک صاحب عقل ان کی
ایذا رسانی سے دور اور بہت دور
رہے گا کیونکہ جس سے زندوں کو تکلیف
ہوتی ہے اس سے مردوں کو بھی تکلیف
ہوتی ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے اولیاء کے

وكيف يسع احدا ان يقدم على
شئ من ذلك والله تعالى يقول
انى لاغضب لاوليائى كما
يغضب الليث للجرو وفى
رواية عند الامام احمد رحمه
الله عن وهب بن منبه قال
قال الله عزوجل لموسى عليه
السلام حين كلمه ربه جل وعلا
اعلم ان من اهان لى وليا فقد
بارزنى بالمحاربة وناوانى وعرض
نفسه ودعانى اليها وانا اسرع
شئ الى نصرة اوليائى أفيظن
الذى يحاربنى ان يقاومنى اويظن
الذى يبارزنى ان يعجزنى اويسبقنى
اويفوتنى كيف وانا ثائر لهم فى
الدنيا والآخرة فلا اكل نصرتهم
الى غيرى "

فتامل ثم تامل واحذر ان
تخوض غمرة هذه اللجة المهلكة
فان الله تعالى لا يبالى بك فى اى واد
هلكت ومن ثمه قال الحافظ

لئے اس طرح ناراض ہوتا ہوں جیسے
شیر اپنے بچے کے لئے، امام احمدؒ نے
وہب بن منبہ سے روایت کی کہ جب
اللہ تعالےٰ نے موسیٰؑ کو شرف کلام عطا
فرمایا تو ارشاد کیا کہ اے موسیٰؑ یقین کرو
کہ جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی تو
اس نے مجھے دعوت جنگ دی اور مقابلہ
کے لئے تیار ہوا۔ میں اپنے اولیاء کی مدد
بہت جلدی کرتا ہوں۔ کیا مجھ سے جنگ
کا ارادہ رکھنے والا اس گھمنڈ میں ہے کر
کہ وہ مجھ سے تاب مقابلہ رکھتا ہے یا وہ
میرے قبضہ وقدرت سے باہر آسکتا ہے
میں اپنے اولیاء کا انتقام دنیا وآخرت
میں لوں گا اور ان کی مدد میں خود ہی کروں
گا۔ تو آپ کو بار بار غور کرنا چاہیئے
اور اس مہلک گہرائی میں داخل ہونے
سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا آپ کی
پرواہ نہ کرے گا اور آپ ہلاکت
کی وادی میں پڑ جائیں گے اسی لئے
حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی
(کتاب الاشعری) میں فرمایا کہ

ابوالقاسم بن عساکر فی کتابہ
تبیین کتاب المفتری فیما نسب
للامام ابی الحسن الاشعری
لحوم العلماء مسمومۃ وھتک
استار منتقصیھم معلومۃ"
وقال ایضا لحوم العلماء
سم من شمہا مرض ومن
ذاقہا مات قال وقد جمع العلماء
فضائلھم واعتنوا بسیرھم
واخبارھم فمن قرء فضائل
ابی حنیفۃ ومالک والشافعی
رحمھم اللہ بعد فضائل
الصحابۃ والتابعین رضوان
اللہ علیھم اجمعین اعتنی
بہا ووقف علی کریم سیرھم
وھدیھم کان ذلک لہ عملا
زاکیا نفعنا اللہ تعالی بحب
جمیعھم ومن لم یحفظ من
اخبارھم الا مایذکر من قول
بعضھم فی بعض علی الحسد
والھفوات والغضب حرم

علماء کے گوشت زہر آلودہ ہیں اور
ان کی شان میں توہین کرنے والوں
کی پردہ دری طے شدہ ہے۔ نیز
فرمایا کہ علماء کا گوشت زہر ہے۔
جو سونگھے گا بیمار پڑے گا اور جو
چکھے گا مرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ
علماء نے ان کے فضائل کو جمع کیا
اور ان کی سیرتوں اور واقعات کو
درخورِ اعتناء لائے جس شخص نے
صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم
اجمعین کے فضائل پڑھنے کے بعد
ابو حنیفہ، مالک اور امام شافعی رحمہم
اللہ کے فضائل کا مطالعہ کیا ہے اور
ان کے سیر و واقعات پر اطلاع حاصل
کی ان سے بہترین عمل کیا خدا ہم کو
ان سب کی محبت سے مستفید فرمائے
اور جس نے ان حضرات کے بارے
میں محض اتنا ہی جانا جتنا کہ بعض
لوگوں نے ان میں سے بعض سے
حسد کرتے ہوئے کہدیا اور اظہار
ناراضگی کر دیا تو وہ توفیق سے محروم

التوفيق ودخل فى الغيبة وحاد
عن الطريق جعلنا الله وإياك
ممن يستمع القول فيتبع احسنه
امين»

الخامس ان أئمة حفاظا
ترحموا هذا الامام واطالوا
فى ترجمته قديما وحديثا
فقصدت ان انتظم فى
سلكهم لتعود على بركة
هذا الامام كما عادت
عليهم وقد روى ابن الجوزى
عن سفيان بن عيينه انه قال
عند ذكر الصالحين تنزل
الرحمة وان الخص جميع
ما ذكروه باوجز عبارة وابلغ
اشارة معرضا عن ذكر الاسانيد
معولا على ما بسطوه منها فى
كتبهم مما يزيل الشك
والترديد لاعراض الناس
عن المطولات واكبابهم
على المختصرات لما ان الهمم

رہا اور غیبت کرنے والوں میں شامل ہوا
اور جادہ مستقیم سے منحرف ہوا۔ خدا ہمیں
اور آپ کو اچھی بات کے سننے اور اس کی
اتباع کرنے والوں میں کر دے۔

پانچویں یہ کہ آئمہ حفاظ نے ان امام
کے ساتھ اظہار مہربانی کیا اور قدیم و
جدید زبانوں میں ان کے حالات کو
تفصیل سے بیان کیا۔ تو میں نے بھی
ارادہ کیا کہ میں ان کی صف میں شامل
ہو جاؤں۔ تاکہ میں بھی اس امام کی
برکت حاصل کروں جس طرح کہ ان
حضرات نے حاصل کی۔ ابن جوزی
نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی
کہ نیکوں کے تذکرے کے وقت
رحمت نازل ہوتی ہے اور میں ان
کے کلام کا خلاصہ مختصر عبارت میں
ذکر کروں اور سندوں کے ذکر کو چھوڑ دوں
کیونکہ سندیں ان حضرات نے اپنی کتب
میں اس تفصیل سے ذکر کر دی ہیں کہ
کسی کو مجال شک نہ رہے اور یہ اختصار
اس لئے ہے کہ طویل چیزوں کو پسند کرنے

قد تقاصرت و الاغراض الفاسدة المنافية للادب فی العلوم قد تکاثرت فلا تری الاذهانا امسك اشعة الفهم یحسبها قضبان الذهب اوغریقا فی بحر شهواته التی اشغلته عن التطلع الی ادنی کمال او ادب

ہیں۔ اب لوگوں کے اغراض اور انکے مقاصد علوم سے اچھے نہیں رہے اور ان کا حال اس شخص کا سا ہو گیا ہے جو چاند کی کرنوں کو سونے کی سلاخیں سمجھ کر پکڑنے لگے یا اس شخص کا سا جو شہوتوں کے سمندر میں غرق ہو گیا ہو اور کوئی کمال حاصل نہ کر سکے۔ اور کوئی ادب اس کو نہ مل سکے۔

"الفصل الثانی فی ذکر نسبه"

اختلفوا فیه فقال اکثرهم وصححه المحققون انه من العجم وعلیه ما اخرج الخطیب عن عمر بن حماد ولده انه ابن ثابت بن زوطی ای بضم الزای کموسی و بفتحها کسلمی ابن ماه من اهل کابل ای بضم الموحدة بلدة من اقلیم نباحیة الهند ملکه بنو تیم الله بن ثعلبة فاسلم فاعتقره

دوسری فصل انکے نسب کے بیان میں

اکثر کا قول ہے اور محققین کے نزدیک صحیح بھی ہے کہ آپ عجمی تھے اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو خطیب نے ان کے صاحبزادے حماد سے نقل کی ہے وہ ثابت کے بیٹے ہیں اور وہ بیٹے ہیں زوطی کے زای کے پیش سے جیسے موسٰی اور زبر سے بھی پڑھ سکتے ہیں جیسے سلمٰی بیٹے ماہ کے کابل کے رہنے والے باکے ضمہ سے اقلیم ہند کا ایک شہر ہے یہ بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے غلام تھے،

وولد ثابت على الاسلام وقيل
من اهل الانبار بفتح الهمزة
ثم انتقل لنسا بفتح اوليه و
بالقصر فولد له بها ابو حنيفة
فلما ترعرع انتقل به»
وقيل من اهل ترمذ ولا مانع
انه نزل هذه البلاد الاربعة
فنقل كل ما حفظه»
وترمذ بتثليث اوله وضم
الميم وكسرها وبالذال المعجمة
مدينة على طرف جيحون،
واخرج ايضا عن اسمعيل
بن حماد اخي عمر المذكور انه
قال ان ثابت بن نعمان ابن
المرزبان اي بفتح فسكون
فضم الزاي وقد يفتح مُعرَّب
الرئيس من ابناء الفارس الا
حرار والله ما وقع لنا رق
قطّ ذهب ثابت الى الامام علي
بن ابي طالب كرم الله وجهه
صغيرا فدعا له بالبركة وفي

اسلام لے آئے اور آزاد کر دیئے گئے
اور ثابت بحالت اسلام پیدا ہوئے
اور کہا گیا کہ آپ اہل انبار میں سے تھے
ہمزہ کی فتح سے پھر نسا کی طرف منتقل
ہوئے نون اور سین کی فتح سے الف
مقصورہ سے وہیں ابو حنیفہ پیدا ہوئے
جب وہ جوان ہوئے تو ان کے والد
ان کو لے کر منتقل ہو گئے۔ اور کہا
گیا کہ آپ ترمذ کے رہنے والے تھے
اور ان اقوال میں کچھ تضاد نہیں کیونکہ
ہو سکتا ہے کہ آپ ان چاروں شہروں
میں آئے ہیں اور ہر ایک نے اپنی یاد
داشت کے مطابق بیان کر دیا ہو۔
اور ترمذ کے پہلے لفظ پر تینوں حرکتیں
ہو سکتی ہیں۔ میم کو مضموم اور مکسور
دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں اور ذال
معجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک شہر جیحوں
کے کنارے پر ہے۔
اور اسماعیل بن حماد عمر مذکور
کے بھائی سے بھی روایت کی کہ انھوں
نے کہا کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان

ذریتہ ونحن نرجو من اللہ
ان یکون استجاب ذلک فیناو
اھدی النعمان الی علی کرم اللہ
وجھہ فالوذجا یوم النیروزای
بفتح اولہ معرب یوم جدید
من اعیادھم فقال نوروزنا
کل یوم۔
وقیل کان فی المھرجان
ای معرب محبتہ الروح ھکذا
مرکب من مھر بکسر اولہ
وجان فقال علی کرم اللہ وجھہ
مھرجونا کل یوم،
وتخالف الاخوین فی ان
والد ثابت النعمان او زوطی
وجدہ المرزبان اوماہ اجیب
عنہ بانہ یحتمل ان یکون
لکل اسمان او اسم ولقب او معنی
زوطی النعمان والمرزبان ماہ
تخالفھما فی مس الرق" یجاب
عنہ بان من اثبتہ اراد فی
الجد ومن نفاہ ارادنی الاب

یعنی زبر اسکے بعد سکون اور پھر زاء کا
ضمہ ہے اور کبھی فتح بھی پڑھا جاتا ہے
یہ لفظ معرب ہے رئیس کے معنی میں ہے
آزاد فارسی نژاد۔ اور بحمداہم پر کبھی
غلامی طاری نہ ہوئی حضرت ثابت
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے
تو آپ نے ان کی اولاد کے لئے برکت کی
دعا دی ہمارے حق میں قبول کرلی ہے
اور نعمان نے نیروز کے دن فالودہ ہدیہ
کیا (نیروز پہلے لفظ کی فتح سے ہے معرب
ہے ان کی عیدوں میں سے ایک نیا دن
ہے) تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا ہر دن نو
روز ہے۔ اور کہا گیا یہ واقعہ مہرگان
کے دن ہوا۔ (یہ لفظ محبتہ الروح سے
معرب ہے یہ مرکب ہے مہر پہلے لفظ
کے کسرہ سے اور جان سے) تو حضرت علیؓ
نے فرمایا کہ ہمارے لئے ہر دن مہرجان
ہے اور دوسروں کے اختلاف کہ ثابت
کے والد نعمان تھے یا زوطی اور ان کے
دادا مرزبان تھے یا ماہ تھے۔ میں نے
یہ جواب دیا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ

الذی هو ثابت لکن قال ولد اد سمٰعیل المذکور انهم موالی وان السبی من کابل هو ثابت فاشترته امراة من بنی یتم الله فاعتقته، وقیل ثابت بن طاؤس بن هومز ملك بن ساسان، وقیل انه عربي فزوطی من بنی یحییٰ بن زید بن اسد "و فی نسخة ابن راشد الانصاری وردوقد رجح جماعة من اصحاب المناقب ما مرعن حفیدیه فانهما اعرف بنسب جدهما"

ہر شخص کے دونام ہوں یا ایک نام ہو اور ایک لقب یا زوطی کے معنی نعمان ہوں اور مرزبان کے معنی ماہ ہوں۔ اور غلامی کے بارے میں ان دونوں بھائیوں کا اختلاف تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جس نے غلامی ثابت کی ہے تو اس نے دادا میں غلامی کو ثابت کیا ہے اور جس نے اس کا انکار کیا ہے تو باپ میں انکار کیا ہے جن کا باپ ثابت ہے۔ لیکن اسمٰعیل مذکور کے بیٹے کا کہنا ہے کہ وہ لوگ غلام تھے اور یہ بھی کہا کہ ثابت کو کابل سے قید کیا گیا اور ان کو بنو تیم اللہ میں سے ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ثابت بن طاؤس بن ہرمز بنو ساسان کے بادشاہ تھے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ عربی تھے اور زوطی بنو یحییٰ بن زید بن اسد سے تھے۔ اور ابن راشد انصاری کے نسخہ میں ہے کہ اصحاب مناقب کی ایک جماعت نے اس چیز کو ترجیح دی جو ان کے پوتوں سے مروی ہے کیونکہ وہ اپنے دادا کے نسب کو زائد جاننے والے ہیں۔

"الفصل الثالث فی مولدہٖ"

الاکثرون علی انہ ولد سنۃ ثمانین بالکوفۃ فی خلافۃ عبد الملک بن مروان وردوا ما شذ بہ بعضہم انہ ولد سنۃ احدی وستین"

تیسری فصل ان کی پیدائش کے بیان میں

اکثر علماء کے بیان کے مطابق آپ عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت میں ۸۰ھ میں بمقام کوفہ تولد ہوئے اور علماء نے اس قول کی تردید کی ہے کہ آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

"الفصل الرابع فی اسمہٖ"

اتفقوا علی انہ النعمان وفیہ سر لطیف اذا اصل النعمان الدم الذی بہ قوام البدن ومن ثمۃ ذہب بعضہم الی انہ الروح فابو حنیفۃ رحمہ اللہ بہ قوام الفقہ ومنہ منشا مدارکہ وعویصاتہ، او نبت احمر طیب

چوتھی فصل اُن کے نام کے بیان میں

تمام تر علماً کا اتفاق ہے کہ آپ کا نام نعمان تھا اور اس میں ایک لطیف نکتہ ہے وہ یہ کہ نعمان کے معنی لغت میں اس خون کے ہیں جس سے بدن کا قوام ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا کہ اس لفظ کے معنی روح کے ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کا قوام

لے یا سرخ گھاس ہے خوشبودار جسے گل لالہ یا ارغوان کہتے ہیں۔ ۱۲۔

الريح الشقيق أو الأرجوان بضم الهمزة فأبو حنيفة رحمه الله طابت خلاله وبلغ الغاية كماله أو فعلان من النعمة فأبو حنيفة نعمة الله على خلقه وتحذف ال عند التنكير والنداء والإضافة وحذفها لغير ذلك نادر»

وقال ابن مالك حذفها وإثباتها سيان واعترض على أن كنية أبو حنيفة مؤنث حنيف وهو الناسك أو المسلم لأن الحنف الميل والمسلم مائل إلى الدين الحق» قيل سبب تكنيته بذلك ملازمة للدواة المسماة حنيفة بلغة العراق»

وقيل كانت له بنت تسمى بذلك» ورد بأنه لا يعلم له ولد ذكر ولا انثى غير حماد»

وأخرج الخطيب وغيره عنه بسند فيه انقطاع لا يكنى

ہے اور اس کی معلومات و مشکلات کا آپ سرچشمہ ہیں (ہمزہ کے پیش سے) تو ابو حنیفہ کی خصلتیں عمدہ تھیں اور وہ کمال میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے (یا یہ لفظ نعمۃ سے مشتق ہے اور فعلان کے وزن پر ہے) چنانچہ ابو حنیفہ اللہ کی مخلوق پر اس کی نعمت ہیں اور الف لام کو تنکیر، نداء، اور اضافت کے ساتھ حذف کر دیتے ہیں اور اس کے سوا الف لام کا حذف کرنا نادر ہے

ابن مالک نے کہا کہ الف لام کا حذف کرنا اور باقی رکھنا دونوں برابر ہیں۔ ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے جو حنیف کا مؤنث ہے جس کے معنی ہیں عبادت گزار یا مسلمان کیونکہ حنیف کے معنی مائل ہونے کے ہیں اور مسلمان دین حق کی جانب مائل ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمیشہ دواۃ ساتھ رکھتے تھے اور عراقی زبان میں حنیفہ دواۃ کو کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حنیفہ نامی ایک لڑکی تھی۔ لیکن اس قول کو رد کیا گیا ہے کیونکہ

بکنیتی بعدی الا مجنون قالوا فرأینا عدة تکنوا بها وکانت عقولهم ضعیفة وعورضوا بانه کنی بها ثلاثین وکانوا ائمة علماء کالایقانی والدینوری ولم یسبق بهذه الکنیة لغم وجدت لتابعین مجهولین"

آپ کے یہاں کسی لڑکے یا لڑکی کا پتہ نہیں چلتا سواد کے۔ خطیب اور انکے علاوہ دیگر حضرات نے ابوحنیفہ سے سند مقطوع سے روایت کی ہے کہ میرے بعد میری کنیت وہی رکھے گا جو دیوانہ ہو لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے متعدد اشخاص دیکھے جنھوں نے یہ کنیت رکھی اور وہ کمزور عقل والے تھے لیکن انکے خلاف یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ تیس ۳۰ اشخاص نے یہ کنیت رکھی اور سب آئمہ اور علماء تھے۔ جیسے ایقانی اور دینوری امام صاحب سے پہلے یہ کنیت کسی کی نہ تھی ہاں کچھ غیر معروف تابعین کی یہ کنیت تھی۔

"الفصل الخامس فی صورته"

پانچویں فصل ان کی صورت کے بیان میں

قال ابو یوسف رحمه الله کان ربعة من احسن الناس صورة وابلغهم نطقا واکملهم ایراد اواحلاهم نغمة وابینهم حجة علی مایرید وقال حماد ولده کان طویلا یعلوه سمرة جمیلا

ابو یوسف نے کہا کہ ابوحنیفہ میانہ قد اور حسین ترین انسان تھے بے حد فصیح و بلیغ اور خوش آواز تھے اپنے مقصود پر اچھی طرح واضح دلائل پیش کرتے تھے آپ کے صاحبزادے حماد نے کہا کہ آپ دراز قد تھے گندم گوں حسین وجمیل

حسن الوجه هيوبا لا تيكلم الا جوابا ولا يخوض فيما لا يعنيه ولا تنافی بین کونہ ربعۃ وبین کونہ طویلا لانہ قد یکون مع کونہ ربعۃ اقرب الی الطول کما حررتہ فی شرح شمائل الترمذی وقال ابن المبارك كان حسن الوجه حسن الثياب»

بارعب تھے۔ جب گفتگو فرماتے تو کسی جواب دینے کے لئے ہی فرماتے بیکار باتوں میں غور نہ فرماتے۔ دراز قد اور درمیانہ قد ہونے میں کچھ منافاۃ نہیں۔ کیونکہ کبھی میانہ قد درازی کی طرف مائل ہوتا ہے جیسا کہ میں نے شمائل ترمذی میں اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور ابن مبارک نے کہا کہ آپ خوبصورت اور خوش پوش تھے۔

«الفصل السادس فيمن ادركه من الصحابة رضی اللہ عنہم»

چھٹی فصل ان صحابہ کے بیان میں جن سے آپ نے ملاقات کی

صح کما قاله الذهبی انه رای انس بن مالك وهو صغير وفی رواية رايته مرارا وكان يخضب بالحمرة واكثر المحدثين على ان التابعی من لقی الصحابی وان لم يصحبه

بروایت صحیحہ ذہبی سے منقول ہے کہ آپ نے انس بن مالک کو بچپن میں دیکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا میں نے انس بن مالک کو کئی مرتبہ دیکھا۔ وہ سرخ خضاب لگاتے تھے اور اکثر محدثین کا اتفاق ہے کہ تابعی

وصححه النووی کابن الصلاح
وجاء من طرق انه روی عن
انس احادیث ثلاثة لکن قال
آئمة الحدیث مدارها علی
من اتهمه الائمة بوضع
الاحادیث"
وفی فتاوی شیخ الاسلام
ابن حجر انه ادرک جماعة
من الصحابة کانوا بالکوفة
بعد مولده بها سنة ثمانین
فهو من طبقة التابعین ولم یثبت
ذلک لاحد من آئمة الامصار
المعاصرین له کالاوزاعی
بالشام والحمادین بالبصرة
والثوری بالکوفة ومالک
بالمدینة الشریفه واللیث
بن سعد بمصر انتهی وحینئذ
فهو من اعیان التابعین الذین
شملهم قوله تعالی والذین اتبعوهم
باحسان رضی الله عنهم ورضوا
عنه واعد لهم جنات تجری من

وہ ہے کہ جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو
اگرچہ اس کی صحبت نہ اٹھائی ہو۔ اس قول
کو نووی اور ابن صلاح نے صحیح قرار دیا ہے
اور متعدد طرق سے مروی ہے کہ آپ نے
انس رضؓ سے تین احادیث روایت کیں لیکن
آئمہ حدیث نے کہا کہ ان احادیث کا
دارو مدار ان لوگوں پر ہے جن کو آئمہ حدیث
نے حدیثیں گھڑنے پر متہم کیا ہے۔
شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں ہے
کہ ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے
ملاقات کی جو کوفہ میں ۸۰ھ میں آپ کی
پیدائش کے بعد موجود تھے لہذا وہ تابعین
کے طبقہ میں داخل ہیں اور یہ فضیلت آپ
کے ہم زمانہ شہری آئمہ میں سے کسی کے لئے
ثابت نہیں جیسے شام کے اوزاعی اور بصرہ
کے دونوں حماد اور کوفہ کے ثوری اور مدینہ
شریفہ کے مالک اور مصر کے لیث بن سعد
لہذا وہ اعلیٰ درجہ کے تابعین میں ہوئے
جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ صحابہ
کی تابعداری کی اللہ ان سے راضی ہوئے

تحتها الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم"

اور اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

وذکر جماعۃ ممن صنف فی المناقب وغیرھم انہ سمع ایضا من جماعۃ من الصحابۃ غیر انس منھم عمرو بن حریث و اعترض بان الصحیح انہ مات سنۃ خمس وثمانین والقول بانہ عاش الی سنۃ ثمان و تسعین لم یثبت واجیب بان الصواب الذی علیہ جمہور المحدثین واستقر علیہ العمل ان الصغیر اذا میز صح سماعہ وان کان ابن خمس سنین، ومنھم عبد اللہ بن انیس الجھنی واعترض بانہ مات سنۃ اربع وخمسین واجیب بان ھذا اسم لخمسۃ من الصحابۃ فلعل من روی عنہ ابو حنیفۃ واحد غیر الجھنی المشہور ورد بان غیر ھذا لم یدخل

مناقب کی کتابیں لکھنے والوں نے اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے بھی ذکر کیا ہے کہ ابوحنیفہؒ نے حضرت انسؓ کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت سے حدیث سُنی ان میں سے ایک عمرو بن حریث ہیں لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کا (عمرو بن حریثؓ) کا انتقال صحیح قول کے بموجب ۸۵ھ میں ہوا اور ۹۸ھ تک ان کا زندہ رہنا ثابت نہیں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قول صحیح جس پر جمہور محدثین ہیں اور معمول یہ ہے کہ بچہ جب تمیز کرنے کے قابل ہو جائے۔ تو اس کا سمع صحیح ہوتا ہے۔ خواہ وہ پانچ سال ہی کا کیوں نہ ہو اور انھیں میں سے عبد اللہ بن انیس جہنی ہیں اور اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال تو ۵۴ھ میں ہو چکا تھا اور اس کا جواب یہ ہے کہ پانچ صحابہ کا نام ہے شاید وہ صحابی جن سے ابوحنیفہ نے روایت کی ہے

الكوفة واخرج بعضهم
بسنده الى ابي حنيفة قال
ولدت سنة ثمانين وقدم
عبد الله بن انيس صاحب رسول
الله صلى الله عليه وسلم الكوفة
سنة اربع وتسعين ورائيته
وسمعت منه عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم حبك
الشيء يعمي ويصم واعترض
بان هذا السند مجهول وبان
الذي دخل الكوفة ابن انيس
الجهني وقد تقرر انه مات قبل
ولادة ابي حنيفة بدهر ومنهم
عبد الله بن الحارث بن جزء الز
بيدي بفتح الجيم وسكون
الزاي وبالهمزة والزبيدي
بضم الزاي مصغرا واعترض
بانه مات سنة ست وثمانين
بمصراي بسقط ابي تراب قرية
من الغربية قريب سمنود و
المحلة وكان مقيما بها واما

جہنی مشہور کے سوا کوئی اور ہوں لیکن
اس بات کو یوں رد کیا گیا ہے کہ ان کے
علاوہ کوئی اس نام کا صحابی کوفہ میں داخل
ہی نہیں ہوا۔ بعض علماء نے اپنی اس
سند سے روایت کی جو ابو حنیفہ تک پہنچتی
ہے کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبداللہ
بن انیس صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ۹۴ھ میں کوفہ میں داخل ہوئے
اور میں نے ان کی زیارت بھی کی اور ان سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث
سنی کہ "تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھ کو اندھا
اور بہرا کر دیتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہے
کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ کہ کوفہ میں داخل
ہونے والے انیس جہنی کے بھائی تھے اور
یہ امر ثابت شدہ ہے کہ وہ ابو حنیفہ کی
ولادت سے قبل ہی وفات پا چکے تھے،
اور ان میں سے عبداللہ بن حارث بن جزء
زبیدی ہیں (جیم کے فتح اور زاء کے سکون
اور ہمزہ سے) اور زبیدی (زاء کے ضمہ سے
بصیغہ تصغیر ہے) اس پر یہ اعتراض ہے
کہ وہ مصر میں ۸۶ھ میں وفات پا چکے تھے

ماجاء عن ابی حنیفة من انه
حج مع ابیه سنة ست وتسعین
وانه رای عبد الله هذا یدرس
یا المسجد الحرام وسمع منه
حدیثا فردّه جماعة منهم
الشیخ قاسم الحنفی من مشایخ
مشائخنا بان سند ذلك فیه
قلب وتحریف وفیه كذاب
اتفاقا وبان ابن جزء مات بمصر
ولابی حنیفة ست سنین وبان
عبد الله بن جزء لم یدخل
الكوفة فی تلك المدة ومنهم
جابر بن عبد الله واعترض بانه
مات سنة تسع وسبعین قبل
ولادة ابی حنیفة بسنة ومن
ثمة قالوا فی الحدیث المروی
عن ابی حنیفة عن جابر انه
صلی الله علیه وسلم امر من
لم یرزق ولدا بكثرة الاستغفار
والصدقة ففعل فولد له تسعة
ذكور انه حدیث موضوع ومنهم

یعنی سقط الوتراب میں یہ ایک بستی ہے
سمنود اور محلہ کے قریب۔ آپ یہاں اقامت
پذیر تھے اور یہ روایت کہ ابوحنیفہ نے فرمایا
کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ۹۶ھ میں حج
کیا اور عبداللہ مذکور کو مسجد حرام میں درس
دیتے سنا اور ان سے حدیث سنی تو اس
روایت کو علماء کی ایک جماعت نے رد
کیا جن میں شیخ قاسم حنفی ہیں جو ہمارے
مشائخ کے مشائخ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا
کہ اس سند میں قلب ہے اور تحریف ہے
اور اتفاقاً اس میں کذاب ہے نیز ابن جزء
مصر میں وفات پا چکے تھے اور ابوحنیفہؒ
ابھی چھ سال ہی کے تھے اور ابن جزء اس
عرصہ میں کوفہ میں سرے سے داخل ہی
نہ ہوئے۔ اور ان میں سے جابر بن عبداللہ
ہیں اور اس پر اعتراض ہے کہ ان کا
انتقال ابوحنیفہؒ کی ولادت سے ایک
سال قبل ۷۹ھ میں ہو گیا تھا اس لئے
محدثین نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا
جو ابوحنیفہ سے روایت ہے اور وہ جابرؓ
سے روایت کرتے ہیں اور رسول اللہ

عبد اللہ بن ابی اوفی وتعقب بانہ
مات سنۃ خمس اوسبع وثمانین
واجیب بما مر فی عمرو بن حریث
ومن ثمۃ جاء عن ابی حنیفۃ
انہ روی عن عبد اللہ هذا
الحدیث المتواتر من بنی اللہ
مسجداً ولو کمفحص قطاۃ
ای بفتح المیم بنی اللہ لہ بیتا
فی الجنۃ قال بعضهم لعل
اباحنیفۃ سمعہ منہ وعمرہ
خمس اوسبع ،،
ومنهم واثلۃ بکسر المثلثۃ
ابن الاسقع بالقاف روی عنہ
حدیثین لا تظهر الشماتۃ باخیك
فیعافیہ اللہ ویبتلیك رع ما
یریبك الی مالا یریبك الاول
رواہ الترمذی من وجہ آخرو
حسنہ والثانی جاء من روایۃ
جمع من الصحابۃ وصححہ
الائمۃ واعترض بانہ مات
سنۃ ثلاث اوخمس وثمانین

صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اولاد کو بکثرت
استغفار اور صدقہ کا حکم دیا چنانچہ آپ نے
اس عمل کو کیا اور تو آپ کے نو لڑکے پیدا
ہوئے یہ من گھڑت ہے اور ان میں سے
عبد اللہ بن ابی اوفی ہیں لیکن اس پر یہ
اعتراض ہے کہ ان کا انتقال پچاسی یا
ستاسی ہجری میں ہوا اس کا جواب
وہی ہے جو عمرو بن حریث کے سلسلے میں
گزرا اور اسی لئے ابوحنیفہ سے مروی ہے
کہ انھوں نے عبد اللہ سے اس حدیث
متواتر کو روایت کیا ہے کہ جس نے اللہ
کے لئے مسجد بنائی اگرچہ بھٹ تیتر کے
گھونسلے کے برابر (مفحص میم کے فتح سے)
تو اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا
بعض علماء نے کہا کہ شاید ابوحنیفہ نے
ان سے یہ حدیث بعمر پانچ یا سات سال
میں سنی ہوگی۔ اور ان میں سے واثلہ (ثاء
کے کسرہ سے) ابن الاسقع (قاف سے)
ہیں آپ نے ان سے دو حدیثیں روایت
کیں ایک تو یہ کہ " اپنے بھائی کی مصیبت
پر خوشی کا اظہار نہ کرتا کہ اللہ اس کو نجات

رجوا به ما مرّ آنفا ومنهم
معقل بن يسار واعترض بانه
مات فى امارة معاوية رضى
الله عنه ومعاوية مات سنة
ستين، ومنهم ابو الطفيل عامر
بن واثلة ووفاته سنة ثلثين
ومائة بمكة وهو آخر الصحابة
موتا؛

ومنهم عائشة بنت
عجرد واعترض بان حاصل
كلام الذهبى وشيخ الاسلام
ابن حجران هذه لا صحبة
لها وانها لا تكاد تعرف وبذلك
رد ما روى ان ابا حنيفة روى
عنها هذا الحديث الصحيح
"اكثر جند الله تعالى فى الارض
الجراد لا اكله ولا احرمه"

ومنهم سهل بن سعد و
وفاته سنة ثمان وثمانين وقيل
بعدها. ومنهم السائب بن
خلاد بن سويد ووفاته سنة

دے اور تجھ کو مبتلا کر دے" اور دوسری
یہ کہ "جو چیز تم کو شک میں ڈالے اس کو
چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کرو جو شک میں نہ
ڈالے۔ پہلی حدیث کو ترمذی نے دوسرے
طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن
کہا اور دوسری صحابہ کی ایک جماعت سے
مروی ہے اور اس کو ائمہ حدیث نے صحیح
کہا۔ اس پر اعتراض کہ ان کا انتقال تراسی
یا پچاسی میں ہوا اس کا جواب ابھی گزر چکا
اور انہی میں معقل بن یسار ہیں اور اس پر
یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال تو حضرت
معاویہؓ کے دورِ حکومت میں ہوا جبکہ
معاویہؓ کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی اور
انہی میں ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہیں اور
انکی وفات ۱۰۲ھ میں بمقام مکہ میں تمام
صحابہؓ سے آخر میں ہوئی اور انہی میں
عائشہ بنت عجرد ہیں اور اس پر یہ اعتراض
ہے کہ ذہبی اور شیخ الاسلام ابن حجر
کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عورت
کو شرف صحابیت حاصل نہیں۔ نیز یہ
ایک غیر معروف عورت ہے یہیں سے یہ

احدی وتسعین ومنهم السائب بن یزید بن سعید ووفاته سنة احدی او اثنتین او اربع و تسعین،
ومنهم عبد الله بن بسرة ووفاته سنة ست وتسعین"
ومنهم محمود بن الربیع ووفاته سنة تسع وتسعین"
ومنهم عبد الله بن جعفر واعترض بانه مات سنة ثمانین بارض حمص ومنهم ابو امامة واعترض بانه مات سنة احدی وثمانین بارض حمص

بھی معلوم ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ابو حنیفہ نے انہی عائشہ سے یہ حدیث صحیح روایت کی ہے۔ زمین میں اللہ کا سب سے زائد لشکر ٹڈیوں کا ہے میں نہ تو انہیں کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں" انہی میں سہل بن سعد ہیں اور ان کی وفات ۸۸ھ میں اور ایک قول کے مطابق اس کے بھی بعد ہوئی اور انہی میں سائب بن خلاد بن سوید ہیں۔ جن کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی اور انہی میں سے سائب بن یزید بن سعید ہیں جن کی وفات ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۴ھ میں ہوئی اور انہی میں سے عبداللہ بن بسرہ تھے جن کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی اور انہی میں سے محمود بن ربیع تھے جنکی وفات ۹۹ھ میں ہوئی اور انہی میں سے عبداللہ بن جعفر تھے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کی وفات ۸۰ھ میں سرزمین حمص میں ہوئی اور انہی سے ابو امامہ تھے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ انکی وفات ۸۱ھ میں سرزمین حمص میں ہوئی۔

"تنبیہ"

قال بعض متاخری المحدثین
ممن صنف فی مناقب الامام
ابی حنیفة کتابا حافلاً ما
حاصلہ جزم خلائق من آئمة
الحدیث بانہ لم یسمع من احد
من الصحابة شیئًا واحتجوا
باشیاء منھا ان أئمة اصحابہ
الاکابر کابی یوسف ومحمد و
ابن المبارك وعبد الرزاق و
غیرھم لم ینقلوا عنہ شیئًا
من ذلك ولوکان لنقلوہ فانہ
مما یتنافس فیہ المحدثون
ویعظم افتخارھم بہ فان کل
سند فیہ انہ سمع من صحابی لا
یخلوا من کذاب وباشیاء اخر
قالوا واما رؤیتہ لانس وادراکہ
لجماعة من الصحابة بالسن
فصحیحان لا شك فیھما وما

تنبیہ

متاخرین محدثین میں سے بعض نے ایک
جامع کتاب ابوحنیفہؒ کے فضائل میں تصنیف
کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر یقینی ہے
کہ ابوحنیفہ نے کسی صحابی سے حدیث نہیں
سنی اور اس پر چند چیزوں سے استدلال
کیا ان میں سے ایک چیز تو یہ ہے کہ اصحاب
ابوحنیفہ میں سے ابویوسف، محمد، ابن
مبارک اور عبدالرزاق جیسے ائمہ نے
امام صاحب سے اس قسم کی کوئی چیز نقل
نہیں کی اور اگر اس قسم کی کوئی چیز
ہوتی تو یہ حضرات اس کو ضرور نقل
کرتے پھر یہ چیز محدثین کے لئے باعث
رغبت وافتخار ہے۔ کیونکہ ہر ایسی سند
جس میں یہ بات مذکور ہو کہ اس راوی
نے صحابی سے سنا کذاب سے خالی نہیں ہوتی
اور اسی طرح دوسری خرابیوں سے بھی
پاک نہیں ہوتی۔ علمائے نے فرمایا کہ ابوحنیفہ
کا حضرت انسؓ کی زیارت کرنا اور صحابہ

وقع لعینی انہ اثبت سماعہ
من الصحابۃ ردہ علیہ صاحبہ
الشیخ الحافظ قاسم الحنفی و
الظاہر ان سبب عدم سماعہ
ممن ادرکہ من الصحابۃ انہ
اول امرہ اشتغل بالاکتساب
حتی ارشدہ الشعبی لما رای
من باھر نجابتہ الی الاشتغال
بالعلم ولا یسع من لہ ادنی
المام بعلم الحدیث ان یذکر
خلاف ما ذکرتہ انتھی» ۔
حاصل کلام ذلک المحدث
وقاعدۃ المحدثین ان راوی
الاتصال مقدم علی راوی
الارسال والانقطاع لان معہ
زیادۃ علم تؤید ما قالہ لعینی
فاحفظ ذلک فانہ مھم

کی ایک جماعت کو پانا یہ دونوں باتیں
صحیح ہیں اور شک وشبہ سے بالاتر ہیں
اور عینی نے ابوحنیفہؒ کا صحابہ سے سماع
جو ثابت کیا ہے اس کو انہی کے ساتھ
شیخ حافظ قاسم حنفی نے رد کیا ہے ۔
ابوحنیفہ نے جن صحابہ کو پایا ان سے
حدیث نہ سننے کا ظاہری سبب یہ
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابتدائی دور
میں کسب دنیا میں مشغول رہے بعد
میں شعبی نے جب ان کا علم سے شغف
دیکھا تو انکی رہنمائی کی جس شخص کو فن
حدیث سے ذرا بھی تعلق ہوگا اس کو
اس چیز سے مجال انکار نہ ہوگی جو میں نے
ذکر کی ۔ اس محدث کے کلام کا خلاصہ یہاں
ختم ہو ۔ اور محدثین کا یہ قاعدہ کہ
اتصال کا راوی ارسال وانقطاع کے
راوی پر مقدم ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس کا علم
زائد ہوتا ہے عینی کے قول کی تائید کرتا
ہے اسے یاد رکھو کیونکہ یہ سب سے اہم
چیز ہے ۔

"الفصل السابع فی ذکر شیوخہ"

ھم کثیرون لا یسع ھذا المختصر ذکرھم وقد ذکر منھم الامام ابوحفص الکبیر اربعۃ الاف شیخ وقال غیرہٗ لہ اربعۃ الاف شیخ من التابعین فما بالک بغیرھم منھم اللیث بن سعد وکذا مالک بن انس امام دار الھجرۃ علی ما ذکرہ الدارقطنی وجمّاعۃ اخرھم ابومحمد العینی بل قال بعضھم انہ رای فی مسند الامام ابی حنیفۃ التحدیث عن مالک وھذان امامان من جملۃ الاخذین عنہ وعدد بعض المترجمین مشائخہ بما یطول ذکرہ فلذا حذفتہ"

ساتویں فصل ابوحنیفہ کے شیوخ کے بیان میں

آپ کے شیوخ بہت زائد ہیں ان کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں نہیں آسکتی امام ابوحفص کبیر نے ان میں سے چار ہزار شیخ ذکر کئے ہیں۔
اور بعض نے کہا کہ چار ہزار شیوخ تو تابعین سے تھے۔ اب آپ خود سوچئے کہ ان کے سوا اور کتنے ہوں گے ان میں سے لیث بن سعد ہیں اور امام دار الہجرہ انس بن مالک جیسا کہ دارقطنی اور ایک جماعت نے جس کے آخر میں ابومحمد عینی ہیں ذکر کیا بلکہ بعض علماء کا بیان ہے کہ انھوں نے مسند ابوحنیفہ میں دیکھا کہ وہ مالک سے حدیث روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں امام ابوحنیفہ کے خوشہ چینوں میں ہیں۔ بعض مترجمین نے ان کے مشائخ کی تعداد بھی بیان کی جس کا ذکر طوالت سے خالی نہ ہوگا اس لئے میں نے اس کو حذف کر دیا۔

"الفصل الثامن فی ذکر الاخذین عنہ الحدیث والفقہ"

قیل استیعابہ متعذر لا یمکن ضبطہ ومن ثمۃ قال بعض الائمۃ لم یظہر لاحد من ائمۃ الاسلام المشہورین مثل ما ظہر لابی حنیفۃ من الاصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا بہ وباصحابہ فی تفسیر الاحادیث المشتبھۃ والمسائل المستنبطۃ والنوازل والقضاء والاحکام جزاھم اللہ خیرا وقد ذکر منھم بعض متاخری المحدثین فی ترجمتہ نحو الثمانمائۃ مع ضبط اسمائھم ونسبھم بما یطول ذکرہ

آٹھویں فصل آپ سے علم حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کے بیان میں

کہا جاتا ہے کہ ان حضرات کا شمار ناممکن ہے اس لئے بعض ائمہ کا قول ہے کہ مشاہیر ائمہ اسلام میں کسی کے اتنے اصحاب اور شاگرد نہ ہوئے جتنے کہ ابو حنیفہؒ کے اور علماء وعوام کو کسی سے اس قدر فیض نہ پہنچا جتنا کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب سے مشتبہ احادیث کی تفاسیر مسائل مستخرجہ جدید پیش آمدہ مسائل قضاء اور احکام میں خدا ان حضرات کو جزائے خیر دے بعض متاخرین محدثین نے ابو حنیفہ کے تذکرہ میں ان کے شاگردوں کی تعداد تقریباً آٹھ سو لکھی ہے۔ معہ ان کے ناموں اور انساب کے بخوف طوالت ہم اسے حذف کرتے ہیں۔

الفصل التاسع في مبدا امره ونشاءته وسبب اشتغاله بالعلم

سبق ان الصحيح انه ولد بالكوفة ونشاء بها وانه لم يجد في حال صغره من يرشده الى الاخذ عمن ادركه من الصحابة فاشتغل بالبيع والشراء الى ان قيض الله له الامام الشعبي فايقظه الى النظر في العلم و مجالسة العلماء لما راى فيه من اليقظة والنجابة فوقع في قلبه قوله فترك السوق واخذ في العلم فنظر في علم الكلام وبلغ فيه مبلغا يشار اليه فيه بالاصابع واعطى فيه جدلا فمضى عليه زمن به يخاصم وعنه يناضل حتى دخل البصرة لان

نویں فصل آپ کے ابتدائی حال اور علم سے شغف پیدا ہونے کے بیان میں

یہ پہلے بیان ہو چکا کہ صحیح قول کے مطابق آپ کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے اور یہ کہ بچپن میں آپ کو کوئی شخص ایسا نہ مل سکا جو آپ کو آپ کے زمانے میں صحابہ سے علم حاصل کرنے کی رہنمائی کرتا لہٰذا آپ نے تجارت کا کاروبار شروع کر دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے امام شعبی کو مقرر کر دیا جنھوں نے آپ کو علم کے حاصل کرنے اور علماء کی صحبت اختیار کرنے پر برانگیختہ کیا آپ میں ہوشمندی اور نجابت کے آثار ظاہر تھے ابو حنیفہ کے دل پر آپ کی بات اثر کر گئی چنانچہ بازار چھوڑ کر علم کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے آپ نے علم کلام کا گہرا مطالعہ کر کے اس میں کمال حاصل کیا چنانچہ ایک زمانے تک آپ مسلسل اس علم کے ذریعہ بحث و مناظرہ میں مشغول رہے حتے کہ بصرہ میں

اکثر الفرق کان بھا نیفا و
عشرین مرة یقیم فی بعض المرات
سنة او اکثر نیازع اولئك الفرق
لانه کان یعد الکلام ارفع
العلوم وافضلها لکونه فی اصول
الدین ثم الھم ان الصحابة
والتابعین لم یکونوا کذلك مع
انھم علیه اقدر وبه اعرف
بل نھوا عنه اشد النھی ولم یخو
ضوا الا فی الشرائع وابواب الفقه
وتعلیم الناس فکره طرائق الجدل
واکد ذلك عنده ان کان یجلس
بالقرب من حلقة حماد فجاءته
امراة فسالته عن رجل یرید
ان یطلق امراته للسنة کیف
یفعل فلم یجد جوابا فامرھا ان
تسئل حماد اثم تعلمه بجوابه
فترك الکلام وجلس
فی حلقة حماد فکان یحفظ جمیع
مایقوله ویخطی فیه اصحابه فا
جلسه بحذائه فی صدر الحلقة

وارد ہوئے کیونکہ اسلام کے اکثر فرقے یہاں
آباد تھے۔ آپ بصرہ میں بیس سے زائد مرتبہ
داخل ہوئے کبھی کبھی تو آپ یہاں ایک
ایک سال سے زائد قیام فرماتے تھے
کیونکہ آپ کے نزدیک علم کلام تمام علوم
میں افضل تھا۔ کیونکہ یہ دین کے اصول
سے ہے پھر انہیں الہام ہوا کہ صحابہ اور
تابعین ایسا نہ کرتے تھے۔ حالانکہ وہ اس
علم کو نسبتاً زائد آسانی سے استعمال کر
سکتے تھے اور وہ اس کو زائد جاننے والے
تھے بلکہ اس کے برعکس اس کی سختی سے
ممانعت کی۔ بلکہ صحابہ کا مشغلہ علم شرائع
حاصل کرنا اور ابواب فقہ حاصل کرنا اور
لوگوں کو تعلیم دینا تھا چنانچہ آپ نے
مناظرہ کے طریقہ کو ناپسندیدہ قرار دیا آپ
کے اس خیال کو مزید تقویت یوں ہوئی
کہ آپ حماد کے حلقہ درس کے قریب بیٹھتے
تھے کہ آپکے پاس ایک عورت آئی اور اس
نے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال
کیا جو اپنی عورت کو طلاق سنت دینا چاہتا
تھا تو کس طرح دے تو آپ کو اس کا جواب

عشر سنين فنازعته نفسه
ان ينفرد عنه ويستقل بحلقة
لنفسه فجلس اليه ليلة عزمه على
فعل ذلك فى صبيحتها فجاءه
حينئذ نعى قريب له لا وارث
له غيره فاحتاج للسفر لاخذ
ماله فاستخلفه فى حلقته وغاب
شهرين ثم قدم وقد سئل عن
ستين مسئلة لم يكن سمعها
منه فاجاب فيها ثم عرضها عليه
فوافقه فى اربعين وخالفه فى
عشرين فالى على نفسه لا
يفارقه حتى يموت واخرج الخطيب
وغيره عنه انه لما اراد الاشتغال
با العلم تصور غايات العلوم
وان غاية الكلام قليلة وصاحبه
اذا كمل واحتيج اليه لا يقدر
يتكلم جهارا ويرمى بكل
سوء» وغاية علم ادب والنحو
والقراءة الجلوس الى الاحداث
لتعليمهم اياها»

نہ آیا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ حماد سے
پوچھ کر آؤ اور پھر مجھ کو اطلاع دو عورت
بھول گئی (چنانچہ آپ نے علم کلام چھوڑ دیا
اور حماد کے حلقۂ درس میں شریک ہو گئے
آپ حماد کے تمام اقوال کو یاد کر لیتے تھے
اور اپنے ساتھیوں کی غلطیاں نکالتے
تھے۔ چنانچہ حماد نے آپ کو حلقہ کے درمیان
اپنے سامنے بٹھالیا اور دس سال تک
یہ سلسلہ جاری رہا پھر آپ کے خیال میں
آیا کہ اپنا حلقۂ درس علیحدہ قائم کریں۔
جس دن آپ نے حلقہ قائم کرنے کا ارادہ کیا
اسکی رات کو آپ حماد کے پاس بیٹھے تھے
کہ اچانک ان کو اطلاع ملی کہ ان کے
قریبی رشتہ دار کا انتقال ہو گیا ہے اور
آپ کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں چنانچہ حماد
تو اپنا مال لینے کے لئے سفر پر روانہ ہوئے
اور ابو حنیفہ کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ حماد دو
ماہ کے بعد آئے اس اثنا میں ابو حنیفہ سے
ساٹھ ایسے مسائل دریافت کئے گئے جو
آپ نے حماد سے نہ سنے تھے لیکن از خود ان کا
جواب دیا اور حماد کو دکھایا۔ حماد نے چالیس

وغاية الشعر المدح، والهجو
والكذب، والحديث يحتاج
الى العمر الطويل ولعل صاحبه
يرمى بالكذب وسوء الحفظ
فيصير ذلك وصمة فيه الى
يوم القيامة قال ثم فكرت فى
الفقه فكلما قلبته وادرته
لم يزد الاحلاوة ولم اجد فيه
عيبا ورايت امر الايستقيم
طلب الدنيا والاخرة الابه
فاشتغلت به

"تنبیه"

احذر ان تتوهم من ذلك
ان اباحنيفة لم يكن له خبرة
تامة بغير الفقه حاشا لله
كان فى العلوم الشرعية من
التفسير والحديث والآلة
من العلوم الادبية والمقاييس
الحكمية بحر الايجاري واماما
لايمارى وقول بعض اعدائه
فيه خلاف ذلك منشؤه الحسد

میں موافقت کی اور بعض میں مخالفت کی
اس دن سے آپ نے قسم کھالی کہ تامرگ ان کا
ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ خطیب وغیرہ نے
ابوحنیفہ سے روایت کی کہ جب آپ نے علم
میں مشغول ہونے کا ارادہ کیا تو علوم کے فوائد
پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ علم کلام کا فائدہ کم
ہے اور جب کبھی علم کلام جاننے والے کی
ضرورت پڑتی ہے تو وہ کھلم کھلا کلام بھی
نہیں کر سکتا اور اسکی طرف ہر برائی منسوب
کی جاتی ہے۔ اور علم ادب نحو اور قرأت کی
غایت یہ ہے کہ بچوں میں بیٹھ کر انکو تعلیم
دی جائے۔ اور شعر کی غایت کسی کی تعریف
اور کسی کی برائی اور جھوٹ بولنا ہے اور علم
حدیث والے کو لمبی عمر چاہئے اور شاید کہ
اس کو جھوٹ اور حافظہ کی خرابی کی طرف
منسوب کیا جائے تو یہ قیامت تک اس
میں عیب ہو جائے گا۔ پھر میں نے فقہ میں
غور کی تو اس میں جتنی غور کی اتنی ہی مٹھاس
پائی اور اس میں کوئی عیب نہ پایا اور دنیا
و آخرت کے کسی کام کو اس کے بغیر درست
نہ پایا چنانچہ میں اس میں مشغول ہو گیا۔

وحجۃ الترفع على الاقران و
رميهم بالزور والبهتان ويابى
الله الا ان يتم نوره ومما يكذب
ذلك ان له مسائل فقهية نبنى
اقواله فيها على علم العربية بما
ان وقف عليه من تامله لقضى
بتمكنه من هذا العلم بما يبهر
العقل وان له من النظم البليغ
ما يعجز عنه كثير من نظرائه و
قد انفرد بها بالتاليف الزمخشري
وغيره على ما ياتى وسياتى انه صح
عنه انه كان يختم فى شهر رمضان
ستين ختمة وانه كان يقرأ القرآن
كله فى ركعة فزعم بعض حاسديه
انه كان لا يحفظ القرآن بهت
منه وكذب شنيع ،، وقال
ابو يوسف ما رأيت اعلم بتفسير
الحديث من ابى حنيفة وكان
ابصر بالحديث الصحيح منى
وفى جامع الترمذى عنه ما رأيت
اكذب من جابر الجعفى ولا افضل

تنبیہ

یہ خیال نہ ہونا چاہیئے کہ اس سے تو معلوم
ہوا کہ ابو حنیفہ کو فقہ کے علاوہ دیگر علوم پر
اطلاع تام حاصل نہ تھی۔ حاشا اللہ۔ آپ
علوم شرعیہ، تفسیر، حدیث، اور علوم ادبیہ
وحکمیہ میں سمندر ناپید اکنار تھے اور ان میں
سے ہر فن کے امام تھے اور بعض دشمنوں کا
انکے بارے میں اس کے خلاف کہنا حسد
کی وجہ سے ہے اور اسکی وجہ محض ہمعصروں
پر تفوق حاصل کرنا اور ان پر کذب و بہتان
باندھنا ہے لیکن خدا چاہتا ہے کہ اس کا
نور پورا ہو اور اس قول کی تکذیب اس
چیز سے ہوتی ہے کہ آپکے کچھ فقہی مسائل میں
اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ
آپ کو اس علم پر حیرت انگیز کمال حاصل
تھا آپکی ایک فصیح و بلیغ نظم ہے جس سے
انکے ہمعصر عاجز ہیں اس کی تالیف
زمخشری وغیرہ نے کی ہے جس کا ذکر
آئے گا اور بہ روایت صحیحہ اس کے بارے
میں معلوم ہے کہ وہ رمضان میں ساٹھ
قرآن ختم کرتے تھے اور وہ ایک رکعت میں

من عطاء بن ابی رباح وروی البیهقی
عنه انه سئل عن الاخذ عن
سفیان الثوری فقال اکتب عنه
فانه ثقة ما عدا احادیث ابی
اسحٰق عن جابر الجعفی وروی
الخطیب عن سفیان بن عیینه
انه قال اول من اقعدنی للحدیث
بالکوفة ابوحنیفة قال لهم
هذا اعلم الناس بحدیث عمرو
بن دینار وبهذا یعلم جلالته
مرتبته فی الاحادیث ایضاکیف
وهو یستامر فی الثوری و
یجلس " ابن عیینه "

پورا قرآن ختم کرتے تھے تو بعض حاسدین کا
یہ کہنا کہ ان کو قرآن یاد نہ تھا بہتان صریح
اور کذب شنیع ہے اور ابو یوسف نے فرمایا
کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد علم تفسیر کا
عالم نہیں دیکھا اور وہ حدیث صحیح کو مجھ
سے زائد جاننے والے تھے جامع ترمذی
میں ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ میں نے
جابر جعفی سے زائد جھوٹا نہ دیکھا اور عطاء
بن رباح سے افضل نہ دیکھا اور بیہقی
نے ان سے روایت کی کہ ان سے سفیان
ثوری سے علم حاصل کرنے کے بارے
میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ قابل
اعتماد ہیں ان سے احادیث لکھو سوائے
ان احادیث کے جو جابر جعفی نے ابو اسحاق سے روایت کی ہیں اور خطیب نے سفیان بن
عیینہ سے روایت کی کہ سب سے پہلا شخص جس نے مجھ کو حدیث کے لئے کوفہ میں بٹھایا۔
ابو حنیفہؒ ہیں جنھوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ تمام لوگوں میں سب سے زائد عمرو بن دینار احادیث
کو جاننے والے ہیں اس سے ابو حنیفہ کی جلالت فی الحدیث معلوم ہوتی ہے اور کیوں نہ
ہو جبکہ سفیان ثوری کے بارے میں ان سے مشورہ لیا جائے اور ابن عیینہ کو وہ کوفہ
میں بٹھائیں۔

الفصل العاشر
فی ابتداء جلوسہ للافتاء والتدریس

لما مات شیخہ حماد ابن سلیمان
وکانت انتہت الیہ ریاستہ
الکوفۃ والناس بہ اغنیاء احتاج
الناس لمن یجلس لھم مجلس
ابنہ واختلف الیہ اصحاب
ابیہ فلم یجدوا عندہ ما یغنیھم
لان الغالب علیہ النحو والکلام
فجلس موسیٰ بن کثیر فاحتملہ
الناس للقیہ الاکابر وان لم یکن
فائقا فی الفقہ فخرج حاجا فاجمع
رایھم علی ابی حنیفۃ فاطاعھم
وقال ما احب ان یموت العلم
فاختلفوا الیہ فوجدوا عندہ من
العلم العزیز فی کل باب وحسن
المواساۃ والصبر علیھم ما لم
یجدوہ عند غیرہ فلزموہ و
ترکوا غیرہ ثم تخرجوا بہ طبقۃ

دسویں فصل آپ کے فتویٰ اور تدریس کیلئے بیٹھنے کی ابتداء کے بیان میں

جب آپ کے شیخ حماد ابن سلیمان کا انتقال
ہوا تو چونکہ علم میں کوفہ کی امارت آپ کے
ہاتھ تھی اور لوگ آپ سے مستفید ہوتے
تھے اس لئے اب فکر ہوئی کہ ان کے بیٹے
کی مجلس جمائی جائے لہٰذا ان کے باپ کے
مصاحب ان کے پاس آئے لیکن ان کے
پاس ایسا علم نہ تھا جو ان کی سیرابی کا باعث
ہوتا کیونکہ ان پر نحو اور علم کلام کا رنگ
غالب تھا۔ پھر موسیٰ بن کثیر بیٹھے تو لوگوں
نے ان کو قبول کیا کیونکہ وہ بڑے بڑے
مشائخ سے مل چکے تھے۔ اگرچہ فقہ میں وہ ماہر
نہ تھے۔ وہ حج کے لئے روانہ ہوئے ادھر
لوگ ابو حنیفہ پر متفق ہو گئے آپ نے ان کی یہ
پیش کش قبول کر لی اور فرمایا کہ میں پسند
نہیں کرتا کہ علم مر جائے چنانچہ لوگ آپ کے
پاس آنے جانے لگے اور انھوں نے آپ کے
پاس ہر فن کا کثیر علم پایا نیز ہمدردی اور

بعد طبقة"

حتی صاروا ائمة فی العلم والدین ومن الطبقة الثانیہ ابو یوسف وزفر وآخرون ثم لم یزل امرہ یزداد علوا ویکثر اصحابہ حتی صارت حلقتہ اعظم حلقة فی المسجد و انصرفت وجوہ الناس الیہ و اکرمہ الامراء وذکرہ الخلفاء وحمدہ الکل وعمل اشیاء اعجزت غیرہ ومع ذلك کثر حُسّادہ ومعادوہ لان ذلك سنة اللہ فی خلقہ ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا ومما زاد فی اقبالہ علی الافتاء والتدریس بعد انقباضہ عنہما انہ رای کانہ ینبش قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجمع عظامہ فوضعھا علی صدرہ بعد ان استخرجھا وفی روایة انہ لما استخرجھا صار یولف بعضھا

غم خواری کے ایسے اوصاف پائے جو دوسروں میں نہ ملے چنانچہ لوگ سب کو چھوڑ کر آپ کے حلقہ بگوش ہوئے اور آپ سے کسب علم کیا حتی کہ وہ علم اور دین کے امام ہو گئے دوسرے طبقہ میں ابو یوسف اور زفر وغیرہ ہیں پھر آپ کی شان دن بدن بڑھتی رہی اور اصحاب زائد ہوتے رہے حتی کہ آپ کا حلقہ مسجد میں سب سے بڑا حلقہ ہو گیا بڑے بڑے شرفاء اور امراء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلفا آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے اور ہر شخص آپ کا مداح ہوا آپنے ایسے کارنامے انجام دیئے جن سے دوسرے لوگ عاجز رہے لیکن اس کے باوجود آپکے دشمن بھی بہت لوگ ہوئے اور یہ اللہ کی سنت ہے اسکی مخلوق میں اور اللہ کی سنت میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤگے۔ آپ فتوی اور تدریس سے رک گئے تھے لیکن ایک روز آپ نے دیکھا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کھول کر آپ کی ہڈیوں کو اپنے سینے پر رکھ رہے ہیں اور ایک روایت میں ہے

على بعض فانزعه ذلك فنزعا
شديدا فاقلقه الى ان عاده اخوانه
فارسل الى ابن سيرين فاولها
بان صاحبها يفتح للناس من
سنن النبي صلى الله عليه وسلم
وتاويلها مالم يسبقه احد اليه
فعند ذلك انبسط في المسائل
واتى فيها بما يبهر العقل"
وفي رواية ان بعض اصحابه
لما راه منزعجا ولم يرى به
مرضا ساله عن حاله فاخبره
برؤياه فقال هنا صاحب لابن
سيرين ندعوه لك فقال لا انا
آتيه فاتاه فقصها عليه فقال ان
كان ما تقوله حقا لتعلمن في اقامة
السنة علما لم يسبقك اليه احد
ولتدخلن في العلم مدخلا
بعيدا وهذا لاينا في ما قبله
لانه لا مانع انه قصت على
ابن سيرين وعلى تلميذه
فتوافقا على ماذكره والله اعلم"

کہ بعض کو بعض سے جوڑ رہے ہیں یہ حال
دیکھ کر آپ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوئی
حتّٰی کہ آپ کے دوست آپکی عیادت
کو آئے۔ آپنے اپنا خواب ابن سیرین کی
طرف بھجوایا۔ آپنے اس کی یہ تاویل
بتائی کہ اس خواب کا دیکھنے والا حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے
اوران کی تاویل سے وہ پردے
اٹھائے گا جن کی طرف کسی کا ذہن منتقل
نہیں ہوا۔ اس واقعہ کے بعد آپ پر
کیفیت انبساط طاری ہوئی اور ایسے
مسائل بیان کئے جن سے عقل حیران ہوئی
ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کے
کسی شاگرد نے آپ کو بلا مرض کے درد مند
دیکھا تو حال دریافت کیا تو آپنے اپنا
خواب بیان کیا تو اس شاگرد نے کہا کہ یہاں
ابن سیرین کے ایک شاگرد ہیں ہم ان کو
آپکے لئے بلائے دیتے ہیں تو آپنے فرمایا
نہیں بلکہ میں خود ان کے پاس جاتا ہوں
چنانچہ آپ خود ان کے پاس تشریف
لے گئے اور اپنا خواب بیان کیا تو اس نے

کہا کہ اگر آپ کی بات صحیح ہے تو آپ سنت کی ترویج میں ایسا علم حاصل کریں گے جس کی نظیر کہیں نہ ملے گی اور آپ علم میں خوب اچھی طرح داخل ہوں گے۔ یہ یہ واقعہ پچھلے واقعہ سے کچھ زیادہ مخالف نہیں کیونکہ اس میں کیا تعارض ہے کہ وہ خواب ابن سیرین اور ان کے شاگردوں پر بیان کیا گیا ہو اور دونوں نے ایک ہی جیسا جواب دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

"الفصل الحادی عشر فیما بنی علیہ مذھبہ"

اعلم انہ یتعین علیک ان لا تفھم من اقوال العلماء عن ابی حنیفۃ واصحابہ انھم اصحاب الرای ان مرادھم بذلک تنقیصھم ولا نسبتھم الی انھم یقدمون رایھم علی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا علی قول اصحابہ لانھم براء من ذلک"

فقد جاء عن ابی حنیفۃ من طرق کثیرۃ ما ملخصہ انہ اولا یاخذ مما فی القرآن فان

گیارھویں فصل انکے مذہب کی بنیاد کے بیان میں

یہ خوب اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ علمانے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں جو کہا ہے کہ وہ اصحاب الرائے تھے اس سے ان کی مراد انکی نہ توہین ہے اور نہ ہی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے اقوال پر اپنی رائے کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ اس سے بری ہیں۔

اسلئے کہ ابو حنیفہ سے متعدد طریق سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے قرآن سے اخذ کرتے ہیں اور اگر قرآن میں نہ پاتے تو سنت کی

لم يجد فبا السنة فان لم يجد
فبقول الصحابة فان اختلفوا
اخذ بما كان اقرب الى القرآن
او السنة من اقوالهم ولم
يخرج عنهم فان لم يجد
لاحد منهم قولا لم ياخذ
بقول احد من التابعين بل
يجتهد كما اجتهدوا و
قال الفضيل بن عياض ان كان
فى المسئلة حديث صحيح تبعه
وان كان عن الصحابة او
التابعين فكذلك والا قاس
فاحسن القياس »

وقال ابن المبارك روايته
عنه اذا جاء الحديث عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم فعلى
الراس والعين »
واذا جاء عن الصحابة
اخترنا ولم نخرج عن اقوالهم
واذا جاء عن التابعين
زاحمنا هم »

طرف رجوع کرتے ورنہ قول صحابہ کی
طرف اور اگر ان میں بھی اختلاف پاتے
تو جس کے قول کو قرآن و سنت کے زائد
مطابق پاتے اسے قبول فرماتے اور انکے
قول سے پہلو تہی نہ فرماتے اور کسی صحابی
کا قول نہ پاتے تو کسی تابعی کے قول کو نہ
لیتے بلکہ خود اجتہاد فرماتے جیسے کہ انہوں
نے اجتہاد کیا اور فضیل بن عیاض نے
کہا کہ اگر مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہوتی
تو اس کی اتباع کرتے اور اگر صحابہؓ اور
تابعین کا قول ہوتا تب بھی یہی کرتے
اور اگر ایسا نہ ہوتا تو قیاس فرماتے اور
بہترین قیاس کرتے۔

اور ابن مبارک نے ابو حنیفہ سے روایت
کی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
ہو تو میرے سر آنکھوں پر ہے اور اگر
صحابہ سے ہو تو ہم اسے پسند کریں گے
اور اس سے عدول نہ کریں گے اور جب
تابعین سے کوئی قول منقول ہوگا تو
ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ امام ابوحنیفہ
سے منقول ہے کہ لوگوں پر تعجب ہے

وعنه ايضا عجبا للناس
يقولون افتي بالراي وما افتي
الا بالاثر وعنه ايضا ليس لاحد
ان يقول برأيه مع كتاب
الله تعالى ولا مع سنة رسول
الله صلى الله عليه وسلم ولا
مع ما اجمع عليه اصحابه"
واما ما اختلفوا فيه فنتخير
من اقاويلهم اقربه الى كتاب
الله تعالى او الى السنة ونجتهد
وما جاوز ذلك فالاجتهاد
بالرائی لمن عرف الاختلاف
وقاس وعلى هذا كانوا" وعن
المزني سمعت الشافعي يقول
الناس عيال على ابي حنيفة في
القياس انتهى" ولدقة قياسات
مذهبه كان المزني يكثر
من النظر في كلامهم حتى حمل
ذلك ابن اخته الامام الطحاوي
على انه انتقل من مذهب
الشافعي الى مذهب ابي حنيفة

کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں
حالانکہ میں تو حدیث ہی سے فتویٰ دیتا ہوں
اور آپ ہی سے منقول ہے کہ کسی شخص کو حق
حاصل نہیں کہ اللہ کی کتاب اور اس کے
رسولؐ کی سنت اور صحابہ کے اجماع کے
ہوتے ہوئے اپنی رائے دے۔ ہاں جس مسئلہ
میں صحابہ کا اختلاف ہوگا تو ہم اس میں سے
وہ قول اختیار کریں گے جو اللہ کی کتاب سے
زائد قریب ہوگا۔ اور جو اس سے متجاوز ہوگا
اس میں اجتہاد کیا جائے گا اپنی عقل سے
اور یہ اس شخص کیلئے ہے جو اختلاف کو جاننے
والا ہو اور قیاس کرے اور اس پر فقہا عامل
رہے۔ مزنی سے مروی ہے کہ امام شافعی فرماتے
تھے کہ قیاس کے معاملہ میں لوگ ابو حنیفہ
کے محتاج ہیں اور انکے مذہب کے قیاسات
کی تاریکی کی بنا پر مزنی بکثرت انکے کلام میں
غور و فکر کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے بھانجے
طحاوی اس وجہ سے شافعی کے مذہب سے
منتقل ہو کر حنفی مذہب کے پیرو بن گئے
ہیں جیسے کہ خود طحاوی نے اسکی تصریح کر دی
حسن بن صالح سے مروی ہے کہ ابو حنیفہ

کما صرح بذلک الطحاوی بنفسہ"

وعن الحسن بن صالح ان اباحنیفۃ کان شدید الفحص عن الناسخ والمنسوخ عارفا بحدیث اھل الکوفۃ شدید الاتباع لما کان الناس علیہ حافظا لما وصل الی اھل بلدہ وسمعہ رجل یقایس آخر فی مسئلۃ فصاح دعوا ھذہ المقایسۃ فان اول من قاس ابلیس فاقبل علیہ ابوحنیفۃ فقال یا ھذا وضعت الکلام فی غیر موضعہ ابلیس ردّ بقیاسہ علی اللہ تعالی امرہ کما اخبر تعالی عنہ فی کتابہ فکفر بذلک وقیاسنا اتباع لامر اللہ تعالی لانا نردہ الی کتابہ وسنۃ رسولہ او اقوال الائمۃ من الصحابۃ والتابعین نحن ندور حول الاتباع فکیف نساوی ابلیس لعنہ اللہ فقال

ناسخ ومنسوخ کی بکثرت تلاش کرتے تھے۔ اور اہل کوفہ کی احادیث کو جاننے والے تھے اور لوگوں کا جس امر پر اتفاق تھا اسکی سختی سے پیروی کرتے تھے اور وہ احادیث جوانکے شہر والوں کو پہنچی تھیں ان کے حافظ تھے۔ ایک شخص نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی مسئلے پر قیاس میں بحث کر رہے تھے تو اس شخص نے چیخ کر کہا کہ جناب اس قیاس کو چھوڑیئے کیونکہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس تھا۔ تو ابوحنیفہ نے اس شخص سے کہا جناب آپنے بات برمحل نہیں کہی۔ ابلیس نے اپنے قیاس سے اللہ کے حکم کو رد کیا اور کافر ہوا اور ہمارا قیاس تو امر الٰہی کی اتباع کے لئے ہے کیونکہ ہم اس کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور ائمہ صحابہ و ائمہ تابعین کے اقوال سے کسی طرف لوٹاتے ہیں تم ہم اتباع کے گرد اگرد ہی رہتے ہیں تو ہم ابلیس لعنت اللہ علیہ کے ہم پلہ کیوں ہونے لگے؟ تو اس شخص نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور اب میں توبہ کرتا ہوں خدا آپکے دل کو بھی اسی طرح منور کرے

لہ الرجل غلطت وتبت فنور الله قلبك كما نورت قلبي وعنہ انہ كان يقول هذا الذي نحن عليہ رأي لا يجبر عليہ احدا ولا نقول يجب على احد قبولہ فمن كان عندہ احسن منہ فليأت بہ نقبلہ"

وقال ابن حزم جميع اصحاب ابي حنيفۃ مجمعون على ان مذهبہ ان ضعيف الحديث اولى عندہ من القياس"

جس طرح آپ نے میرے دل کو منور کیا۔ ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس پر ہم ہیں وہ رائے ہے حدیث نہیں ہے ہم اس پر کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ ہی یہ کہتے کہ اس پر عمل واجب ہے تو اگر کسی کے پاس اس سے بہتر رائے ہو تو لائے ہم اس کو قبول کرنے کو تیار ہیں ابن حزم نے کہا کہ ابوحنیفہ کے تمام اصحاب کو اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث ان کے نزدیک قیاس سے بہتر ہے۔

الفصل الثاني عشر في الصفات التي تميز بها على من بعدہ

بارھویں فصل ان صفات کے بیان میں جن سے آپ دوسروں سے ممتاز ہیں

وهي كثيرة، منها انہ رأى جماعۃ من الصحابۃ كما مر وقد صح من طرق انہ صلى الله عليہ وسلم قال طوبى لمن رأى

اس قسم کی صفات بہت ہیں ان میں سے ایک تو یہ کہ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت کو دیکھا جیسا کہ پہلے گزرا اور متعدد سندوں سے حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

ولمن رأى من رآنى ولمن رأى
من رآى من رأنى»

ومنها انه ولد فى قرنه صلى
الله عليه وسلم الذى صح عنه من
طرق كثيرة انه قال خير الناس
قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين
يلونهم وفى رواية لمسلم خير الناس
القرن الذى انا فيه ثم الثانى ثم
الثالث» ومنها انه اجتهد و
افتى فى زمن التابعين بل لما حج
الاعمش ارسل اليه ليكتب له
المناسك وكان يقول اكتبوا
المناسك عنه فانى لا اعلم احد
اعلم بفرضها ونفلها منه فانظر
هذه الشهادة له من مثل الا
عمش»

ومنها رواية اكابر شيوخه
وغيرهم عنه كعمرو بن دينار و
دخل على الخليفة المنصور فقال
له عيسى بن موسى يا امير المؤمنين
هذا عالم الدنيا اليوم فقال

خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے مجھ کو دیکھا اور
اور انکے لئے جنھوں نے میرے دیکھنے والوں
کو دیکھا۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ حضور
کی صدی میں پیدا ہوئے جس کے بارے میں
بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا بہترین
لوگ میری صدی کے ہیں پھر وہ جو ان سے
ملے ہوئے ہوں پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے
ہوں اور مسلم کی ایک روایت میں ہے بہترین
صدی وہ ہے جس میں میں ہوں پھر دوسری
پھر تیسری اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے
تابعین کے عہد میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا بلکہ
جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو آپ کو لکھا کہ
حج کے مناسک لکھ دیں اور آپ فرماتے تھے
کہ مناسک ابو حنیفہ سے لکھو کیونکہ میں مناسک
کے فرائض و نوافل ابو حنیفہ سے زائد جاننے والا
کسی کو نہیں سمجھتا اب آپ ملاحظہ کیجئے کہ اعمش
جیسے شخص نے آپکے بارے میں شہادت دی
اور ان میں سے ایک یہ کہ ان کے اکابر و
شیوخ ان سے روایت کرتے ہیں جیسے
عمرو بن دینار آپ خلیفہ منصور کے پاس
آئے تو عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ سے کہا کہ

له الخليفة عمن اخذت العلم
قال عن اصحاب عمر عنه وعن
اصحاب علی عنه وعن اصحاب
ابن مسعود عنه فقال بخ بخ
لقد استوثقت لنفسك
ما شئت"

ومنها ما اتفق له من
الاصحاب مالم يتفق لاحد
بعده كما علم مما مر وقال رجل
عند وكيع اخطأ ابوحنيفة فزجره
وكيع وقال من يقول هذا كالانعام
بل هم اضل سبيلا كيف يخطی
وعنده ائمة الفقه كابی يوسف
ومحمد وائمة الحديث وعدهم
وائمة اللغة والعربية وعدهم
وائمة الزهد والورع كالفضيل
وداؤد الطائی ومن كان اصحابه
هؤلاء لم يكن ليخطئ لانه ان
اخطأ ردوه للحق"

ومنها انه اول من دون
علم الفقه ورتبه ابوابا وكتبا علی

اے امیر المومنین یہ آج دنیا بھر کا عالم ہے تو
خلیفہ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس سے
علم حاصل کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ سے انکے
صحابہ کے ذریعہ اور حضرت علیؓ سے ان کے
اصحاب کے ذریعہ اور ابن مسعودؓ سے انکے
اصحاب کے ذریعے تو آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا
آپ نے جو چاہا وہ اپنے لئے پختگی سے حاصل کر لیا
اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ کے اصحاب کا آپ کو
ایسا اتفاق ہوا جتنا کسی کے لئے نہیں ہوا
جیسا کہ گذشتہ بیان سے معلوم ہوا اور ایک
شخص نے وکیع کے پاس آکر کہا کہ ابوحنیفہ
نے غلطی کی تو وکیع نے اسے جھڑکا اور کہا کہ
جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں
بلکہ وہ زیادہ گم کردہ راہ ہیں . کیسے غلطی
کر سکتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ائمہ فقہ ہیں
جیسے ابو یوسف اور محمد اور ائمہ حدیث ہیں
پھر انکی تعداد گنائی) اور ائمہ لغت و عربیت
ہیں (انکی تعداد گنائی) ائمہ زہد و ورع مثل
فضیل و داؤد طائی کے ہیں تو جسکے ساتھی
ایسے لوگ ہوں اس سے خطا کیونکر ممکن ہے
پس اگر وہ خطا کرتے تو دوسرے انکو حق کی

نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالك
في موطئه ومن قبله انما كانوا
يعتمدون على حفظهم وهو
اول من وضع كتاب الفرائض و
كتاب الشروط ومنها انتشار
مذهبه في اقاليم ليس فيها
غيره كالهند والسند والروم
وماوراء النهر"

ومنها انفاقه على نفسه وغيره
من العلماء وغيرهم من كسب
يده ولم يقبل جائزة مع ماتواتر
من كثرة عبادته وزهده و
كثرة حجه واعتماره وغيره
ذلك مما ياتي ۔

ومنها انه مات مظلوما
محبوسا مسموما كما ياتي"

طرف لوٹا دیتے اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ
سب سے پہلے وہ شخص ہیں جس نے علم فقہ کی تدوین
کی اور اس کو باب درباب کر کے مدون کیا
اور اس کی کتابیں مرتب کیں جیسا کہ آجکل
موجود ہیں امام مالک نے اپنی موطا میں انکی
اتباع کی اور آپ سے قبل کے لوگ اپنی
یادداشت پر اعتماد کرتے تھے آپ سب سے
پہلے شخص ہیں جس نے کتاب الفرائض اور
کتاب الشروط وضع کی اور ان میں سے ایک
یہ آپ کا مذہب ایسے ممالک میں پہنچا جہاں
تک کسی کا مذہب نہیں پہنچ سکا۔ مثلاً
ہند، سند اور روم اور ماوراء النہر اور ان
میں سے ایک یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے
اپنے اوپر اور اپنے دیگر علماء پر خرچ فرماتے
تھے اور آپ نے کبھی کوئی انعام قبول نہیں کیا
علاوہ ازیں آپ کی کثرت عبادت، زہد
کثرت حج وغیرہ وغیرہ جیسا کہ آئے گا تواتر سے ثابت ہے۔ اور ان میں سے ایک آپکی وفات
بحالت قید و بند زہر خورانی سے ہوئی جس میں آپ مظلوم تھے جیسا کہ آئے گا۔

الفصل الثالث عشر في ثناء الائمة عليه

روى الخطیب عن الشافعی رحمہ اللہ قال قیل لمالک رحمہ اللہ هل رأیت ابا حنیفۃ رحمہ اللہ قال نعم رأیت رجلا لو کلمک فی هذه الساریۃ ان یجعلها ذهبا لقام بحجتہ ، وفی روایۃ انہ سالہ عن جماعۃ فاجابہ عنهم قال فابوحنیفۃ قال سبحان اللہ لم ار مثلہ واللہ لو قال ان الاسطوانۃ من ذهب لاقام الدلیل القیاسی علی صحۃ قولہ وقال ابن المبارک دخل ابوحنیفۃ علی مالک فرفعہ ثم قال بعد خروجہ أتدرون من هذا قالوا لا قال هذا ابوحنیفۃ النعمان لو قال هذه الاسطوانۃ من ذهب لخرجت کما قال لقد وفق لہ

تیرھویں فصل ائمہ کی تعریف آپ کے حق میں

خطیب نے روایت کی امام شافعیؒ سے کہ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آیا آپنے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں میں نے ایسے شخص کو دیکھا اگر وہ تم سے اس ستون کے بارے میں بحث کرے کہ وہ اس کو سونے کا بنا دینگے توثابت کر کے رہیں گے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ امام شافعیؒ نے مالکؒ سے ایک جماعت کے بارے میں دریافت کیا توجواب دیا کہ میں نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا بخدا اگر وہ ستون کے بارے میں کہیں کہ وہ سونے کا ہے تو اسے ثابت کر دیں گے۔ ابن مبارک نے کہا کہ ابوحنیفہؒ ایک مرتبہ مالکؒ کے پاس آئے تو آپنے ان کی تعظیم و تکریم کی اور پھر ان کے جانے کے بعد فرمایا کہ یہ ابوحنیفہؒ نعمان ہیں اگر یہ کہدیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو واقعی وہ ایسا ہی نکلے گا۔ آپ کو

الفقه حتى ما عليه فيه كثيرة
مؤنة ثم دخل الثوري فاجلسه
دون مجلس ابي حنيفة فلما
خرج ذكر من فقهه وورعه"
وقال الشافعي من اراد ان
يتبحر في الفقه فهو عيال على ابي
حنيفة انه ممن وفق له الفقه
هذه رواية حرملة عنه" وفي
رواية الربيع عنه الناس عيال
في الفقه على ابي حنيفة ما رايت
اي علمت احدا افقه منه لانه
لم يدرك احدا افقه منه"
وجاء عنه ايضا من لم ينظر في
كتبه لم يتبحر في العلم ولا يتفقه"
وقال ابن عيينه ما رات عيني
مثله وعنه من اراد المغازي فا
المدينة او المناسك فمكة
او الفقه فالكوفة ويلزم اصحاب
ابي حنيفة"
وقال ابن المبارك كان افقه
الناس ما رايت افقه منه وقال

فقہ کی توفیق دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ
وہ آپکے لئے آسان ہوگیا ہے۔ پھر ثوری
آئے تو آپنے ان کو ابو حنیفہؒ کے رتبہ سے
کم رتبہ میں بٹھایا پھر جب وہ چلے گئے تو
ان کے فقہ اور ورع کا ذکر کیا گیا۔ امام
شافعیؒ نے فرمایا کہ جو شخص فقہ میں عبور
حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج
ہے کیونکہ آپ کو فقہ کی توفیق دی گئی ہے
یہ روایت حرملہ نے امام شافعیؒ سے کی
ہے اور ربیع کی روایت جو آپ سے ہے وہ یہ
ہے کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج
ہیں۔ میں نے ابو حنیفہؒ سے زائد فقیہ کسی
کو نہ دیکھا اور یہ اس لئے فرمایا کہ آپ نے
ان سے زائد فقیہ کے زمانے کو نہ پایا۔
امام شافعیؒ سے ہی منقول ہے کہ جس
نے ابو حنیفہ کی کتب میں غور و فکر نہ کیا
وہ نہ تو علم میں ماہر ہو سکتا ہے اور نہ ہی
فقیہ بن سکتا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کہ میری
آنکھ نے ابو حنیفہؒ جیسا نہ دیکھا اور انھیں
سے مروی ہے کہ جو غزوات کا علم حاصل
کرنا چاہے وہ مکہ جائے اور جو مناسک کا

كان آية فقيل في الخير او الشر
فقال اسكت يا هذا يقال غاية
في الشر وآية في الخير، وعنه
ان احتيج للراي فراي مالك
وسفيان وابي حنيفة وهو
افقههم واحسنهم وادقهم
فطنة واغوصهم على الفقه و
عنه قوله عندنا اذا لم نجد اثرا
كالاثر عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم وعنه انه كان
يحدث الناس فقال حدثني
النعمان ابن ثابت فقيل له
من تعني قال ابا حنيفة مخ العلم
فامسك بعضهم عن ان يكتب
ذلك الاملاء فسكت ابن المبارك
هنيهة ثم قال ايها الناس
ما اسوا ادبكم واجهلكم
بالائمة وما اقل معرفتكم
بالعلم واهله ليس احد احق
ان يقتدى به من ابي حنيفة
لانه كان اماما تقيا ورعا عالما

علم حاصل کرنا چاہے وہ مکہ جائے اور جو
فقہ کا علم چاہتا ہے تو وہ کوفہ جائے اور
اصحاب ابو حنیفہ کی صحبت کو اپنے اوپر
لازم کر لے۔ اور ابن مبارک نے کہا کہ ابو
حنیفہؒ سب لوگوں سے زائد فقیہ تھے
میں نے ان سے زائد کسی کو فقیہ نہ دیکھا
اور وہ ایک نشانی تھے تو کسی شخص نے
کہا کہ اچھائی میں یا برائی میں تو آپ نے فرمایا
کہ اے شخص خاموش رہ برائی میں غایت
کہا جاتا ہے اور اچھائی میں آیت کہا جاتا
ہے اور انھیں سے مروی ہے کہ اگر رائے
کی ضرورت ہو تو مالکؒ اور ابو سفیانؒ اور
ابو حنیفہ کی رائے لینا چاہئے اور ابو حنیفہ
ان میں سب سے زائد فقیہ ہیں اور انکی سمجھ
ان سب میں فقہ میں اچھی ہے باریک اور
گہری ہے اور انہی سے مروی ہے کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
نہ پائیں تو ابو حنیفہؒ کا قول مثل حدیث
کے لینا چاہیئے اور انھیں سے مروی ہے
کہ وہ لوگوں سے اس طرح حدیث بیان
کرتے تھے کہ جیسے نعمان بن ثابت نے

فقيهًا كشف العلم كشفًا لم
يكشفه احد ببصر وفهم وفطنة
وتقى ثم حلف ان لا يحدث
شهرًا =

وقال الثوري عمن قال له
جئت من عند ابي حنيفة لقد
جئت من عند افقه اهل الارض
وقال ايضا ان الذي يخالف
اباحنيفة يحتاج الى ان يكون
اعلى منه قدرا واوفر علما و
بعيد ما يوجد ذلك ولما حجا
كان يقدمه ويمشي خلفه
وكان يجيب اذا سئل حتى يكون
اباحنيفة هو الذي يجيب وقيل
له وقد رؤي تحت راسه كتاب
الرهن لابي حنيفة تنظر في كتبه
فقال وددت انها كلها عندي
مجتمعة انظر فيها ما ابقى في
شرح العلم غاية ولكننا ننصفه"
وقال ابو يوسف رحمه الله
الثوري اكثر متابعة لابي حنيفة

حدیث بیان کی تو ان سے دریافت کیا گیا
کہ اس سے آپ کی مراد کیا ہے؟ تو انھوں
نے کہا کہ ابو حنیفہؒ علم کا مغز ہیں تو کچھ
لوگ اس املاء کے لکھنے سے رک گئے تو
تو ابن مبارک تھوڑی دیر رکے اور فرمایا
کہ اے لوگو تم کس قدر بے ادب اور ائمہ
سے کس قدر ناواقف ہو ابو حنیفہ سے
زائد کوئی لائق اقتداء نہیں کیونکہ وہ
امام متقی، خداترس، عالم، فقیہ تھے علم کو اپنی
بصارت سمجھ اور عقل سے ایسا منکشف
کیا کہ کسی نے نہیں کیا پھر آپنے قسم کھائی کہ
ایک ماہ تک ان سے حدیث نہیں بیان
کریں گے

اور ثوری نے اس شخص سے جو کہ ابو
حنیفہؒ کے پاس سے آیا تھا کہا کہ تم روئے
زمین کے سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے
آئے ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو ابو حنیفہ کی
مخالفت کرتا ہے اسے ابو حنیفہؒ سے زائد
باقدر اور زائد عالم ہونا چاہئے اس
صفت کا آدمی ہونا بہت مشکل ہے
اور جب دونوں نے حج کیا تو آپ ابو حنیفہؒ کو

مني ووصفہ يوما لابن المبارك
فقال انہ ليركب من العلم احد
من سنان الرمح كان واللہ
شديد الاخذ العلم ذاباعن
المحارم متبعا لاهل بلدہ لا
يستحل ان ياخذ الاما صح عن
رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم
شديد المعرفة بناسخ الحديث
ومنسوخہ وكان يطلب احاديث
الثقات والاخذ من فعل
رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم ،
وما ادرك عليہ علماء اهل الكوفة
فى اتباع الحق اخذ بہ وجعلہ
دينہ وقد شنع عليہ قوم فسكتنا
عنهم بما نستغفر اللہ تعالى
منہ"

وقال الاوزاعى لابن المبارك
من هذا المبتدع الذى خرج بالكوفة
يكنى اباحنيفة فاراہ مسائل
عويصة من مسائلہ فلما رأها
منسوبة للنعمان بن ثابت قال

آگے کرتے تھے اور خود انکے پیچھے چلتے تھے اور
جب دونوں سے کچھ سوال کیا جاتا تو آپ
جواب دیتے بلکہ ابوحنیفہؒ ہی جواب دیتے
تھے آپکے تکیہ کے نیچے ابوحنیفہؒ کی کتاب
الرہن تھی تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ابوحنیفہؒ
کی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں تو آپنے جواب
دیا کہ کاش انکی سب کتابیں میرے پاس
اکٹھی ہوتیں اور انکو میں دیکھتا۔ ابوحنیفہؒ
نے علم کی تشریح میں کچھ کسر نہ اٹھا رکھی ہے
لیکن ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے
ابویوسفؒ نے فرمایا ثوری بہ نسبت میری
ابوحنیفہؒ کے زائد متبع ہیں ایک دن آپنے
ابوحنیفہ کی تعریف ابن مبارک کے سامنے
کی اور فرمایا کہ وہ علم کی ایسی نوک پر سوار
ہیں جو نیزے کی نوک سے زائد تیز ہے اور
بخدا وہ علم کو بہت حاصل کرنے والے محارم
سے دفع کرنے والے اپنے اہل شہر کے متبع
تھے انکے نزدیک یہ بات جائز نہ تھی کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث
کے سوا کسی حدیث کو قبول کریں آپ کو
احادیث کے ناسخ ومنسوخ کا بہت زائد

من هذا قلت شیخ لقیتہ بالعراق قال هذا ابنیل من المشائخ اذهب فاستکثر منہ قلت هذا ابوحنیفۃ الذی نهیت عنہ ثم لما اجتمع بابی حنیفۃ بمکۃ جاراہ فی تلک المسائل فکشفها ابوحنیفۃ لہ باکثر ما کتبها ابن المبارک عنہ فلما افترقا قال الاوزاعی لابن المبارک غبطت الرجل بکثرۃ علمہ ووفور عقلہ واستغفر اللہ تعالی لقد کنت فی غلط ظاهر الزم الرجل فانہ بخلاف ما بلغنی عنہ"

وقال ابن جریج لما بلغہ من علمہ وشدۃ ورعہ وصیانتہ لدینہ وعلمہ احسبہ سیکون لہ فی العلم شان عجیب وذکر عندہ یوما فقال اسکتوا انہ لفقیہ انہ لفقیہ انہ لفقیہ وقال احمد بن حنبل فی حقہ انہ من اهل الورع والزهد وایثار الاخرۃ بمحل

علم تھا۔ آپ معتمد حضرات کی روایات کے متلاشی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک کو قبول کرتے تھے اور حق کی اتباع میں اہل کوفہ کا جو عمل دیکھا اس کو اپنایا اور اس کو اپنا دین بنالیا اور کچھ لوگوں نے ان پر طعن وتشنیع کی ہے تو ہم ان سے خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں۔

اوزاعی نے ابن مبارک سے دریافت کیا کہ یہ بدعتی کون ہے جو کوفہ میں نکلا ہے جسکی کنیت ابوحنیفہ ہے تو ابن مبارک نے ان کو ابوحنیفہ کے کچھ مشکل مسائل دکھائے۔

جب ابن مبارک نے ان مسائل کو نعمان بن ثابت کی طرف منسوب دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ ایک شیخ ہیں جن سے میری ملاقات عراق میں ہوئی تو انھوں نے کہا کہ یہ ایک بہت ہی جلیل شیخ ہیں تم جاؤ اور ان سے مزید علم حاصل کرو۔ میں نے کہا کہ یہی تو ابوحنیفہ ہیں جن سے آپ نے منع کیا تھا پھر جب اوزاعی کی ملاقات

لا يدركه احد ولقد ضرب با
السياط ليلي القضاء للمنصور
فلم يفعل فرحمة الله عليه و
رضوانه وقال يزيد بن هارون
لما سئل عن النظر في كتبه
انظروا فيها فاني ما رايت احدا
من الفقهاء يكره النظر في قوله
ولقد احتال الثوري في كتاب
الرهن له حتى نسخه وقال ايضا
لما قيل له راي مالك احب
اليك من راي ابي حنيفة اكتب
حديث مالك فانه كان
ينتقي الرجال والفقه صناعة
ابي حنيفة وصناعة اصحابه
كانهم خلقوا له وروى الخطيب
عن بعض أئمة الزهد انه
قال يجب على اهل الاسلام
ان يدعوا لابي حنيفة في صلوتهم
لحفظه عليهم السنة والفقه
وقال الناس فيه حاسد وجاهل
وهو احسنهما عندي وقال

ابوحنیفہ سے مکہ میں ہوئی تو انہی مسائل
میں آپ سے بحث کی تو ابوحنیفہ نے ان مسائل
کو اس تشریح سے زائد تشریح سے سمجھایا
جو ابنِ مبارک نے ان سے سیکھی۔ پھر جب
دونوں جدا ہوئے تو اوزاعی نے ابن مبارک
سے کہا کہ میں اس شخص کے علم کی کثرت اور
وفورِ عقل پر رشک کرتا ہوں۔ اور میں اللہ
سے مغفرت چاہتا ہوں کہ میں غلطی پر تھا۔
تم انکی صحبت اختیار کرو کیونکہ وہ ان
صفات سے مختلف ہیں جو مجھ سے بیان کی
گئی ہیں۔ اور ابنِ جریج کو جب آپ کے
شدید ورع اور دینی احتیاط اور علم کا پتہ
چلا تو انھوں نے فرمایا کہ علم میں انکو بہت بڑا
رتبہ ملے گا اور ایک روز انکا تذکرہ ابن جریج
کے سامنے کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ خاموش رہو
بیشک وہ فقیہہ ہیں، بیشک وہ فقیہہ ہیں
بیشک وہ فقیہہ ہیں۔ اور احمد بن حنبل نے
انکے بارے میں کہا کہ وہ ورع زہد اور آخرت
کے ایثار میں ایسا مقام رکھتے ہیں جو کوئی
نہیں پا سکتا۔ اور آپ کو کوڑوں سے مارا
گیا تاکہ منصور کا قاضی بننا قبول کرلیں

من اراد ان یخرج من ذلت
العمی والجهل ویجد حلاوة
الفقہ فلینظر فی کتبہ" وقال
مکی بن ابراهیم کان ابوحنیفة
اعلم اهل زمانہ وقال یحیی
ابن سعید القطان ما سمعنا احسن
من رای ابی حنیفة ومن ثمة
کان یذهب فی الفتوی الی قولہ"
وقال نضر بن شمیل کان
الناس نیاما عن الفقہ حتی
ایقظهم ابوحنیفة بما فتقه
بینہ ولخصہ وقال مسعر بکسر
فسکون ففتح ابن کدام بکسر
فتخفیف مهملة من جعل ابا
حنیفة بینہ وبین اللہ رجوت
ان لا یخاف ولا یکون فرط
فی الاحتیاط لنفسہ وقیل لہ
لم ترکت رای اصحابہ واخذت
برأیہ قال لصحتہ فأتوا باصح
منہ لا رغب عنہ الیہ" وقال
ابن المبارک رایت مسعر افی

لیکن آپنے انکار کر دیا اللہ ان پر اپنی رحمت
اور خوشنودی نازل فرمائے۔ اور یزید بن ہارون
سے جب ابوحنیفہ کی کتابوں کے مطالعہ کی
بابت دریافت کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ ان کی
کتابوں کا مطالعہ کرو کیونکہ میں نے کسی فقیہہ
کو نہ دیکھا کہ وہ انکے قول کو برا سمجھتا ہو اور
ثوری نے کسی تدبیر سے کتاب الرہن کو نقل کیا
اور آپسے جب دریافت کیا گیا کہ آپ مالک کی
رائے کو ابوحنیفہ کی بہ نسبت زائد پسند کرتے
ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ میں مالک کی
حدیثیں لکھتا ہوں۔ کیونکہ وہ لوگوں کی تحقیق
کرتے تھے اور فقہ ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کا فن ہے
گویا کہ ان کا مقصد تخلیق ہی یہ تھا اور خطیب نے
بعض ائمہ زہد سے روایت کی کہ مسلمانوں پر
واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابوحنیفہؒ کے
حق میں دعا کریں کیونکہ انھوں نے مسلمانوں کے
لئے سنّت و فقہ کی حفاظت کی اور لوگ انکے
بارے میں حاسد و جاہل ہیں حالانکہ وہ میرے
نزدیک ان دونوں سے بہتر ہیں اور فرمایا کہ جو
شخص اس اندھے پن اور جہالت کے گڑھے
سے نکلنا چاہے اور فقہ کی مٹھاس چکھنے کا

حلقة ابی حنیفة یسالہ و
یستفید منہ وقال ما رایت
افقہ منہ وقال عیسیٰ بن یونس
لا تصدقن احدا یسئ القول
فیہ فانی واللہ ما رایت افضل
منہ ولا افقہ منہ وقال معمر
ما رایت رجلا یحسن ان یتکلم
فی الفقہ ویسعہ ان یقیس و
یشرح الحدیث احسن معرفة
ابی حنیفة ۱؎

وقال الفضیل کان فقیہا معروفا
بالفقہ مشہورا بالورع واسع
المال معروفا بالافضال علی
کل من یطوف بہ صبورا علی
تعلیم العلم باللیل والنہار
قلیل الکلام حتی لا یرد مسئلة
فی الحلال والحرام الا علی الحق
ھاربا من السلطان وقال ابو یوسف
انی لادعولہ قبل ابوی وسمعتہ یقول

متمنی ہے تو ابو حنیفہ کی کتب کا مطالعہ کرے
اور مکی ابن ابراہیم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ اپنے
زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے اور یحییٰ بن سعید
قطان نے کہا کہ ہم نے ابو حنیفہ کی رائے سے
بہتر کسی کی نہ سنی اور اسی لئے آپ فتویٰ میں
ابو حنیفہ کے قول کی طرف رجوع فرماتے تھے
اور نضر بن شمیل نے فرمایا کہ لوگ فقہ کی طرف سے
غافل تھے حتیٰ کہ ابو حنیفہ نے انکو اپنی تحقیق
بیان اور خلاصہ سے بیدار کر دیا اور مسعرؔ
(زیر پھر سکون پھر فتح) ابن کدام (کسرہ اور دال
غیر مشدد) نے فرمایا کہ جس نے اپنے اور خدا کے
درمیان ابو حنیفہ کو ڈال دیا تو مجھے امید ہے
کہ اس کو کوئی ڈر نہ ہوگا اور اس کی اپنی زائد
احتیاط کی حاجت نہ رہے گی اور ان سے دریافت
کیا گیا کہ آپ ابو حنیفہ کے اصحاب کی رائے
چھوڑ کر انکی رائے کی طرف کیوں مائل ہوئے
تو آپنے فرمایا کہ اسکی صحت کی بنا پر تو اب تم
اس سے بھی زائد صحیح لاؤ تا کہ میں اس سے
اعراض کروں اور ابن مبارک نے کہا کہ میں نے مسعر کو

۱؎ اور مجھے ان کی ذات سے اس امر کا خوف نہیں کہ اللہ کے دین میں کسی شک کو دخل دیں۔

انی لادعو لحماد مع ابوی وقال
ابوحنیفۃ زینہ اللہ تعالیٰ بالفقہ
والعمل والسخاء والبذل واخلاق
القرآن التی کانت فیہ وقال کان
خلفا من مضیٰ وما خلف واللہ
علی وجہ الارض مثلہ" وسئل
الاعمش عن مسئلۃ قال انما
یحسن جواب ھذا النعمان بن
ثابت واظنہ بورک لہ فی علمہ"
وقال یحیی بن آدم ما تقولون فی
ھؤلاء الذین یقعون فی ابی
حنیفۃ قال انہ جاءھم بما
یعقلونہ وما لا یعقلونہ من
العلم فحسدوہ،

وقال وکیع ما رایت احدا
افقہ منہ ولا احسن صلاۃ
منہ"

وقال الامام الحافظ الناقد
یحیی ابن معین الفقہاء اربعۃ'
ابوحنیفۃ وسفیان ومالک و
الاوزاعی وعنہ القراۃ عندی

ابوحنیفہ کے حلقہ میں سوال اور استفادہ کرتے
ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ میں نے ان سے زائد
کوئی فقیہہ نہیں دیکھا اور عیسیٰ بن یونس نے
کہا کہ جو ابوحنیفہ کی شان میں گستاخی کرے
تم ہرگز اسکی تصدیق نہ کرو۔ معمر نے فرمایا کہ
میں نے ابوحنیفہ سے زائد فقیہہ اور قیاس کا
ماہر نہ دیکھا۔ سوائے ابوحنیفہ کے۔ اور فضیل نے
کہا کہ آپ فقہ میں معروف اور ورع میں مشہور
دولتمند، ہر ایک پر احسان کرنے والے اور علم سکھانے
پر شب و روز مصروف رہنے والے کم گو تھے حتیٰ کہ
حرام و حلال کے کسی مسئلہ کو رد نہ فرماتے تھے
سوائے حق کی وجہ سے۔ بادشاہ سے دوری
اختیار کرنے والے تھے۔ ابویوسف نے فرمایا
کہ میں ابوحنیفہ کے لئے اپنے والدین سے پہلے
دعا کرتا ہوں اور میں نے ابوحنیفہ کو سنا کہ وہ
فرماتے تھے کہ میں حماد (استاد ابوحنیفہ) کیلئے
اپنے والدین کے ساتھ دعا کرتا ہوں اور ابوحنیفہ
نے فرمایا کہ اللہ کی زینت فقہ، عمل، سخاوت
خرچ اور قرآنی اخلاق سے ہے۔ اور ابویوسف
نے فرمایا کہ ابوحنیفہ اپنے اسلاف کے جانشین
تھے۔ اور بخدا روئے زمین پر انھوں نے اپنے

قراۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی
حنیفۃ علی ھذا ادرکت الناس
وسئل ھل حدیث سفیان عنہ
قال نعم کان ثقۃ صدوقا فی
الفقہ والحدیث ماموتا علی
دین اللہ وقال ابن المبارک
رایت الحسن بن عمارۃ اخذا
برکابہ قائلا واللہ ما رایت
احدا یتکلم فی الفقہ ابلغ و
لا اصبر ولا احضر جوابا منک
وانک لسید من تکلم فی الفقہ
فی وقتک غیر مدافع وما
یتکلمون فیک الا حسدا"
وقال شعبۃ کان واللہ حسن
الفھم جید الحفظ حتی شنّعوا علیہ
بما ھو اعلم بہ منھم واللہ
سیلقون عند اللہ وکان
کثیر الترحم علیہ وسئل یحیٰی
ابن معین عنہ فقال ثقۃ ما سمعت
احدا ضعفہ ھذا شعبۃ یکتب
لہ ان یحدث ویامرہ وشعبۃ

جیسا نہ چھوڑا۔ اور اعمش سے کسی مسئلہ کے بارے
میں سوال کیا گیا تو آپنے جواب دیا کہ اس کا جواب
نعمان بن ثابت اچھی طرح دے سکتے ہیں اور
میرا خیال ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی
ہے۔ اور یحیٰی بن آدم نے کہا کہ تم ان لوگوں کے
بارے میں کیا کہتے ہو جو ابوحنیفہ پر نکتہ چینی
کرتے ہیں تو آپنے جواب دیا کہ انھوں نے کچھ
ایسی علمی چیزیں پیش کی ہیں جو یہ لوگ سمجھتے ہیں
اور کچھ ایسی چیزیں پیش کی ہیں جو یہ لوگ نہیں
سمجھتے اس لئے یہ لوگ ان سے حسد کرتے ہیں
اور وکیع نے کہا کہ میں نے ابوحنیفہ سے زائد
فقیہ دیکھا نہ اچھا غازی دیکھا اور حافظ، ناقد
یحیٰی بن معین نے کہا فقہاء چار ہیں۔ ابوحنیفہ
سفیان، مالک اور اوزاعی میرے پاس قرآت
حمزہ کی ہے اور فقہ ابوحنیفہ کا اور اس پر میں نے
لوگوں کو پایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ قابل اعتماد
تھے اور بہت سچے تھے۔ فقہ اور حدیث میں
اللہ کے دین کے معاملہ میں معتمد تھے اور ابن
مبارک نے کہا کہ میں نے حسن بن عمارۃ کو ابوحنیفہ
کی رکاب تھامے دیکھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے
کہ بخدا میں نے کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو فقہ

ووصفه ابوایوب السختیانی
بالصلاح والفقه ورمی عند
ابن عون بانه یقول القول ثم
یرجع عنه فی غد فقال هذا
دلیل ورعه فانه یرجع من خطأ
الی صواب ولولا ذلك لنصر
خطأه ودافع عنه، وقال حماد
بن یزید کنا نأتی عمرو بن
دینار فاذا جاء ابوحنیفة اقبل
علیه وترکنا نسأل اباحنیفة
فنسأله فیحدثنا وقال الحافظ
عبد العزیز بن رواد من احب
اباحنیفة فهو سنی ومن ابغضه
فهو مبتدع وفی روایة بیننا و
بین الناس ابوحنیفة فمن
احبه وتولاه علمنا انه من
اهل السنة ومن ابغضه علمنا
انه من اهل البدعة وقال
خارجة بن مصعب ابوحنیفة
فی الفقهاء کقطب الرحی و
کالجهبذ الذی ینقد الذهب

ابوحنیفہ سے بڑھ کر بلیغ اور صبر سے بہرہ کلام
کرتا ہوا ور آپسے زائد مختصر جواب دیتا ہو اور
آپ اپنے زمانہ میں فقہ میں کلام کرنے والوں کے
سردار ہیں اور اس میں آپسے کوئی مخالفت
نہیں کرسکتا اور جو لوگ آپکے بارے میں طعن
کرتے ہیں وہ محض بر بنائے حسد اور شعبہ نے
کہا کہ بخدا آپ بہترین سمجھ اور اچھے حافظہ والے
تھے اس لئے لوگوں نے انکی ایسی باتوں پر
اعتراضات کیے جو آپ ان لوگوں سے زائد
جانتے تھے۔ بخدا وہ آنکی سزا اللہ کے پاس
پائیں گے۔ اور شعبہ ابوحنیفہ کے حق میں
بہت زائد دعا فرماتے تھے اور یحیی بن معین سے
انکے بارے میں پوچھا گیا تو آپنے فرمایا کہ وہ ثقہ
ہیں میں نے کسی کو ان کی تضعیف کرتے ہوئے
نہیں سنا۔ اور ابوایوب سختیانی نے انکی
تعریف نیکی اور فقہ سے کی۔ ابن عون نے ان
پر یہ الزام رکھا کہ وہ ایک قول کرتے ہیں پھر
دوسرے روز اس سے رجوع کرتے ہیں تو
آپنے فرمایا کہ یہ تو انکے ورع کی دلیل ہے
کیونکہ وہ خطاء سے ثواب کی طرف لوٹتے ہیں
اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنی غلطی کو بھی صحیح

وقال الحافظ محمد بن میمون
لم یکن فی زمن ابی حنیفة
اعلم ولا اورع ولا ازھد وا
لا اعرف ولا افقہ منہ تا اللہ
ما سرنی بسماعی منہ مائة الف
دینار وقال ابراھیم بن معاویہ
الضریر من تمام السنة حب
ابی حنیفة وقال کان یصف
العدل ویقول بہ ویبین
للناس سبیل العلم واوضح
لھم مشکلاتہ وقال اسد
بن حکیم لا یقع فیہ الا
جاھل او مبتدع وقال ابو سلیمان
کان ابو حنیفة عجبا من العجب
وانما یرغب عن کلامہ من لم
یقو علیہ وقال ابو عاصم ھو و
اللہ عندی افقہ من ابن جریج
ما رأت عینی رجلا اشد اقتدارا
علی الفقہ منہ وذکر عند داؤد
الطائی فقال ذلك نجم یھتدی
بہ الساری وعلم تقبلہ قلوب

کر دکھاتے اور اسکے جوابات دیتے اور حماد بن
یزید نے کہا کہ ہم عمرو بن دینار کی خدمت میں
حاضر ہوتے۔ جب آپکے پاس ابوحنیفہ آجاتے
تو آپ ان پر متوجہ ہو جاتے اور ہم کو چھوڑ
دیتے کہ ہم ابوحنیفہ سے سوالات کریں گے تو ہم
ان سے سوالات کرتے اور وہ ہمیں احادیث
سناتے۔ حافظ عبدالعزیز بن ابی رواد نے
کہا کہ جو ابوحنیفہ سے محبت کرے وہ سنی ہے
اور جو ان سے دشمنی رکھے وہ بدعتی ہے اور
ایک روایت میں ہے کہ ہمارے اور لوگوں کے
درمیان ابوحنیفہ کا فرق ہے جو ان سے محبت
رکھے ہم جان لیں گے کہ وہ اہل سنت سے
ہے اور جو ان سے دشمنی کرے ہم جان لیں گے
کہ وہ اہل بدعت سے ہے اور خارجہ بن
مصعب نے کہا کہ ابوحنیفہ فقہ کے درمیان چکی
کے قطب (جس کیل پر چکی گھومتی ہے) کی
مانند ہیں اور اس کے مانند ہیں جو سونا پرکھتا
ہے اور حافظ محمد بن میمون نے کہا کہ ابوحنیفہ
کے زمانے میں ان سے زائد عالم، متقی، زاہد
عارف اور فقیہہ کوئی نہ تھا بخدا مجھ کو ان سے
علم کی باتیں سننے کے بجائے کوئی شخص ایک

المومنين"
وقال شريك القاضي كان
ابوحنيفة طويل الصمت كثير
التفكر دقيق النظر في الفقه
لطيف الاستخراج في العلم
والعمل والبحث ان كان الطالب
فقيرا اغناه فاذا تعلم قال
لدوصلت الى الغنى الاكبر
بمعرفة الحلال والحرام وقال
خلف بن ايوب صار العلم من
الله تعالى الى محمد صلى الله
عليه وسلم ثم منه الى اصحابه
ثم منهم الى التابعين ثم صار
الى ابي حنيفة واصحابه فمن
شاء فليرض ومن شاء فليسخط
وقيل لبعض الائمة ما لك
تخص ابا حنيفة عند ذكره
بمدح دون غيره قال لان
منزلته ليس كمنزلة غيره فيما
انتفع الناس بعلمه فاخصه
عند ذكره ليرغب الناس

لاکھ دینار بھی دیتا تو خوشی نہ ہوتی ۔ ابراہیم
بن معاویہ ضریر نے کہا کہ سنت کے تتمہ
سے ابوحنیفہ کی محبت کرنا ہے ۔ نیز فرمایا
کہ آپ عدل کا بیان کرتے اور اس سے
متصف تھے اور لوگوں کیلئے علم کی راہ
بیان کی اور انکے لئے اس کی مشکلات
واضح کیں اور اسد بن حکیم نے کہا کہ ان پر نکتہ
چینی یا تو جاہل کریگا یا پھر بدعتی ۔ اور ابوسلیمان
نے کہا کہ ابوحنیفہ عجائبات میں سے ایک اعجوبہ
تھے انکے کلام سے وہی اعراض کریگا جسکے
بس کا وہ کلام نہ ہوگا اور ابوعاصم نے کہا
کہ وہ بخدا میرے نزدیک ابن جریج سے زائد
فقیہہ ہیں میں نے کسی شخص کو ان سے زائد
فقہ پر قادر نہ پایا اور آپ کا تذکرہ داؤد طائی
کے پاس ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ایک
ستارہ ہیں جن سے راہ رو ہدایت پاتا ہے اور
ایک جھنڈا ہیں جسے مومنوں کے دلوں نے
قبول کیا ۔ قاضی شریک نے کہا کہ ابوحنیفہ خاموش
مزاج، مدبر، فقہ میں دقیق النظر باریک
استنباطات علمی و عملی کرنے والے اور بحث
لطیف کرنے والے تھے ۔ اگر طالب علم فقیر ہوتا

بالدعاء له والاثار فی النقل عن الائمة غیر ماذکر کثیرة وفی بعض ماذکرناہ مقنع للمنصف المذعن الذی یعرف الحق لاھلہ ومن ثمة قال الحافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر بعد کلام ذکرہ واھل الفقہ لا یلتفتون الی من طعن علیہ ولا یصدقون بشیئ من السوء ینسب الیہ"

تو اسے غنی کر دیتے اور جب وہ پڑھ جاتا تو فرماتے تو نے حلال و حرام کی معرفت پا کر بڑی مالداری حاصل کی۔ اور خلف بن ایوب نے کہا کہ علم اللہ کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اور ان سے پھر صحابہؓ کی طرف آیا اور اوران سے تابعین کی طرف آیا پھر ابو حنیفہ کی طرف اور انکے اصحاب کی طرف آیا اب جس کا دل چاہے راضی ہو اور جس کا دل چاہے ناراض ہو۔ اور کسی امام سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ابو حنیفہ کی تعریف کرتے رہتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ اس لئے کہ ان کا مقام دوسروں کے مقام سے مختلف ہے۔ ان علوم کے لحاظ سے جن سے لوگ مستفیض ہوئے لہذا میں ان کا تذکرہ کرتا ہوں تاکہ لوگ ان کے حق میں دعا کی رغبت کریں اور ائمہ کرام سے منقول شدہ مذکورہ اثار کے علاوہ اور بھی بہت ہیں لیکن ایک منصف اور حق پرست انسان کے لئے ذکر کردہ اقوال میں سے بعض ہی کافی ہیں اسی وجہ سے حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ نے ایک کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اہل فقہ ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کرتے جو ابو حنیفہ پر طعن کرتے ہیں اور وہ بری چیزیں جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان میں سے کسی کی تصدیق نہیں کرتے۔

الفصل الرابع عشر فی شدة اجتهاده فی العبادة

قال الذهبی قد تواتر قیامہ الليل وتهجده وتعبده ومن ثمة كان يسمى الوتد من كثرة قيام الليل بل احياءه بقراءة القرآن في ركعة ثلاثين سنة وحفظ عنه انه صلى صلاة الفجر بوضوء العشاء اربعين سنة فكان عامة الليل يقرء جميع القرآن في ركعة واحدة يسمع بكاءه بالليل حتى يرحمه جيرانه وحفظ عنه انه ختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعة الاف مرة ووقع رجل فيه عند ابن المبارك فقال ويحك أتقع في رجل صلى خمسا واربعين سنة خمس صلوات على وضوء

چودھویں فصل آپکی عبادت میں کوشش شدیدہ کے بیان میں

ذہبی نے کہا کہ تواتر سے آپ کا رات میں عبادت کرنا اور تہجد پڑھنا ثابت ہے اور یہی وجہ ہے کہ کثرت قیام کی وجہ سے آپ کو وتد (میخ) کہا جاتا تھا۔ بلکہ تیس سال تک ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھتے رہے اور انکے بارے میں مروی ہے کہ آپنے عشاء کے وضو سے نماز صبح چالیس سال تک پڑھی۔ عام طور پر آپ تمام قرآن ایک رکعت میں پڑھ لیتے تھے آپ کے رونے کی آواز رات میں سنی جاتی تھی حتی کہ آپکے پڑوسی آپ پر رحم کھاتے۔ آپکے بارے میں محفوظ طریق سے یہ بھی مروی ہے کہ جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپنے سات ہزار قرآن ختم کئے ایک شخص نے ابن مبارک کے سامنے آپ پر اعتراض کیا تو آپنے فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص پر اعتراض کرتے ہو جس نے ۴۵ سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں اور وہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم

واحد وكان يختم القرآن
فى ركعة وتعلمت ماعندى من
الفقه منه وقال ابو مطيع ما
دخلت الطواف فى ساعة من
الليل الا رايت اباحنيفة و
سفيان فيه ولما غسله الحسن
بن عمارة قال رحمك الله و
غفر لك لم تفطر منذ ثلاثين
سنة وقد اتعبت من بعدك
وفضحت القراء وسبب احيائه
الليل انه سمع رجلا يقول لاخر
هذا ابوحنيفة الذى لاينام
فقال لابى يوسف سبحان الله
الا ترى الله تعالى نشر لنا هذا
الذكر اوليس بقبيح ان يعلم
الله تعالى منا ضد ذلك والله
لايتحدث الناس عنى ما لم
افعل وكان يحيى الليل صلاة
وتضرعا ودعاء وقال ابو يوسف
كان يختم كل يوم و ليلة
ختمة وفى رمضان ويوم

کرتے تھے اور جو کچھ میرے پاس فقہ ہے وہ
انھیں سے سیکھا ہے۔ ابو مطیع نے کہا کہ رات کو
جس وقت بھی میں طواف کو گیا تو ابو حنیفہ اور
سفیان کو بحالت طواف پایا اور جب حسن
بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا تو فرمایا کہ خدا آپ
پر رحم کرے اور مغفرت کرے تیس سال سے
تم نے افطار نہیں کیا اور آپنے بعد والوں کو
عاجز کر دیا اور قرآن کے قاریوں کو رسوا کر دیا
اور تمام رات آپکے عبادت کرنے کا باعث یہ
ہوا کہ آپنے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ یہ ہیں
ابو حنیفہ جو سوتے نہیں تو آپنے ابو یوسف سے
کہا کہ سبحان اللہ کیا تم خدا کی شان نہیں دیکھتے
کہ اس نے ہمارے لئے اس قسم کا چرچا کر دیا تو
کیا یہ بری بات نہیں کہ اللہ کے علم میں ہمارے
متعلق لوگ وہ کہیں جو اسکے برخلاف ہو بخدا
میرے بارے میں لوگ وہ بات نہیں کہیں
گے جو میں نہیں کرتا چنانچہ آپ تمام رات
آہ و زاری اور دعا میں صرف کرتے تھے اور
ابو یوسف نے کہا کہ ہر دن اور رات میں ایک
ختم کرتے اور رمضان اور عید میں باسٹھ ختم
کرتے اور مال میں سخاوت کرنے والے تھے۔

العيد اثنين وستين ختمة
وكان سخيا بالمال صبورا على
تعليما لعلم شديد الاحتمال
لما يقال فيه بعيد الغضب
شهدته يصلي الصبح بوضوء
اول الليل عشرين سنة ومن
صحبه قبلنا قالوا انه كذلك
اربعين سنة وقال مسهر رايته
يصلي الغداة ثم يجلس للناس
في العلم الى ان يصلي الظهر ثم
يجلس الى العصر ثم الى قريب
المغرب ثم الى العشاء فقلت
في نفسي متى يتفرغ هذا للعبادة
لاتعاهدنه فلما هدا الناس
خرج الى المسجد متطهرا
كانه عروس فانتصب للصلاة
الى الفجر ثم دخل ولبس
ثيابه وخرج للصلوة الصبح
ففعل كما فعل قبل فقلت
في نفسي ان الرجل قد ينشط
الليلة لاتعاهدنه فلما هدا

علم کے سکھانے میں صابر تھے۔ بہت بردباری
سے اپنے حق میں کئے جانے والے اعتراضات کو
سنتے تھے۔ غصّہ سے کوسوں دور رہتے میں نے دیکھا
کہ بیسؔ سال تک رات کے ابتدائی حصّہ کے
وضو سے آپنے صبح کی نماز ادا فرمائی اور جو لوگ
ہم سے پہلے ان کی صحبت اختیار کر چکے تھے
انھوں نے کہا کہ آپ کو اس حالت پر چالیس
سال ہو چکے ہیں۔ اور مسہر نے کہا کہ میں نے
آپ کو دیکھا کہ نماز فجر کے بعد لوگوں کے لئے
بیٹھتے تھے تاکہ علم کی باتیں بتائیں حتیٰ کہ نماز
ظہر پڑھتے اور پھر عصر تک بیٹھتے پھر مغرب کے
قریب تک بیٹھتے پھر عشا تک بیٹھتے تو میرے
دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص عبادت کے
لئے کب فارغ ہوتا ہوگا میں ضرور ان پر نگاہ
رکھوں گا۔ جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہوگئی
تو پاک صاف ہو کر مسجد کی طرف نکلے ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ دولھا ہیں چنانچہ
آپ صبح تک نماز پڑھتے رہتے تھے پھر گھر واپس
تشریف لاتے اور اپنے کپڑے تبدیل فرما کر نماز
فجر کو نکلتے اور پھر جب معمول وہی کرتے تھے
جو پہلے کیا تو میں نے دل میں کہا کہ شاید اس

الناس خرج وفعل کفعله
قبل فی لیله ویومه حتی اذا
صلی العشاء قلت ان الرجل
قد ینشط اللیلتین لاتعاهدنه
اللیلة ففعل کفعله قبل
فقلت لا لزمنه الی ان اموت
او یموت قال فما رأیته بالنهار
مفطرا ولا باللیل نائما وکان
یغفو قبل الظهر غفوة خفیفة
ومات مسعر فی سجوده فی مسجد
ابی حنیفة وقال شریک کنت
معه سنة فما رائیته وضع جنبه
علی الفراش وعن خارجة ختم
القرآن فی رکعة داخل الکعبة
اربعة وعد منهم اباحنیفة
وقال الفضیل بن دکین بضم
الدال المهملة رائیت جماعة
من التابعین وغیرهم فما
رائیت احسن صلاة من ابی
حنیفة ولقد کان قبل الدخول
فی الصلاة یبکی ویدعو فیقول

شخص نے آج رات خوشی میں یہ اعمال کر لئے
ہوں میں ضرور اس پر نگاہ رکھوں گا چنانچہ
جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی تو انھوں
نے وہی عمل دہرایا جو پہلی رات اور اسکے
دن میں کیا تھا حتی کہ نماز عشا پڑھ لی تو میں نے
دل میں کہا کہ شاید دو راتیں خوشی میں اسی
طرح گذار لی ہوں میں آج رات ضرور ان پر
نگاہ رکھوں گا چنانچہ انھوں نے پھر اپنے عمل
کو دہرایا تو میں نے کہا کہ اب میں ان کا پیچھا
نہ چھوڑوں گا حتی کہ میں نہ مر جاؤں یا یہ نہ
مر جائیں آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے انکو
دن میں افطار کرتے ہوئے پایا اور نہ ہی رات
میں سوتے ہوئے پایا اور ظہر سے پہلے تھوڑی
دیر خفیف سی اونگھ لیتے تھے اور مسعر بحالت
سجدہ ابو حنیفہ کی مسجد میں ہی انتقال کر گئے
شریک نے کہا کہ میں انکے ہمراہ ایک سال تک
رہا میں نے کبھی نہ دیکھا کہ انھوں نے پہلو
زمین پر رکھا ہو اور خارجہ کہتے ہیں کہ چار
اشخاص نے کعبہ کے اندرونی حصّہ میں قرآن
ختم کیا اور ان میں سے ابو حنیفہ کو بھی شمار کیا
اور فضیل بن دکین (دال کے ضمہ سے) نے

القائل هو الله یخشی و
کنت اذا رأیته کالشن البالی
من العبادة وهو بفتح الشین
وتشدید النون القربة الخلقة
وردد فی قوله تعالیٰ بل الساعة
موعدهم والساعة ادهی وامر
لیلة کاملة فی صلاته وقرأ لیلة
اخری حتی وصل (فمن الله
علینا ووقانا عذاب السموم)
فمازال یرددها حتی اذن
للفجر وقالت ام ولده ماتو
سد فراشا بلیل منذ عرفته
وانما کان نومه بین الظهر
والعصر بالصیف واول اللیل
بمسجده فی الشتاء"

وقال ابن ابی رواد ما رایت
اصبر علی الطواف والصلاة و
الفُتیا بمکة منه انما کان کل
اللیل والنهار فی طلب الاخرة
والنجاة ولقد شاهدته عشر
لیال فما رأیته نام باللیل

فرمایا کہ میں نے تابعین وغیرہ کی ایک جماعت
کو دیکھا تو کسی کو ابوحنیفہ سے زائد اچھی طرح
نماز پڑھتے ہوئے نہ پایا۔ اور آپ نماز شروع
کرنے سے پہلے روتے تھے اور دعا فرماتے تھے
تو دیکھنے والا کہتا ہے کہ واقعی خدا سے ڈرنے
والے یہی ہیں اور میں نے انکو جب بھی دیکھا
عبادت کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح دیکھا
(مشن شین کے فتح اور نون کی تشدید سے
پھٹی پرانی مشک) اور ایک رات پوری نماز
میں یہی دہراتے رہے کہ بل الساعۃ موعدھم
والساعۃ ادھی وامر اور دوسری رات بھی
قرآت کی حتیٰ کہ جب یہاں پہنچے کہ (فمن
اللہ علینا ووقانا عذاب السموم) تو اسی
کو برابر پڑھتے رہے حتیٰ کہ اذان فجر ہوگئی
انکی ام ولد نے کہا کہ جب سے میں نے ان کو
پہچانا ہے کسی رات انھوں نے تکیہ نہ لگایا
اور گرمیوں میں آپ کی نیند ظہر اور عصر کے
درمیان ہوتی تھی اور ایک رات کے
ابتدائی حصہ میں اپنی مسجد میں جاڑوں میں
اور ابن رواد نے کہا کہ میں نے مکہ میں ابوحنیفہ
سے زائد طواف، نماز اور فتویٰ میں کسی کو

ولا هدأ ساعة من نهار من طواف وصلاة او تعليم وذكر بعض اهال المناقب انه لما حج حجة الوداع اعطى السدنة نصف ماله ليمكنوه من الصلاة داخل الكعبة فقرأ نصف القرآن قائما على رجل ثم نصفه الآخر على الاخرى وقال يارب عرفتك حق معرفتك وما عبدتك حق العبادة فهب لى نقصان الخدمة لكمال المعرفة فنودى من زاوية البيت عرفت فاحسنت واخلصت الخدمة غفرنالك ولمن كان على مذهبك الى قيام الساعة

صابر نہ پایا تمام شب و روز آپ طلب آخرت اور طلب نجات میں رہتے اور میں دن راتیں انکو دیکھا تورات کے کسی حصہ میں وہ نہ سوئے۔اور دن کی کسی ساعت میں وہ طواف سے اور نماز سے یا تعلیم اور بعض اچھی صفات والوں کے ذکر سے نہ رکے جب آپنے آخری حج کیا تو کعبہ کے مجاوروں کو اپنا آدھا مال دے دیا تا کہ وہ انکو اس کے اندر نماز پڑھنے دیں تو آدھا قرآن اپنی ایک ٹانگ پر پڑھا اور آدھا دوسری پر اور کہا کہ اے میرے رب میں نے تجھے پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے لیکن میں نے تیری ایسی عبادت نہ کی جیسا کہ عبادت کا حق تھا تو میری خدمت کی کمی کو معرفت کے کمال کی وجہ سے بخشدے تو بیت اللہ کے گوشہ سے ندا آئی تم نے اچھی طرح معرفت حاصل کی اور خدمت میں خلوص کا مظاہرہ کیا ہم نے تم کو بھی بخشا اور قیامت تک جو تمہارے مذہب پر ہوگا اسکو بھی بخشدیا

"تنبیه"

لا ينافى ما نقل عنه انه صح من قوله عرفتك حق معرفتك ما قاله غيره

"تنبیہ"

ابوحنیفہ کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ کو پہچان لیا جیسا کہ حق تھا۔ دوسرے حضرات کے اس قول سے معارض نہیں کہ ہم نے تجھ کو

سبحانك ما عرفناك حق
معرفتك لان مراد الامام
عرفتك حق معرفتك الائقة
بي وانتهى اليه علمي ففيه تجوز
ومراد غيره ان حقيقة المعرفة
الائقة بالحق لا يمكن احدا
ان يصل اليها وهذا هو
الحقيقة كيف وسيد المرسلين
والاولين والآخرين يقول
لا احصي ثناء عليك انت كما
اثنيت على نفسك وفي حديث
الشفاعة العظمى في فصل القضاء
انه صلى الله عليه وسلم يلهم
عند سؤاله فيها محامد لم
يكن الهمها قبل فهذه معارف
متجددة وهكذا الى ما لا نهاية
له ووقوفه على رجل في الصلاة
مكروه عند غيره لصحة الحديث
في النهي عنه فنفرض انه يرى
كراهته ويجاب عنه بانه انما
فعل ذلك مجاهدة لنفسه

اس طرح نہ پہچانا جس طرح پہچاننے کا حق
تھا اس لئے کہ امام کی یہ مراد ہے کہ میں نے
تجھ کو پہچانا جیسا کہ پہچاننا میرے لائق تھا
اور جہاں تک میرے علم کی انتہا ہوئی تو
گویا اس قول میں مبالغہ ہے اور دوسروں
کی مراد یہ ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو حق
کے لائق ہے اس تک کسی کی رسائی نہیں
اور یہی حقیقت ہے اور یہ کیونکہ ہو سکتا
ہے حالانکہ اوّل و آخر رسولوں کے سردار
فرماتے ہیں کہ اے اللہ میں تیری تعریف
نہ کر سکا تو ایسا ہی ہے جیسے خود تو نے
اپنی تعریف کی اور شفاعت عظمیٰ کی حدیث
فصل قضا میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
جب شفاعت کا سوال کریں گے تو آپ
کو ایسی تعریفات کا الہام ہو جائے گا
جو پہلے الہام نہ کی گئی تھیں تو یہ نئے
معارف ہیں اور اسی طرح دیگر معارف
جن کی کچھ انتہا نہیں اور آپ کا ایک
ٹانگ پر نماز کے لئے کھڑا ہونا دیگر
علماء کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ اس
بارے میں حدیث صحیح میں نہی وارد ہے

ولیس ببعید ان غرض مجاهدۃ النفس فی مثل ذلک ممن لم یختل بہ خشوعہ مانع للکراھۃ»
وختمہ القرآن فی رکعۃ لا ینافی خبران من قرأہ اقل من ثلاث لم یتفقہ لان محلہ من لم تخرق لہ العادۃ فی الحفظ والسھولۃ واتساع الزمن ومن ثم جاء عن کثیر من الصحابۃ والتابعین انھم کانوا یختمونہ فی رکعۃ بل ختمہ بعضھم اربع مرات فیما بین المغرب والعشاء وکل ذلک من باب الکرامہ فلا یعترض بہ»

توہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ وہ بھی اس کراہت کے قائل ہوں گے اور اس فعل کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی صرف اپنے نفس سے مجاہدہ کے طور پر تھا اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ اس جیسے کام میں نفس سے مجاہدہ کی غرض اس شخص سے جسکے خشوع میں یہ فعل مانع نہ ہو کراہت کو ختم کرتی ہے اور آپ کا ایک رکعت میں قرآن ختم کرنا اس حدیث کے منافی نہیں کہ جس نے قرآن کو تین رات سے کم میں ختم کیا وہ فقیہہ نہ ہوا کیونکہ یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے واسطے خرق عادات کے طور پر نہ ہو یاد کرنے میں اور آسانی میں اور زمانے کی وسعت میں اسی لئے بہت سے صحابہ اور تابعین سے منقول ہے کہ وہ ایک رکعت میں ختم کرتے تھے بلکہ بعض نے تو مغرب وعشاء کے مابین چار مرتبہ ختم کیا اور یہ سب کچھ از قبیل کرامت ہے اس لئے قابل اعتراض نہیں۔

"الفصل الخامس عشر في خوفه ومراقبته لربه سبحانه وتعالى"

قال اسد بن عمر وكان بكاء ابي حنيفة يسمع بالليل حتى يرحمه جيرانه وقال وكيع كان والله عظيم الامانة وكان الله تعالى على كل شي ولو اخذته السيوف في الله تعالى لاحتمل رحمه الله ورضى عنه رضا الابرار فلقد كان منهم وقال يحيى بن القطان كنت اذا نظرت اليه عرفت انه يتقي الله عز وجل وقام ليلة بهذه الآية يرددها ويبكي ويتضرع (بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وأمر) وبلغني ليلة (الهاكم التكاثر) فرددها حتى اصبح وقال يزيد بن الليث وكان

پندرھویں فصل آپ کے خوف خدا اور مراقبہ کے بیان میں

اسد بن عمر نے کہا کہ ابو حنیفہ کا رونا رات میں سنا جاتا تھا حتیٰ کہ ان کے پڑوسی آپ پر رحم کرتے تھے اور وکیع نے فرمایا کہ آپ بخدا بہت دیانت دار تھے اور خدا کی جلالت و کبریائی انکے قلب میں تھی اور آپ اپنے رب کی خوشنودی کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے اور اگر تلواریں ان کو اللہ کے بارے میں پکڑ لیتیں تو وہ برداشت کر جاتے اور آپ کا رب آپ سے ایسا راضی ہوا جیسا ابرار سے ہوتا ہے اور واقعی وہ تھے بھی زمرۂ ابرار سے ۔ یحییٰ بن قطان نے کہا کہ میں انکی طرف دیکھ کر سمجھ لیتا تھا کہ یہ خدا سے ڈرتے ہیں اور پوری ایک رات مکمل یہ آیت دہراتے رہے کہ (بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر) اور ایک رات (الهاكم التكاثر) پر پہنچے تو صبح تک اس کا ورد کرتے رہے ۔ یزید بن لیث نے کہا کہ آپ

من الاخيار قرأ الامام (اذا زلزلت الارض) وابوحنيفة خلفه فلما فرغ نظرت اليه فاذا هو جالس يتفكر ويتنفس فقمت لئلا يشتغل قلبه وتركت القنديل وزيته قليل ثم جئت وقد طلع الفجر وهو قائم وقد اخذ بلحيته نفسه وهو يقول يا من يجزى بمثقال ذرة خيرا خيرا ويا من يجزى بمثقال ذرة شرا شرا اجر النعمان عندك من النار وما يقرب منها وادخله فى سعة رحمتك قال فاتيت فاذا القنديل يزهو وهو قائم فلما دخلت قال لى تريد ان تاخذ القنديل قلت هذا اذنت للصلاة الغداة قال اكتم ما رأيت وركع ركعتى الفجر وجلس حتى اقيمت الصلاة وصلى معنا الغداة على وضوء

اللہ کے برگزیدہ لوگوں میں تھے۔ امام نے اذا زلزلت الارض پڑھی اور ابوحنیفہ پیچھے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ متفکر بیٹھے ہیں اور لمبی لمبی سانسیں لے رہے ہیں تو میں وہاں سے اُٹھ کر چلدیا۔ اور قندیل جس میں تیل کم ہی تھا وہیں چھوڑ دیا کہ کہیں انکا دھیان نہ بٹے۔ پھر صبح ہوئی تو میں آیا دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں، اے وہ ذات جو ذرہ برابر نیکی کے بدلے بھلائی ہی بھلائی عطا فرماتا ہے اور اے وہ ذات جو ذرہ برابر برائی کے بدلے برائی ہی برائی دیتا ہے۔ نعمان کی جزاء تیرے پاس جہنم یا اس سے قریب ہے تو اسے اپنی رحمت میں داخل فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ جب میں پہنچا تو قندیل ٹمٹما رہا تھا اور وہ کھڑے تھے جب میں آیا تو آپنے فرمایا کہ کیا قندیل لینا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ جناب نماز صبح کی اذان ہو چکی ہے تو آپنے فرمایا کہ جو تم نے دیکھا ہے اسے چھپانا پھر سنت فجر ادا کر کے بیٹھے حتیٰ کہ اقامت ہوئی پھر آپنے ہمارے ساتھ نماز فجر کے ابتدائی حصہ کے وضو سے ادا فرمائی

اوّل الليل وقال ابو الاحوص "لو قيل له انك تموت الى ثلاثة ايام ما كان فيه فضل شي يقدر ان يزيد على عمله الذی كان يعمل"

اور ابو الاحوص نے کہا کہ اگر ان سے یہ کہا جاتا کہ آپ تین روز تک انتقال کر جائیں گے تو آپ اس عمل سے کچھ زائد نہ کر سکتے تھے کیونکہ ان کے اندر اس سے زائد کچھ بچا ہی نہ تھا۔

وذكر عند عيسى بن يونس قال قد عاله وقال كان اشد اجتهاده فی ان لا يعصی الله تعالىٰ وان يعظم حرماته" وقال لولا الحرج ما افتيت اخوف ما اخاف ان يدخلنی النار ما انا عليه من الفتوىٰ" وقال ما اجترئت على الله تعالىٰ منذ فقهت وسمع غلامه يسأل الجنة فبكى حتى اختلج صدغاه ومنكباه وامر بغلق الدكان وقام مغطى الرأس مسرعا ثم قال ما اجرنا على الله يقول احدنا نسأل الله الجنة وانما يسأل ذلك من رضی نفسه انما يريد مثلنا ان

اور آپ کا ذکر عیسیٰ بن یونس کے سامنے کیا گیا تو آپنے ان کے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ انکی پوری کوشش یہ تھی کہ اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے اور اس کی حرمات کی عزت کی جائے، اور آپ فرماتے اگر حرج نہ ہوتا تو میں فتویٰ نہ دیتا سب سے زیادہ خوفناک چیز میرے لئے یہ ہے کہ میرا فتویٰ مجھ کو جہنم میں داخل کر دے اور آپنے فرمایا کہ جب سے میں فقیہ ہوا اللہ پر جرأت نہ کی آپنے سنا کہ آپ کا غلام اللہ سے جنت مانگ رہا ہے تو آپ رونے لگے حتیٰ کہ آپ کی کنپٹیاں اور کاندھے کانپنے لگے۔ آپنے دکان بند کرنے کا حکم دیا اور سر پر کپڑا لپیٹ کر جلدی سے اُٹھے اور فرمایا کہ ہم خدا پر کس قدر جری ہو گئے۔ ہم سے ایک شخص اللہ سے جنت مانگتا ہے اور یہ محض اپنے دل کی مرضی سے مانگتا ہے ہم جیسے لوگوں کو تو اللہ سے

يسال الله العفو وقرا الامام
يوما في صلاة الصبح (ولا تحسبن
الله غافلا عما يعمل الظالمون")
فارتعد حتى عرف ذلك منه و
كان اذا اشكلت عليه مسئلة
قال لاصحابه ما هذا الا
لذنب احدثته فيستغفر
الله وربما قام فتوضأ وصلى
ركعتين ويستغفر فتنفرج له
المسئلة فيقول استبشرت لاني
رجوت انه يتب علي حتى ادركت
المسئلة فبلغ ذلك الفضيل فبكى
بكاء شديدا ثم قال رحم الله
اباحنيفة انما كان ذلك لقلة
ذنوبه واما غيره فلا يتنبه لذلك
كان ذنوبه قد استغرقته
ووطئ رجل صبي لم يره فقال
ياشيخ اما تخاف القصاص يوم
القيامة فغشي عليه فلما افاق
قيل له ما اشد ما اخذت
بقلبك قول هذا الغلام.

معافی مانگنی چاہیئے۔ اور ایک روز امام نے
نماز صبح یہ آیت پڑھی کہ (ولا تحسبن اللہ غافلا
عما یعمل الظالمون) تو آپ کانپ اٹھے اور لوگوں
نے اس کیفیت کو محسوس کر لیا اور آپ پر
جب کوئی مسئلہ مشکل درپیش ہوتا تو آپ
فرماتے یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو میں نے
کیا ہوگا تو اللہ سے مغفرت چاہتے اور بسا
اوقات وضو فرماتے اور دو رکعت نماز ادا
فرماتے اور استغفار کرتے تو مسئلہ حل ہو جاتا
آپ فرماتے کہ مجھے خوشی ہوئی کیونکہ مجھے
امید ہے کہ وہ میری توبہ قبول کرے گا۔ اس
واقعہ کی اطلاع فضیل کو ہوئی تو بہت روئے
اور فرمایا کہ اللہ ابو حنیفہ پر رحم کرے یہ انکے
گناہوں کی کمی کی وجہ سے لیکن دوسرے
اشخاص کو یہ بیداری حاصل نہیں ہوتی
کیونکہ وہ گناہوں میں مستغرق ہوتے ہیں
اور لاعلمی سے آپ کا پیر ایک بچے کے پیر پر
پڑ گیا تو اس بچے نے کہا کہ اے شیخ قیامت
کے روز کے قصاص سے نہیں ڈرتے تو آپ پر
غشی آگئی۔ جب ہوش آیا تو آپ سے کہا گیا کہ
اس کی بات نے آپکے دل پر کتنا اثر عظیم

فقال اخاف انه لقن وروئی
هو وابن المعتمر یتساران و
یبکیان فی المسجد فلما خرج
قیل له ما بالکما اکثرتما
البکاء قال ذکرنا الزمان و
غلبة اهل الباطل علی اهل
الخیر فکثر لذلک بکاءنا
وکان عند صلاته باللیل
یسمع وقع دموعه علی الحصیر
کانه المطر"

وکان اثر البکاء یری فی
عینیه وخدیه فرحمه الله"
ورضی عنه"

کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اسکو
تلقین کی گئی ہو۔ آپ کو اور ابن معتمر کو مسجد
میں سرگوشی کرتے ہوئے اور روتے ہوئے
دیکھا گیا جب آپ نکلے تو پوچھا گیا آپ لوگ
اتنی کثرت سے کیوں رو رہے تھے تو آپ نے
فرمایا کہ ہم زمانہ اور اہل باطل کا تذکرہ کر رہے
تھے کہ وہ اہل خیر پر غالب ہو گئے اور اسی لئے
ہمارا رونا زیادہ ہوا۔ اور رات کو جب آپ نماز
ادا فرماتے تو آپ کے آنسوؤں کے چٹائی پر
گرنے کی آواز اس طرح آتی جس طرح کہ بارش
کی آواز اور رونے کا اثر آپ کی آنکھوں اور
رخساروں پر دیکھا جاتا تھا پس اللہ
ان پر رحمت کرے اور ان سے راضی ہو۔

"الفصل السادس عشر فی حفظ لسانه عما لا یعنیه وعن السوء ما امکنه"

سولھویں فصل آپ کے اپنی زبان کو بیکار اور بری باتوں سے حتی الامکان بچانے کے بیان میں

قال له بعض مناظریه یا
مبتدع یا زندیق فقال غفر

آپ کے ساتھ آپ کے بعض مناظرہ کرنے
والوں نے کہا کہ اے بدعتی اور اے زندیق تو

الله لك الله يعلم مني خلاف
ما قلت واني ما عدلت به احدا
منذ عرفته ولا ارجوا الا عفوه
ولا اخاف الا عقابه ثم بكى
عند ذكر العقاب وسقط سريعًا[1]
ثم افاق فقال له الرجل اجعلني
في حل فقال كل من قال في شيئا
من اهل الجهل فهو في حل وكل
من قال في شيا مما ليس في من
اهل العلم فهو في حرج"
فان غيبة العلماء تبقى
شيا بعدهم وقال الفضيل
بن ركين كان هيوبا لا يتكلم
الا جوابا ولا يخوض فيما لا يعنيه
ولا يستمع اليه"
وقيل له اتق الله فانتفض
وطأطأ راسه ثم قال يا اخي
جزاك الله خيرا ما احوج الناس
كل وقت اعجابهم بما يظهر

آپ نے فرمایا کہ اللہ تیری مغفرت کرے اللہ
کے علم میں میرے بارے میں اسکے برخلاف
ہے جو تو نے کہا ہے اور جب سے میں نے اس کو
پہچانا ہے اس کے برابر کسی کو نہ گردانا اور
میں اسی کی معافی کا امیدوار ہوں اور میں
اسی کے عذاب سے ڈرتا ہوں پھر عذاب کے
ذکر سے رونے لگے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے
پھر ہوش آیا تو اس شخص نے کہا کہ مجھے معاف
کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ جس جاہل نے بھی میرے
بارے میں کچھ کہا اسے معاف ہے۔ اور ہر وہ
شخص جو اہل علم سے ہونے کے باوجود مجھ
میں وہ عیب بتاتا ہے جو درحقیقت نہیں
ہے وہ قصوروار ہے کیونکہ علماء کی غیبت
کرنا انکے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ فضل بن
دکین نے کہا کہ آپ بہت بارعب تھے جب
گفتگو فرماتے تو کسی کے جواب ہی کے لئے
فرماتے اور بیکار باتوں پر غور نہ کرتے اور
اور نہ ہی ایسی باتیں سنتے ان سے کہا گیا کہ
اللہ سے ڈریئے تو انہوں نے جھرجھری لی

[1] اصل نسخہ میں یہ لفظ سین سے ہے مگر صحیح صریعًا ہے۔ مترجم

علی السنتهم من العلم حتی
یرید والله تعالی باعمالهم
وانا اعلم ان الله عزوجل
یسالنی عن الجواب ولقد
حرصت علی طلب السلامة"
وکان ان ادخل علیه داخل
وقال کان کیت وکیت واکثر
قال له دع ما انت فیه ما تقول
فی کذا وکذا فیقطع علیه کلامه
ویقول ایاکم ونقل ما لا
یحبه الناس من حدیث الناس
عفا الله عمن قال فینا مکروها
ورحم الله من قال فینا جمیلا"
تفقهوا فی دین الله وذروا
الناس من حدیث الناس
وما قد اختاروا لانفسهم
فیحوجهم الله تعالی الیکم"
وقیل له ایهما افضل
علقمة او الاسود قال والله
ما ادری ان اذکرهما الا بالدعاء
والاستغفار اجلالا لهما فکیف

اور سر جھکایا اور فرمایا اے بھائی اللہ تمہیں
جزائے خیر عطا فرمائے لوگ ہر وقت ایسے
حضرات کے محتاج ہیں جو انکو یاد خدا دلائیں
ایسے اوقات میں جبکہ لوگ اپنی زبان پر
جاری ہونے والے علم پر تعجب کریں تاکہ
یاد الٰہی کے بعد وہ اپنے ہر عمل سے اللہ ہی
کی خوشنودی کا ارادہ کریں اور میں جانتا
ہوں کہ اللہ عزوجل مجھ سے جواب پوچھے
گا اور میں سلامتی کی طلب پر حریص ہوں
اور جب ان کے پاس کوئی شخص آتا اور
اور کہتا کہ ایسی ایسی بات ہوئی تو آپ فرماتے
کہ میاں یہ بات چھوڑو یہ بتاؤ کہ فلاں معاملہ
میں کیا کہتے ہو۔ یہ کہہ کر اس کی بات کو منقطع
فرماتے اور فرماتے کہ ایسی باتوں کے نقل
کرنے سے بچو جن کو لوگ ناپسند کرتے ہوں
اللہ تعالیٰ معاف کرے اس شخص کو جس نے
ہمارے بارے میں بری بات کہی اور اللہ
معاف کرے اس شخص کو جس نے ہمارے
بارے میں اچھی بات کہی اللہ کے دین میں
سمجھ پیدا کرو لوگوں کی باتوں کو اور لوگوں
کی پسندیدہ چیزوں کو چھوڑو تب اللہ انکو

افضل بینهما"
وقال ابن المبارك للثوری
ما ابعد ابا حنیفة من الغیبة
ما سمعته یغتاب عدواله قط"
قال والله هو اعقل من
ان یسلط علی حسناته ما یذهب
بها وقال شریك كان طویل الصمت
كثیر العقل والفقر قلیل
المجادلة للناس قلیل المحادثة
لهم"
وقال ضمیرة لم یختلف
الناس ان ابا حنیفة كان
مستقیم اللسان لم یذكر
احداً بسوء"
وقیل له الناس یتكلمون
فیك ولا تتكلم فی احد قال
هو فضل الله یؤتیه من یشاء"
وقال بكیر بن معروف
ما رایت رجلا احسن سیرة
فی امة محمد صلی الله علیه
وسلم من ابی حنیفة

تمہارا محتاج بنا دے گا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ علقمہ اور اسود میں سے کون افضل ہے تو آپنے فرمایا کہ میری حیثیت اسکے سوا کچھ نہیں کہ دونوں کو دعاء و استغفار سے یاد کروں تاکہ انکی تعظیم کا اظہار ہو تو اب میں ایک کو دوسرے پر فضیلت کیونکر دے سکتا ہوں؟ اور ابن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ غیبت سے بہت دور تھے ان کو اپنے دشمن کی غیبت بھی نہ کرتے سنا۔ آپنے فرمایا کہ وہ بہت عقلمند ہیں اپنی نیکیوں پر کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتے جو ان کی نیکیوں کو ختم کر دے شریک نے کہا کہ آپ خاموش طبع بہت عقلمند، سمجھ دار، لوگوں سے کم بحث کرنے والے اور کم بات کرنے والے تھے اور ضمرہ نے کہا کہ لوگوں کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ درست زبان تھے کسی کا ذکر برائی سے نہ کیا اور ان سے کہا گیا کہ لوگ آپ پر اعتراض کرتے ہیں اور آپ کسی پر اعتراض نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے اور بکیر بن معروف نے کہا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی شخص ابو حنیفہ سے بہتر میں نے نہیں دیکھا۔

"الفصل السابع عشر فی کرمہ"

وقال غیر واحد انہ کان اکرم الناس مجالسۃ و اکثرھم اکراماو مواساۃ لاصحابہ ولمن جلس الیہ ومن ثمۃ کان یزوج من احتاج وینفق علیہ ویرسل الی کل منھم قدر منزلہ ورایٔ علی بعض جلسائہ ثیابا رثۃ فامرہ ان یجلس حتی یتفرق الناس ثم قال لہ خذ ماتحت المصلیٰ فتجمل بہ فاذا ھو الف درھم وقال ابو یوسف کان لا یکاد یسئل حاجۃ الاقضاھا ولما ختم حماد ولدہ سورۃ الفاتحۃ اعطی المعلم خمسمائۃ درھم وفی روایۃ الف درھم" فقال ما صنعت حتی ارسل الی ھذا فاحضرہ واعتذر الیہ

سترھویں فصل آپ کے کرم کے بیان میں

ایک سے زائد حضرات کا کہنا ہے کہ آپ کی ہم نشینی تمام لوگوں سے زائد بزرگی والی تھی اور آپ سب سے زائد اپنے اصحاب اور ہم نشینوں کی غم خواری اور ان کا اکرام کرنے والے تھے اور اسی لئے محتاجوں کا نکاح کرا دیتے تھے اور ان پر خرچ کرتے تھے اور ہر شخص کی طرف اسکے مرتبے کے مطابق خرچ بھیجتے تھے آپ نے اپنے کسی ہم نشین کو پھٹے پرانے کپڑے میں دیکھا تو اسے حکم دیا کہ لوگوں کے چلے جانے تک بیٹھے رہیں پھر جب لوگ چلے گئے تو آپ نے فرمایا کہ جائے نماز کے نیچے جو کچھ ہے وہ لے لو اور اس سے صاف ستھرا لباس پہن کر اپنی حالت کو سنوارو اس نے جائے نماز کے نیچے جب دیکھا تو ایک ہزار درہم تھے اور ابو یوسف نے فرمایا کہ آپ سے جس حاجت کا سوال کیا جاتا تھا آپ اس کو پورا فرما دیتے تھے۔ اور جب آپ کے صاحبزادے حماد نے

وقال لا تستحقر ما علمت و
ولدی واللہ لو کان معنا اکثر
من ذلک لبعثتُ الیک تعظیما
للقرآن وکان یجمع ربح تجارتہ
التی یرسلھا الی بغداد من
السنۃ الی السنۃ فیشتری بھا
لشیوخ المحدثین حوائجھم
من محوقوت وکسوۃ ثم یدفع
الباقی الیھم فیقول انفقوا
فی حوائجکم ولا تحمدوا الا
اللہ تعالی فانی ما اعطیتکم من
مالی شیئا ولکن من فضل اللہ
یجریہ علی یدی"

وقال وکیع قال لی ابوحنیفۃ
ماملکت اکثر من اربعۃ آلاف
درھم منذ اربعین سنۃ الا
اخرجتہ ای الاکثر وانما
امسکت الاربعۃ لقول علی
کرم اللہ وجھہ الکریم اربعۃ
الاف ودونہ نفقہ "
ولولا ان اخاف ان احتاج

سورۂ فاتحہ ختم کی تو آپ نے استاد کو پانچ سو
درہم دیئے اور ایک روایت کے مطابق ایک
ہزار درہم دیئے تو استاد نے کہا کہ میں نے کیا کام
کیا جو انھوں نے اس قدر درہم بھیجے تو آپ نے
معلم کو بلایا اور معذرت کے بعد فرمایا کہ
جو کچھ آپ نے میرے بچے کو تعلیم دی ہے اس کو
حقیر نہ سمجھئے اگر میرے پاس اس سے زائد بھی
ہوتا تو قرآن کی تعظیم کے لئے وہ بھی دیدیتا
آپ اپنی اس تجارت کا نفع جمع فرماتے تھے
جو بغداد کی طرف بھیجتے تھے سال بہ سال
اور اس سے شیوخ اور محدثین کی ضروریات
کا سامان خرید فرماتے تھے مثلاً غذا، کپڑے
وغیرہ پھر باقی ماندہ نقد ان کی خدمت میں
پیش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو اپنی
ضروریات میں خرچ کیجئے اور اللہ ہی کی تعریف
کیجئے کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں
دیا ہے بلکہ اللہ کے اس فضل سے دیا
ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ وکیع نے کہا
کہ ابو حنیفہ نے مجھ سے کہا چالیس سال سے
میں چار ہزار درہم سے اکثر کا جب بھی
مالک ہوتا ہوں تو اس کا اکثر حصہ خرچ

الی هولاء ما امسکت منها درهما
واحدا وقال سفیان بن عیینه
کان ابوحنیفه کثیر الصدقة
وکان کل مایستفیده لایدع
منه شیئا الا اخرجه ولقد وجه
الیّ هدایا استوحشت من کثرتها
فشکوت ذلک لبعض اصحابه
فقال لو رایت هدایا بعث
بها الی سعید بن ابی عروبة
وما کان یدع احدا من
المحدثین الا برّه برّا واسعا»

وقال مسعر کان لایشتری
لنفسه وعیاله کسوة او فاکهة
اوغیرها الا اشتری قبل
ذلک لشیوخ العلماء مثل
ذلک

وقال ابو یوسف کان یغتم
لمن یشکره علی شئ اعطاه
ایاه ویقول اشکر الله تعالی
فانما هو رزق ساقه الله
الیک وکان یعولنی وعیالی

کر دیتا ہوں اور چار ہزار روک لیتا ہوں
کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے
کہ چار ہزار اور اس سے کم خرچ کے لئے ہے
اور اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں ان لوگوں کا
محتاج ہو جاؤں گا تو میں ان میں سے
ایک درہم بھی نہ روک رکھتا اور سفیان
بن عینیہ نے کہا کہ ابو حنیفہ بہت صدقہ
کرنے والے تھے اور جو کچھ فائدہ حاصل ہوتا
تھا اس میں سے کچھ نہ رکھتے تھے سب نکال
دیتے تھے اور میری طرف اتنے تحفے بھیجے کہ
میں انکی کثرت سے وحشت زدہ ہو گیا تو میں نے
انکے بعض اصحاب سے شکوہ کیا تو انھوں نے
بتایا کہ کاش آپ ان تحفوں کی طرف دیکھتے
جو وہ سعید بن ابی عروبہ کو بھیجتے تھے اور آپ
محدثین میں سے ہر ایک کے ساتھ بڑی فراخی
کے ساتھ احسان فرماتے تھے اور مسعر نے کہا
کہ آپ اپنے گھر والوں کے لئے کپڑا میوہ اور
اسکے علاوہ دیگر اشیأ خریدنے سے قبل شیوخ
علماً کیلئے خریدتے تھے ابو یوسف نے فرمایا کہ
اگر آپ کی عطا کردہ چیز پر کوئی شخص شکریہ
ادا کرتا تھا تو آپ غمگین ہوتے تھے اور فرماتے

عشر بن سنة"

وان قلت له ما رایت
اجود منک یقول کیف لو رایت
حمادا وما رائیت اجمع للخصال
المحمودة منه وکانوا یقولون
ابوحنیفة زینة الله بالعلم
والعمل والسخاء والبذل
واخلاق القرآن التی کانت
فیه"

وقال شقیق کنت معه فی
طریق فراٰه رجل فاختباء منه
واخذ فی طریق اخر فصاح به
فجاء الیه فقال له لم عدلت
عن طریقک قال لک علی عشرة
آلاف درهم وقد طال علی الوقت
واعسرت فاستحیت منک۔ فقال
سبحان الله بلغ بک الامر کل
هذا وهبته منک کله واشهدت
علی نفسی فلا تتوار واجعلنی
فی حل مما دخل فی قلبک منی"
قال شقیق فعلمت انه زاهدا

تھے کہ اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ یہ رزق اللہ نے
تمہارے لئے بھیجا ہے۔ ابو یوسف فرماتے تھے
کہ ابو حنیفہ نے میری اور میرے گھر والوں کی
بیس سال تک پرورش کی اور جب میں ان سے
کہتا تھا میں نے آپ سے زائد سخی نہ دیکھا تو فرماتے
کیوں؟ کاش تم حماد کو دیکھ پاتے ان سے زائد
خصال حمیدہ کا جامع میں نے کوئی نہ دیکھا
اور علماء کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کی زینت ہیں
علم، عمل، سخاء خرچ اور قرآنی اخلاق کے
لحاظ سے جو ان میں ہیں۔ اور شفیق نے کہا کہ
میں انکے ہمراہ راستے پر جا رہا تھا کہ ایک شخص
ان کو دیکھ کر چھپنے لگا۔ اور ان سے راستہ
بدل دیا تو آپ نے چیخ کر اسکو بلالیا اور دریافت
کیا تو نے راہ کیوں بدل دی کہا کہ آپکے دس
ہزار درہم میرے ذمہ ہیں اور مدت دراز
گذر گئی ہے اور میں تنگ دست ہو گیا ہوں
اسلئے میں آپ سے شرم کر رہا ہوں تو آپ نے
فرمایا سبحان اللہ معاملہ یہاں تک پہنچ چکا
ہے یہ سب درہم میں نے تجھے بخشدیئے اور
اپنے نفس کے خلاف گواہی دی تو اب تو مجھ
سے نہ چھپ اور مجھے معاف کر اس ڈر کی وجہ

على الحقيقة وقال الفضيل كان
ابوحنيفة معروفا بكثرة الافضال
وقلة الكلام واكرام العلم
واهله»

وقال شريك كان يغنى من
يعلمه وينفق عليه وعلى عياله
فاذا تعلم قال له لقد وصلت
الى الغنى الاكبر بمعرفة
الحلال والحرام»

وجلس ابراهيم بن عيينه
على اكثر من اربعة آلاف درهم
فاراد بعض اخوانه ان يجمع له
من الناس فلما صار لابى حنيفة
امره برد ما اخذه من الناس
وقضى عنه جميع دينه واهدى
اليه شخص شيئا فكافاه باضعافه
فقال له لو علمت انك تفعل
ذلك ما اهديت لك قال لا
تقل هذا فان الفضل لسابق
الم تسمع الى ما حدثنى به الهيثم
عن ابى صالح يبلغ به النبى صلى

سے جو میری طرف سے تیرے قلب میں داخل
ہوا شفیق فرماتے ہیں کہ تب میں نے جانا کہ یہ
فی الحقیقت زاہد ہیں اور فضیل نے کہا ابو
حنیفہ بکثرت انعام دینے. کم کلام کرنے علم اور
اہل علم کا اکرام کرنے میں مشہور تھے. شریک نے
کہا کہ آپ اس شخص کو بے نیاز کر دیتے تھے
جو آپ سے تعلیم حاصل کرتا تھا اور آپ اس پر
اور اسکے اہل وعیال پر خرچ فرماتے تھے
اور جب وہ علم حاصل کر لیتا تھا تو آپ
فرماتے تھے کہ تم بڑی مالداری کو پہنچ گئے
کہ تم کو حلال وحرام کی معرفت حاصل ہو گئی
اور ابراہیم بن عینیہ چار ہزار سے زائد درہم
کے قرض کی وجہ سے گھر میں بیٹھ رہے تو انکے
بعض ساتھیوں نے ارادہ کیا کہ لوگوں سے
ان کے لئے چندہ کریں جب ابو حنیفہ کو
انکے معاملہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حکم دیا
کہ جو کچھ لوگوں سے جمع کیا گیا ہے سب واپس
کر دیا جائے اور آپ نے ان کا تمام قرض چکا
دیا اور ایک شخص نے آپ کو کچھ چیز ہدیہ میں
دی تو آپ نے اس کو کئی گنا زائد ہدیہ میں دی
تو اس نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ

الله علیہ وسلم انہ قال من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجد واما تکافئونہ بہ فاثنوا علیہ فقال لہ ھذا الحدیث احب الی من جمیع ما املک»

ایسا کریں گے تو میں آپ کو ہدیہ نہ دیتا آپ نے کہا کہ ایسا نہ کہو کہ فضیلت سبقت لے جانے والے کو ہے کیا تم نے وہ حدیث نہ سنی جو مجھ کو ہثیم نے ابو صالح سے روایت کرتے ہوئے سنائی۔ اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی روایت کو پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تو تم اس کو جزاء دو اور اگر تمہارے پاس بدلہ دینے کو کچھ نہ ہو تو اس کی تعریف ہی کردو تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث میرے لئے میری تمام ملکیت سے زائد پسندیدہ ہے۔

"الفصل الثامن عشر فی زھدہ و ورعہ"

اٹھارھویں فصل انکے زہد و تقویٰ کے بیان میں

قال ابن المبارک قدمت الکوفۃ فسالت عن ازھد اھلھا فقالوا ابو حنیفۃ واراد شراء جاریۃ فمکث عشر سنین وفی روایۃ عشرین سنۃ یختار د یشاور من ای سبی سالم عن الشبھۃ یشتری ما رایت احدا اورع منہ ما تقدرون ان تقولوا فی رجل عرضت علیہ الا

ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا تو وہاں کے سب سے بڑے زاہد کے بارے میں سوال کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ابو حنیفہ ہیں۔ آپ نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ کیا تو دس سال تک رکے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ بیس سال تک رکے رہے اور مشورہ کرتے رہے کہ کون سے قیدیوں میں سے خریدیں جو شبہ سے خالی ہوں میں نے ان سے زائد متقی نہ دیکھا تم ایسے

موال العظیمۃ فینبذ ھا فضرب بالسیاط فعبد علی السراء و الضراء ولم یدخل فیما کان غیرہ یطلبہ ویتمناہ"

وقال مکی ابن ابراھیم جالست الکوفیین فلم ار فیھم اورع منہ"

وقال حسن بن صالح کان شدید الورع ھائبا للحرام تارکا للکثیر من الحلال مخافتہ الشبھۃ ما رایت فقیھا اشد منہ صیانۃ لنفسہ ولعلمہ وکان جھادہ کلہ الی قبرہ وقال النضر بن محمد ما رایت اشد ورعا منہ"

وقال یزید بن ھارون کتبت عن الف شیخ حملت عنھم العلم فما رایت فیھم اشد ورعا ولا احفظ لسانا منہ"

وقال الحسن بن زیاد واللہ ما قبل لاحد منھم

شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہو جس پر کثیر مال پیش کیا گیا ہو اور اس نے اسے پھینک دیا ہو پھر اسے کوڑوں سے مارا گیا ہو اور اس نے اللہ کی عبادت اچھی حالت اور بری حالت دونوں میں کی ہو اور ان دوسروں کی طرح طلب اور تمنا نہ کی ہو۔ اور مکی بن ابراہیم نے کہا کہ میں کوفہ والوں کے ہمراہ بیٹھا لیکن میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ متقی نہ دیکھا اور حسن بن صالح نے کہا کہ آپ سخت ورع والے تھے۔ حرام سے ڈرنے والے بہت سی حلال چیزوں کے چھوڑنے والے شبہ کی وجہ سے میں نے کوئی فقیہ اپنے نفس کی اور علم کی حفاظت کرنے والا ابو حنیفہ سے زائد نہ دیکھا۔ اور مرتے دم تک وہ جہاد کرتے رہے اور نضر بن محمد نے کہا کہ میں نے ان سے زائد متقی نہ دیکھا اور یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے ایک ہزار شیوخ سے لکھا جن سے میں نے علم حاصل کیا تو میں نے ان میں ابو حنیفہ سے زائد نہ تو کسی متقی کو پایا اور نہ ہی اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا

ای الامراء ونحوهم جائزة
ولا هدية وارسل لشريكه
متاعا فيه ثوب معيب يبيعه
يبتن مافيه من العيب
فباعه ولم يبين نسيانا و
جهل المشتري فلما علم ابو حنيفة
تصدق بثمن المتاع كله وكان
ثلاثين الف درهم وفاصل
شريكه"
وذكر وكيع انه كان جعل على
نفسه ان حلف بالله صادقا في
عرض كلام تصدق بدرهم
فحلف متصدق به ثم جعل
على نفسه ان حلف تصدق بدينار
وقال حفص صحبته ثلاثين
سنة فلم اره اعلن خلاف
ما أسر وكان ان ادخلت عليه
شبهة في شيء اخرجه من قبله[1]
ذلك ولو بجميع ماله"

تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ابو حنیفہ ہیں۔
اور حسن بن زیاد نے کہا بخدا آپ نے ان
میں سے کسی کا ہدیہ یا انعام قبول نہ کیا
اور آپنے اپنے ایک شریک کو کچھ سامان
بھیجا جس میں ایک معیوب کپڑا بھی تھا
جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس کو
بیچ دیں اور اس کا عیب ظاہر کر دیں۔
شریک نے اس کو بیچ دیا اور اس کا
عیب ظاہر کرنا بھول گیا اور خریدنے والا
اس عیب سے ناواقف رہا پس جب ابو حنیفہ کو
علم ہوا تو سب سامان کا صدقہ کر دیا اور
وہ تیس ہزار درہم تھا اور اپنے شریک
کو علیحدہ کر دیا اور وکیع نے ذکر کیا کہ آپنے
یہ عہد کر رکھا تھا کہ اثنائے گفتگو میں اگر
اللہ کی سچی قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ
کریں گے چنانچہ قسم کھائی اور ایک درہم
صدقہ کیا پھر عہد کیا کہ اگر اب قسم کھائی تو
ایک دینار صدقہ کریں گے۔ اور حفص نے
کہا کہ میں ابو حنیفہ کے ساتھ تیس سال

---

[1] اصل کتاب میں "قبل" ہی ہے لیکن صحیح عبارت غالباً "قبله" ہے اور اسی کے لحاظ سے ترجمہ ہے ۱۲ مترجم

وقال سھل بن مزاحم
کنا ندخل علیہ فلا یری فی
بیتہ الا البواری وقیل لہ تعرض
علیک الدنیا ولک عیال فقال
اللہ تعالیٰ للعیال وانما قوتی
انا فی الشھر درھمان فما جمعی
لمن یسئلنی اللہ تعالیٰ عن الجمع
لھم ان اطاعوہ وان عصوہ فان
رزق اللہ غادورائح علی الفریقین"
ثم قرأ وفی السماء رزقکم وما
توعدون وحج بعض اصحابہ
وخلف عندہ جاریۃ فغاب
اربعۃ اشھر فلما قدم قال
لہ کیف وجدتھا قال من قرأ
القرآن وحفظ علی الناس دینھم
یحتاج ان یصون نفسہ عن
الفتنۃ واللہ ما رائیتھا منذ خرجت
الی ان رجعت فسالھا عن اخلاقہ
فقالت ما رایت ولا سمعت مثلہ
ما رایتہ اغتسل فی لیل ولا نھار
من جنابۃ وما رائیتہ افطر بالنھار

تک رہا لیکن میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے
اس چیز کے خلاف ظاہر کیا ہو جو آپ کے
دل میں ہو اور جب ان کو کسی چیز کے
بارے میں شبہ پیدا ہوتا تھا تو آپ اپنے دل
سے اسکو نکال دیتے تھے اگرچہ اسکی خاطر
اپنا تمام مال ہی کیوں نہ خرچ کرنا پڑے
اور سہل بن مزاحم نے کہا کہ ہم آپ کی خدمت
میں آتے تو ان کے گھر میں بوریاں ہی بوریاں
دیکھتے آپ سے کہا گیا کہ آپ کے پاس دنیا آتی ہے
اور آپکے بال بچے ہیں (یعنی کچھ ان کے لئے
جمع کریں) تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اہل و عیال کو
کافی ہے اور میرے لئے مہینہ بھر کو دو درہم
کافی ہیں تو اب میں انکے واسطے کیوں جمع
کروں جنکے بارے میں اللہ مجھ سے سوال
کرے گا چاہے وہ اس کی اطاعت کریں
یا نافرمانی کریں کیونکہ اللہ کا رزق آنے
جانے والا ہے دونوں فریقوں پر پھر آپ نے
یہ آیت پڑھی "وفی السماء رزقکم وما تو
عدون" اور آپکے اصحاب میں سے کوئی
صاحب حج کو گئے۔ اور اپنی باندی کو آپ
کے پاس چھوڑ گئے۔ اور چار ماہ غائب رہے

قط"
وكان يأكل آخر الليل ثم
يرقد رقدة خفيفة ثم يخرج
للصلوٰة وجاءته امرأة بثوب
خز يبيعه لها بمائة فقال هو
خير من مائة بكم تقولين فزادت
مائة مائة حتى قالت اربعمائة
قال هو خير من ذلك قالت
تهزأ بي قال هاتي رجلا فجاءت
برجل فاشتراه بخمسمائة درهم
وقال لولا الخوف من الله تعالىٰ
ان يضيع العلم ما افتيت احدا
يكون لهم الهنا وعلى الوزر،
ولما جلس ببغداد في محنته الاخيرة
ارسل لولده "حماد" يقول يا بني
ان قوتي في الشهر درهمان فمرة
للسويق ومرة للخبز وقد جلست
فعجله لي واختلطت غنم الكوفة
بغنم مغصوبة فسأل كم تعيش
الغنم قالوا سبع سنين فترك
اكل لحم الغنم سبع سنين ورأى

جب واپس آئے تو پوچھا کہ آپ نے اس
باندی کو کیسا پایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس نے
قرآن پڑھا اور لوگوں پر ان کے دین کی
حفاظت کی تو اسے فتنہ سے بچنے کی ضرورت
ہے بخدا میں نے تو اس کو آپ کے جانے
کے بعد دیکھا بھی نہیں پھر اس باندی سے
آپ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا
گیا تو اس نے کہا کہ میں نے ان جیسا آدمی
نہ دیکھا نہ سنا نہ رات میں اور نہ دن میں
آپ نے جنابت کی وجہ سے غسل کیا اور میں نے
نہیں دیکھا کہ کبھی آپ نے دن میں افطار
کیا ہے رات کے آخری حصہ میں آپ کھانا
تناول فرماتے تھے پھر تھوڑی دیر سوتے
تھے پھر نماز کے لئے نکلتے تھے۔ آپ کے
پاس ایک عورت ریشمی کپڑا لائی اور کہا
کہ اسے ایک سو میں فروخت کر دیجئے تو
آپ نے کہا کہ یہ ایک سو سے بہتر ہے تو کتنے میں
کہتی ہے؟ تو وہ ایک ایک سو بڑھاتی گئی
حتی کہ چار سو تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا
کہ یہ اس سے بھی بہتر ہے۔ تو وہ عورت
کہنے لگی کہ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں آپ نے

تلك الایام بعض الجند اکل
لحما ورمی فضلتہ فی نھرالکوفۃ
فسأل عن عمر السمک فقیل لہ
کذا وکذا فامتنع من اکل السمک
تلک المدۃ "۔
وقال بعض أئمۃ اصحابنا
الشافعیۃ الاستاذ ابوالقاسم
القشیری فی باب التقوی فی
رسالتہ التی ھی اعظم کتب السادۃ
الصوفیۃ قدس اللہ ارواحھم
کان ابوحنیفۃ لا یجلس فی
ظل شجرۃ غریمہ ویقول کل
قرض جر منفعۃ فھو ربا ویروا
فقۃ قول یزید بن ھرون
ما رایت اورع منہ رایتہ
جالسا یوما فی الشمس عند باب
انسان فقلت لہ یا ابا حنیفۃ لو
تحولت الی الظل فقال لی علی صاحب
ھذہ الدار دراھم ولا احب
ان اجلس فی ظل فناء دارہ قال
یزید فای ورع اکثر من ھذا"

فرمایا کسی شخص کو بلالاؤ تو وہ ایک شخص کو
بلالائی اس شخص نے پانچ سو درہم میں
خرید لیا آپنے فرمایا کہ اگر مجھے اللہ سے یہ ڈر نہ
ہوتا کہ علم ضائع نہ ہوگا تو میں کسی کو فتویٰ نہ
دیتا لوگ خوش ہوتے رہیں اور مجھ پر عذاب
ہو۔ اور جب بغداد میں بیٹھے تو اپنے بیٹے حماد
کو پیغام بھیجا کہ اے میرے بیٹے میرا خرچ ۲
درہم ماہانہ ہے کبھی ستو کیلئے اور کبھی روٹی
کے لئے اور اب میں بیٹھ گیا ہوں تو جلد خرچ
بھیجدو اور کوفہ کی بھیڑ بکریاں مغصوبہ بھیڑ
بکریوں میں مل گئیں تو آپنے دریافت کیا کہ
بکری کتنی مدت تک زندہ رہتی ہے لوگوں نے
کہا کہ سات سال تو آپنے سات سال تک
بکری کا گوشت نہ کھایا اور انھیں دنوں
آپنے ایک فوجی کو دیکھا کہ اس نے گوشت
کھایا اور اس کا فضلہ کوفہ کی نہر میں پھینک
دیا تو مچھلی کی عمر کے بارے میں دریافت
کیا تو جواب ملا کہ اتنے اتنے سال زندہ
رہتی ہے تو اس مدت تک مچھلی کے
گوشت سے پرہیز کیا اور ہمارے استاد
ابوالقاسم قشیری اصحاب شافعیہ کے

وفی روایۃ انہ سئل لما امتنع من الظل فقال لی علی صاحب ھذہ الدار شیئ فکرھت ان استظل بظل حائطہ فیکون ذلک جر منفعۃ وما اری ذلک علی الناس واجبا ولکن العالم محتاج ان یاخذ لنفسہ من عملہ باکثر مما یدعو الخلق الیہ والاثار فی ورعہ کثیرۃ »

آئمہ میں ہیں اپنے اس رسالے کے باب التقویٰ میں جو سادات صوفیہ کی کتب میں بہت بڑی کتاب ہے کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ اپنے مقروض کے درخت کے سایہ میں نہ بیٹھتے تھے اور فرماتے کہ ہر وہ قرض جو منفعت پر مبنی ہو سود ہے اور اس قول کے موافق یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد متقی نہ دیکھا ایک روز میں نے ان کو کسی شخص کے دروازہ کے پاس دھوپ میں بیٹھا دیکھا۔ میں نے کہا اے ابو حنیفہ کیا اچھا ہوتا کہ سایہ میں آجاتے۔ تو فرمایا اس گھر والے پر میرے کچھ درہم چاہئیں اور میں پسند نہیں کرتا کہ اس کے گھر کے سایہ میں بیٹھوں یزید نے کہا اب اس سے بڑھ کر اور کونسا تقویٰ ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے سایہ میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایسا کیوں ہے تو آپ نے جواب دیا کہ اس گھر والے پر میرا کچھ چاہیئے تو میں اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنا برا سمجھتا ہوں کیونکہ یہ بھی منفعت حاصل کرنا ہو جائے گا اور میں یہ چیز لوگوں کے حق میں واجب نہیں سمجھتا ہوں لیکن عالم کو اس سے زائد عمل کرنا چاہیے جس کی طرف مخلوق کو دعوت دیتا ہے۔ اور ان کے ورع کے واقعات بہت منقول ہیں۔

"الفصل التاسع عشر في امانتہ"

قال رجل یا الشام للحکم بن هشام الثقفی اخبرنی عن ابی حنیفۃ قال کان اعظم الناس امانۃ واراده السلطان ان تتولی مفاتح خزائنہ او یضرب ظهره فاختار عذابہ علی عذاب اللہ تعالیٰ فقال ما رایت احدا یصفہ بمثل ما وصفتہ بہ قال هو واللہ کما قلت وقال وکیع کان ابو حنیفۃ عظیم الامانۃ وقال ابو نعیم والفضیل بن دکین کان ابو حنیفۃ حسن الدیانۃ

انیسویں فصل انکی امانت داری کے بیان میں

ایک شخص نے شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ مجھے ابو حنیفہ کے حالات بتلایئے تو انھوں نے کہا کہ وہ لوگوں میں بہت بڑے امانتدار تھے اور بادشاہ نے انکو حکم دیا کہ وہ اسکے خزانوں کی چابیوں کے متولی بن جائیں ورنہ وہ انکو مارے گا آپنے اللہ کے عذاب کے بجائے اس کی ایذا رسانی کو قبول فرمالیا تو اس شخص نے کہا آپنے جو حال ان کا مجھ سے بیان کیا ایسا کسی نے نہیں کیا تو انھوں نے کہا کہ بخدا وہ ایسے ہی تھے وکیع نے کہا ابو حنیفہ بہت بڑے ایماندار تھے اور ابو نعیم اور فضیل بن دکین نے کہا کہ ابو حنیفہ اچھی دیانت اور بڑی امانت والے تھے۔

"الفصل العشرون في وفور عقلہ"

روی الخطیب عن ابن المبارک ما رایت رجلا اعقل

بیسویں فصل انکی بہت زائد عقلمندی کے بیان میں

خطیب نے ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ میں نے کوئی شخص ان سے زائد عقلمند

منہ "

وعن هٰرون الرشيد انه
ذكره عنده يوما فترحم عليه
وقال كان ينظر بعين عقله
ما لا يراه غيره بعين راسه
وعن علي بن عاصم قال لو وزن
عقل ابي حنيفة بعقل نصف
اهل الارض لرجح بهم"

وعن محمد بن عبد الله
الانصاري كان يتبين عقله
في منطقه وفعله ومشيه ومدخله
ومخرجه"

وعن خارجه لقيت الفا من
العلماء فوجدت العاقل منهم
ثلاثة او اربعة فذكره في الثلاثة
او الاربعة وعن يزيد بن هٰرون
ادركت الناس فما رايت احدا
اعقل ولا افضل ولا ع
من ابي حنيفة"

وقال ابو يوسف ما رايت
احدا اكمل عقلا ولا اتم

نہ دیکھا۔ اور ہارون رشید سے مروی ہے کہ
ایک روز ابو حنیفہ کا ذکر ان کے پاس ہوا
تو انھوں نے آپ کے لئے دعائے رحم کی
اور کہا کہ وہ اپنی عقل کی آنکھوں سے وہ
کچھ دیکھتے تھے جو لوگ اپنے سر کی آنکھوں سے
دیکھتے ہیں کہا اگر ابو حنیفہ کی عقل کا نصف
اہل زمین کی عقل سے ملا کر موازنہ کیا جائے
تب بھی ابو حنیفہ کی عقل غالب آجائے گی۔
محمد بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ
آپ کی عقلمندی آپکی گفتار ورفتار اور آمدو
رفت ہی میں ظاہر ہو جاتی تھی اور خارجہ
سے مروی ہے کہ میں ایک ہزار علمائے سے
ملا تو ان میں عقلمند تین یا چار پائے اور
تین یا چار میں انھوں نے ابو حنیفہ کا
ذکر کیا اور یزید بن ہارون سے مروی ہے
کہ میں نے بہت لوگوں کو دیکھا مگر میں نے
ابو حنیفہ سے زائد عاقل، افضل اور متقی نہ
دیکھا اور ابو یوسف نے کہا کہ میں نے کسی
کو ابو حنیفہ سے زائد عاقل اور بامروت نہ
دیکھا۔ اور یحیٰی بن معین نے کہا کہ ابو حنیفہ
بہت عقلمند تھے اس لئے جھوٹ نہیں

مروءة من ابی حنیفة"
وقال یحییٰ بن معین
کان ابوحنیفة اعقل من ان
یکذب ماسمعت احدا یصفه
ویذکره بمثل ماکان ابن المبارک
یصفه ویذکره به من الخیر"
وذکر حماد ابنه عنه انه
احتبیٰ بثوبه فی المسجد فسقط
فی حجره من السقف حیة
عظیمة فلا والله ماتخلخل ولا
تحول من مکانه ولا تغیر ثم
قال لن یصیبنا الا ما کتب
الله لنا واخذها بیده الیسریٰ
فرماها بها عنه"
وقال الشافعی رحمه الله ما
قامت النساء عن رجل اعقل
من ابی حنیفة وقال بکر بن جلیش لوجمع عقله وعقل
اهل زمنه لوجح عقله علی عقولهم"

بولتے تھے میں نے کسی کو ابوحنیفہ کے اوصاف
اس طرح بیان کرتے ہوئے نہ پایا جیسا کہ
ابن مبارک انکے اوصاف بیان کرتے تھے
اوران کو خیر کے ساتھ یاد رکھتے۔ اور انکے
بیٹے حماد نے ان سے ذکر کیا کہ وہ ایک کپڑے
سے احتباء کئے ہوئے مسجد میں بیٹھے تھے کہ
چھت سے ایک سانپ آپکی گود میں آگرا
تو بخدا نہ تو آپنے کچھ خلل پیدا کیا اور نہ ہی
اپنے مقام سے ہٹے اور نہ کچھ تغیر ہوا پھر
فرمایا کہ ہم کو تو وہی مصیبت پہنچے گی جو
اللہ نے ہمارے حق میں لکھدی ہے اور
اس کو اپنے الٹے ہاتھ سے پکڑ کر پھینک دیا
اور امام شافعی نے کہا کہ کسی عورت نے ابو حنیفہ سے
زائد عقلمند نہیں جنا اور بکر بن جیش نے
کہا کہ اگر انکی عقل اور ان کے زمانے والوں
کی عقل جمع کی جاتی تو ان کی غالب آجاتی۔

الفصل الحادی والعشرون فی فراستہ

منھا انہ قال لجماعۃ من اصحابہ امورا ستقع لھم فکان کما قال منھم زفر ومنھم داود الطائی" قال لہ انت تتخلی للعبادۃ ومنھم ابو یوسف قال لہ انت تمیل الی الدنیا فکان کما قال وقال اذا رایت الرجل طویل الرأس فاعلم انہ احمق' وقیل لہ کیف رایت علماء المدینۃ قال ان افلح منھم احد فالا شقر الازرق یعنی مالک بن انس"

ولقد بر وصدق فی فراستہ کان مالکا بلغ من العلم والفلاح مالم یلحقہ احد من اھل المدینۃ فی عصرہ وقال اذا رایت احدا اجید الحفظ فاستمسک

اکیسویں فصل انکی سمجھ داری کے بیان میں

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپنے اپنے اصحاب کی جماعت سے چند امور کی پیش گوئی کی تو وہ ویسے ہی ثابت ہوئے ان میں سے زفر ہیں اور ان میں سے داؤد طائی ہیں آپنے ان کے لئے کہا کہ تم عبادت کے لئے فارغ رہو گے اور ان میں سے ابو یوسف ہیں کہا کہ تم دنیا کی طرف مائل ہو جاؤ گے تو ایسا ہی ہوا جیسا کہ فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب لمبے سر والے آدمی کو دیکھو تو سمجھو کہ احمق ہے۔ آپسے کہا گیا کہ آپ نے علماء مدینہ کو کیسا پایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی کامیاب ہوگا تو وہ سرخ نیلگوں ہے آپ کی مراد مالک بن انس سے تھی اور بلاشبہ آپ اپنی فراست میں سچے نکلے کیونکہ مالک علم وفلاح میں اس مقام پر پہنچے جس پر انکے ہمعصر علماء میں سے کوئی نہ پہنچا اور آپنے فرمایا کہ جب کسی اچھے حافظہ والے کو دیکھو تو اس کی یادداشت سے بچو۔ اور لمبی داڑھی والے

بجمعه واذا رایت انساناً طویل
اللحیة فاستمسك بجمعه واذا
رایت طویلاً عاقلاً فاستمسك
به فانه قلما تجد طویلاً عاقلاً"
ولما حمل سفیان الثوری
ومسعر وابو حنیفة وشریك
الی المنصور قال لهم ابو حنیفة
اخمن فیکم تخمینا اما انا فاحتال
لنفسی واما سفیان فیهرب من
الطریق واما مسعر فیجنن نفسه
واما شریك فیقع فلما ساروا فی
الطریق قال سفیان ارید ان
اتبرز فخرج معه الجندی فصار
الی الحائط فجلس خلفه فمرت
سفینة شوك فقال لهم ان
هذا الذی خلف الحائط یرید
ان یذبحنی فقالوا ادخل السفینة
فدخل وغطوه بالشوك فمر
علی الجندی فلم یره فلما ابطأ نا
داه یا ابا عبد الله فلم یجبه
فجاءه فلم یره فرجع الی صاحبه

کی حماقت سے بچو اور جب لمبے عقلمند انسان کو
دیکھو تو اس سے بچو کیونکہ تم کسی لمبے آدمی کو
بہت ہی شاذونادر عقلمند پاؤ گے اور جب
سفیان ثوری مسعر اور شریک اور ابو حنیفہ
کو منصور کی طرف لے جایا گیا تو ابو حنیفہ نے
ان سے کہا میں تم سب کے بارے میں اندازہ
لگاتا ہوں۔ میں تو اپنے لئے کوئی تدبیر نکال
لوں گا اور سفیان راستہ سے بھاگ جائیں گے
اور مسعر اپنے آپ کو دیوانہ بنالیں گے اور
شریک جال میں پھنس جائیں گے۔ جب
راستہ میں چلے تو سفیان بولے میں جنگل میں
قضائے حاجت کو جانا چاہتا ہوں تو آپ کے
ساتھ ایک سپاہی ہولیا۔ آپ ایک باغ میں
چلے گئے اور اس کے پیچھے جا بیٹھے اتنے میں
اس طرف سے کانٹوں سے بھری ہوئی ایک
کشتی گذری تو آپ نے کہا جو شخص اس باغ کے
پیچھے ہے وہ چاہتا ہے کہ مجھ کو ذبح کر ڈالے
تو کشتی والوں نے کہا کہ کشتی میں آجاؤ آپ
کشتی میں داخل ہو گئے اور کشتی والوں نے
ان کو کانٹوں سے ڈھک دیا پھر آپ کا گذر
پر سپاہی پر ہوا اس نے آواز دی اے ابو عبداللہ

فضربه وشتمه فلما دخل الثلاثة
على المنصور بادر اليه مسعر
فصافحه وقال كيف حالك يا
امير المومنين وكيف جواريك
وكيف دوابك تولينى يا امير المومنين
القضاء فقال رجل على راسه
هذا المجنون قال صدقت اخرجوه
فخلى سبيله فدعا ابا حنيفة
فجاء فقال يا امير المومنين انا
النعمان بن ثابت بن مملوك
خزاز واهل الكوفة لا يرضون
ان يلى عليهم ابن مملوك خزاز
قال صدقت فذهب شريك
يتكلم فقال اسكت فما بقى
احد غيرك خذ عهدك
فقال يا امير المومنين ان فى
نسيانا فقال عليك بمضيغ اللبان
قال وبى خفة قال نضع لك
الفالوذج تأكل قبل ان تجلس
فى مجلس الحكم قال انى احكم
على الصادر والوارد قال احكم

تو جواب نہ دیا لیکن اس نے آپ کو نہ دیکھا
چنانچہ وہ اپنے ساتھی کے پاس لوٹ آیا اور
اس نے اس کو مارا پیٹا اور گالیاں دیں پھر جب
تینوں منصور کے دربار میں پہنچے تو مسعر نے
بڑھ کر منصور سے مصافحہ کیا اور کہا اے
امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے اور آپ کی
باندیوں کا کیا حال ہے۔ اور آپ کے
جانوروں کا کیا حال ہے اے امیر المومنین
مجھے عہدہ قضا دیدیجئے تو ایک شخص جو منصور
کے سر کے پاس کھڑا تھا بولا اے امیر المومنین
یہ دیوانہ ہے منصور نے کہا کہ تم نے سچ کہا
اس کو نکال دو چنانچہ ان کو چھوڑ دیا گیا
پھر ابو حنیفہ کو طلب کیا تو وہ آئے اور کہا
اے امیر المومنین میں نعمان بن ثابت ہوں
ریشم فروش غلام کا لڑکا ہوں اور اہل کوفہ
اس پر راضی نہیں کہ کسی ریشم فروش غلام کا
لڑکا ان پر حاکم ہو منصور نے کہا کہ سچ کہتے ہو
اب شریک گفتگو کرنے لگے تو منصور بولا کہ
خاموش رہو اب تمہارے سوا کوئی باقی نہ بچا
اپنا عہدہ سنبھالو تو شریک نے کہا کہ اے
امیر المومنین مجھے بھول کی عادت ہے منصور

ولو علی ولدی قال افعل فکان
کما ذکرا بو حنیفة ومر علیه
بالمسجد رجل فتفرس فیه
انہ غریب فی کمہ حلاوة ومعلم
صبیان فکان کذلک فسئل فقال
رأیتہ ینظر یمنیا وشمالا وکذلک
الغریب ورأیت الذباب علی
کمہ ورأیتہ ینظر للصبیان»

بولا کہ دودھ پیا کرو آپ نے کہا کہ مجھے کچھ
ہلکا پن ہے منصور نے کہا کہ ہم آپ کے لئے
فالودہ تیار کرا دیں گے تاکہ عدالت کی
مجلس میں بیٹھنے سے قبل کھا لیا کرو
آپ نے کہا کہ میں ہر آنے جانے والے
کے خلاف فیصلہ دیتا ہوں تو منصور بولا
کہ آپ کا فیصلہ خواہ میرے لڑکے کے خلاف
ہو تو آپ نے کہا بہت اچھا چنانچہ ایسا
ہی ہوا جیسا کہ ابو حنیفہ نے فرمایا تھا۔ ایک شخص آپ کے پاس سے مسجد میں سے گزرا تو
آپ نے اپنی فراست سے پہچانا کہ یہ مسافر ہے اور اس کی آستین میں کچھ میٹھی چیز ہے
یہ بچوں کو پڑھانے والا ہے چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ معاملہ ایسا ہی ہے آپ سے سوال
کیا گیا کہ آپ نے کیسے پہچانا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ وہ دائیں بائیں دیکھ
رہا تھا یہی حال ایک مسافر کا ہوتا ہے اور میں نے مکھی دیکھی کہ وہ اس کی آستین پر بیٹھتی
ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ بچوں کو دیکھ رہا ہے۔

"الفصل الثانی والعشرون والثالث والعشرون فی عظیم ذکائہ واجوبتہ المسکتۃ عن الاسئلۃ المبہمۃ"

من ذلک ان رجلاً ممن یکرھہ سالہ ماتقول فی رجل لا یرجو الجنۃ ولا یخاف من النار ولا یخاف اللہ تعالیٰ ویاکل المیتۃ ویصلی بلا رکوع ولا سجود ویشھد بما لا یری ویبغض الحق ویحب الفتنۃ ویفر عن الرحمۃ ویصدق الیھود والنصاریٰ فقال ألک بھذا علم" قال لا ولکن لم اجد شیئاً ھو اشنع من ھذا فسالتک عنہ

فقال ابو حنیفۃ لاصحابہ ما تقولون فی ھذا الرجل قالوا شر رجل ھذہ صفۃ کافر"

بائیسویں اور تیئیسویں فصل آپ کی عظیم ترین سمجھ داری اور آپ کے مسکت جوابات کے بیان میں مبہم سوال سے

ان واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص جو آپ کو ناپسند کرتا تھا ان سے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جو نہ تو جنت کی امید رکھتا ہے اور نہ ہی جہنم سے ڈرتا ہے اور مردار کھاتا ہے اور نماز بلا رکوع سجود کے پڑھتا ہے اور بلا دیکھے گواہی دیتا ہے۔ حق سے دشمنی رکھتا ہے اور فتنہ کو پسند کرتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے اس کا علم ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن میرے نزدیک اس سے زائد بری کوئی چیز نہیں اس لئے میں نے آپ سے سوال کیا۔ تو ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ یہ

فتبسم وقال هو من اولیاء اللہ تعالیٰ حقا ثم قال للرجل ان انا اخبرتك انه کذا لك تکف عنی لسانك وعن الحفظة مایضرك قال نعم قال هو یرجو رب الجنة" ویخاف رب النار ولا یخاف اللہ تعالیٰ ان یجور فی عدله وسلطانه ویاکل میتة السمك ویصلی علی الجنازة او علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ومعنی شهادته بما لا یریٰ انه یشهد ان لا اله الا اللہ وان محمد اعبده ورسوله ویبغض الحق الذی هو الموت لیطیع اللہ تعالیٰ والفتنة المال والولد ورحمة المطر ویصدق الیهود فی قولهم لیست النصاریٰ علی شئ والنصاریٰ فی قولهم لیست الیهود علی شی فقام الرجل وقبل راسه وقال اشهد انك علی الحق"

برا شخص ہے یہ صفت تو کافر کی ہے تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ اللہ کے سچے اولیائے ہے۔ پھر آپنے اس شخص سے کہا کہ اگر میں تمہیں اس کے بارے میں یہ بتاؤں کہ وہ ایسا ہے تو تو اپنی زبان کو مجھ سے روک لے گا؟ اور کراماً کاتبین سے ضرر دینے والی چیز سے روک لے گا۔ اس نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنت کے رب کی تمنا کرتا ہے اور جہنم کے رب سے ڈرتا ہے اور اللہ سے اس بارے میں نہیں ڈرتا کہ وہ اپنے عدل اور بادشاہت میں اس پر ظلم کرے گا اور مردہ مچھلی کھاتا ہے اور نماز جنازہ پڑھتا ہے اور بلا دیکھے شہادت دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ حق یعنی موت کو ناپسند کرتا ہے تاکہ اللہ کی اطاعت کرے اور فتنہ مال اور اولاد ہے اور رحمت بارش ہے اور یہودی کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ کسی چیز پر نہیں اور نصاریٰ کی اس چیز میں تصدیق کرتا ہے کہ یہودی کسی چیز پر نہیں یہ سن کر

ولما مرض ابو یوسف قال
ابو حنیفۃ لئن مات ھذا الغلام
لم یخلفہ احد علی وجہ الارض
فلما عوفی اعجب بنفسہ وعقد لہ
مجلسا فی الفقہ فانصرفت وجوہ
الناس الیہ فلما بلغ ابا حنیفۃ
ذلک قال لبعض من عندہ
اذھب الی مجلس یعقوب وقل
لہ ما تقول فی قصار دفع الیہ
رجل ثوبا لیقصرہ بدرھمین
ثم طلب ثوبہ فانکرہ القصار
ثم عاد لہ وطلبہ فدفعہ لہ
مقصورا أ لہ اجرۃ فان قال
نعم قل لہ اخطأت او لا
قل لہ اخطأت فسار الیہ الرجل
فسالہ فقال نعم لہ اجرۃ فقال
لہ اخطأت فنظر ساعۃ فقال لا
فقال اخطأت فقام من ساعتہ
لابی حنیفۃ فلما رآہ قال ما
جاء بک الا مسئلۃ القصار
قال اجل قال سبحان اللہ من

وہ شخص اٹھا اور اس نے آپ کے سر کو بوسہ دیا اور
کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں۔
اور جب ابو یوسف بیمار ہوئے تو ابو حنیفہ نے
کہا کہ اگر یہ لڑکا مر گیا تو زمین پر اس کا کوئی
جانشین نہ بن سکے گا۔ جب وہ صحت مند
ہوئے تو اپنے دل میں خوش ہونے لگے اور
اپنے لئے فقہ کی ایک مجلس مرتب کی چنانچہ
اس میں بہت چیدہ چیدہ اعلیٰ قسم کے لوگ
شریک ہونے لگے۔ جب ابو حنیفہ کو اسکی
اطلاع پہنچی تو آپ نے کسی شخص سے کہا کہ یعقوب
کی (ابو یوسف کا نام) مجلس میں جاؤ اس سے
دریافت کرو کہ تم اس دھوبی کے بارے
میں کیا کہتے ہو جسکے پاس کوئی شخص ایک
کپڑا دو درہم میں دھلوانے کو لایا ہو پھر اس
نے اپنے کپڑے کا مطالبہ کیا ہو تو دھوبی نے
انکار کر دیا ہو پھر دوبارہ لوٹ کر وہ شخص آیا
ہو اور اس نے دھوبی سے مطالبہ کیا ہو اور
دھوبی نے وہ کپڑا دھلا ہوا اس کو واپس کر دیا
ہو کیا اس دھوبی کو اجرت دی جائے گی۔
اب اگر وہ کہیں کہ ہاں تو کہنا یہ بھی آپ نے
غلطی کی اور اگر کہیں کہ نہیں تو کہنا یہ بھی غلط

قعد یفتی الناس وعقد لنفسه
مجلسا یتکلم فی دین الله تعالیٰ
وهذا قدره لا یحسن ان
یجیب فی مسئلة من الاجارات
فقال علمنی قال ان کان قصره
بعد ما غصبه فلا اجرة له
لانه انما قصره لنفسه او
قبل غصبه فله الاجرة لانه
قصره لصاحبه وحضر مع العلماء
ولیمة رجل زوّج ابنتیه من
اخوین فخرج الولی وهو یقول
اصبنا مصیبة عظیمة غلطنا
فزفت الی کل واحد غیر امراته
واصابها قال سفیان لا بأس
بذلک کما حکم به علی کرم
الله وجهه فی ذلک بعینه کان
معاویة وجه الیه فیها فقال
اری ان علی کل المهر بما اصاب
من المراة وترجع کل الی
زوجها فاستحسن الناس منه
ذلک وابو حنیفة ساکت فقال

تو ابو یوسف نے کہا کہ ہاں اسے اجرت ملنی
چاہیئے تو اس شخص نے کہا کہ غلط تو پھر آپنے
تھوڑی دیر دیکھ کر کہا کہ نہیں تو اس شخص
نے کہا کہ یہ بھی غلط تو آپ اسی وقت اٹھے
اور ابو حنیفہ کی طرف چل دیئے ابو حنیفہ نے
دیکھتے ہی کہدیا کہ تم کو دھوبی والا مسئلہ لایا
ہوگا انھوں نے کہا کہ ہاں۔ آپنے کہا کہ سبحان اللہ
جو لوگوں کو فتویٰ دینے بیٹھا ہوا اور اپنے لئے
مجلس لگائی ہو کہ اللہ کے دین میں کلام کرے
اور اس کا حال یہ ہو کہ اجارات کے ایک مسئلہ
کا جواب نہ دے سکے۔ تو ابو یوسف بولے کہ
آپ سکھا دیجئے آپنے فرمایا کہ اگر اس نے
غصب کے بعد دھویا تھا تو اجرت نہیں
ملے گی کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا اور
اگر غصب سے پہلے دھویا تھا تو اجرت ملے گی
کیونکہ اس نے مالک کے لئے دھویا تھا۔
آپ علماء کے ساتھ ایک ایسے شخص کی دعوت
میں گئے جس نے اپنی دو بیٹیاں دو بھائیوں
سے بیاہ دی تھیں تو ولی نکاح آیا اور ان سے
کہا کہ ہم بہت بڑی مصیبت میں پڑ گئے
غلطی سے ہر ایک کے پاس دوسرے کی بیوی

له مسعر قل فيها قال سفيان
وما عسى ان يقول فيها خلاف
هذا فقال ابو حنيفة علي
بالغلام مين فاحضرا فقال
لكل واحد منهما اتحب
ان تكون عندك التي زفت
اليك قال نعم قال لكل واحد
منهما فما اسم امراتك التي
عند اخيك قال هي فلانة
قال قل هي طالق مني ثم زوج
كل التي مسها وامرهم بتجديد
عرس آخر فعجب الناس من
فتياه بذلك حتى قام مسعر
فقبله وقال تلوموني على حبه
وسفيان ساكت لا يقول شيئاً

چلی گئی اور اس نے جماع کر لیا۔ سفیان نے کہا کہ اس میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ حضرت علیؓ نے بعینہ ایسے مسئلہ میں حکم کیا تھا جبکہ معاویہؓ نے اس قسم کا مسئلہ ان سے پوچھ بھیجا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میری رائے میں ہر شخص پر عورت سے جماع کرنے کے باعث مہر ہے اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس چلی جائے گی لوگوں نے سفیان کی اس رائے کو پسند کیا اور ابو حنیفہ خاموش رہے مسعر نے ان سے کہا کہ آپ بھی بولئے تو سفیان نے کہا کہ اب یہ اس کے برخلاف کیا کہہ سکیں گے؟ تو ابو حنیفہ نے کہا کہ میرے پاس دونوں لڑکے لاؤ (دولہا) تو دونوں لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ہر ایک سے کہا کہ کیا تم اس عورت کو پسند کرتے ہو جو رات کو تمہارے پاس رہی تو اس نے کہا کہ ہاں تو پھر آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تمہاری اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس ہے کہا کہ اس کا نام فلاں ہے آپ نے فرمایا کہ کہدو کہ اس کو طلاق ہے پھر آپ نے ہر ایک سے اسی کا نکاح کر دیا جس سے اس نے جماع کر لیا تھا اور ان لوگوں کو نئی دعوت کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے آپ کے اس فتوے پر تعجب کیا حتی کہ مسعر کھڑے ہوئے اور انھوں نے آپ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے لوگو تم مجھ کو اس کی محبت پر ملامت کرتے ہو اور سفیان مہر بہ لب خاموش کھڑے تھے

"تنبيه"

ماحكم به سفيان عن
علي كرم الله وجهه لا ينافي
ماحكم به ابو حنيفة بل
كلا الحكمين حق فاما وجه
ماحكم به سفيان فهو ان
هذا الوطء بشبهة وهو
بشبهة وهو يجب فيه المهر
ولا يرفع النكاح واما وجه
ماحكم به ابو حنيفة فهو
ان الحكم وان كان كما
قاله سفيان لكن ربما ترتبت
عليه مفسدة اى مفسدة
لان كلا لو رجعت الى
زوجها وقد وطئها الاخر
واطلع على محاسنها الباطنة خشى
ان تكون نفسه متعلقة بها
وانه لا يسلو عنها بل يزداد
تعلقه بها اذا اخذت منه و
صارت تحت غيره فاقتضت
الحكمة الظاهرة التى الهمها

تنبیہ

جو فیصلہ سفیان نے علی کرم اللہ وجہہ کا
منقول کیا وہ ابو حنیفہ کے منافی نہیں بلکہ
دونوں حق ہیں۔ سفیان کے فیصلہ کی وجہ یہ
ہے کہ یہ وطی شبہ میں ہوئی اور اس میں مہر
واجب ہے اور اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا
اور ابو حنیفہ کے فیصلہ کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ
فیصلہ تو وہی تھا جو سفیان نے کیا تھا لیکن
اس میں فساد عظیم کا خطرہ تھا کیونکہ ان میں
سے اگر ہر ایک اپنے شوہر کے پاس لوٹ کر
آتی اور حالانکہ اس سے دوسرا وطی کر چکا ہوتا
اور اس کے پوشیدہ محاسن پر مطلع ہو چکا ہوتا
تو خطرہ تھا کہ اس کا دل اس سے لگ جاتا اور
وہ اس کو نہ بھلا سکتا بلکہ جب وہ اس سے
لے لی جاتی تو اس کا تعلق مزید بڑھ جاتا تو
ظاہری حکمت (جو اللہ نے ابو حنیفہ کو الہام
فرمائی اور جس پر ان کو مطلع کیا کہ اگر سفیان
کے فتوی پر دونوں رہیں تو فتنہ میں پڑجانے
کا خطرہ تھا) نے تقاضا کیا کہ ہر شخص اپنی
بیوی کو طلاق دیدے جس سے دوسرے نے
وطی کی ہے اور عدت کی حاجت نہیں کیونکہ

الله تعالیٰ لابی حنیفة واطلعه
علی مایخشی وقوعه من الفساد
لو بقیتا علی فتوی سفیان ان
یحکم بطلاق کل زوجته التی و
طئها غیره وان یتزوج کل
من وطئها ولایحتاج لعدة لان
لصاحب عدة وطء الشبهة ان
یعقد بالموطوأة فیها ولاجل
هذه المصلحة الظاهرة التی لا
ینکرها احد سکت سفیان علی
فتوی ابی حنیفة واستحسنها
الناس منه حتی قبله مسعر اجلها
وکان فی جنازة ابن هاشمی سید
فیها وجوه اهل الکوفة وعلماء
هم فبرزت امه کاشفة راسها
ووجهها والقت علیه ثوبها من
شدة وجدها فحلف زوجها
بالطلاق لترجعین وحلفت
بعتق ما لیکها ان لا ترجع
حتی یصلی علیه فوقف الناس
ولم یتکلم فیها احد فسال

شبہ سے وطی کرنے والے کو حق ہے کہ موطوءہ سے
اس عدت میں نکاح کرے اور اسی ظاہری
مصلحت کی وجہ سے جس کا کوئی بھی انکار
نہیں کرسکتا سفیان ابو حنیفہ کے فتوے
پر خاموش رہے اور لوگوں نے ان کے اس
فتوی کو اچھا سمجھا حتیٰ کہ مسعر نے اس وجہ
ان کا بوسہ لیا اور ایک ہاشمی سید کے لڑکے
کے جنازہ میں شرفاء کوفہ اور علماء کوفہ شریک
تھے تو اس کی ماں اپنا سر اور چہرہ کھولے
ہوئے نکلی اور اپنے کپڑے اس لڑکے پر
شدت غم سے ڈالدیئے تو اس کے شوہر نے
کہا کہ تو واپس چلی جا ورنہ طلاق دیدوں گا
اور اس نے کہا کہ میں ہرگز واپس نہ جاؤں گی
ورنہ میرے غلام آزاد ہو جائیں حتیٰ کہ اس
پر نماز پڑھی جائے۔ لوگ ٹھہر گئے اس کے
بارے میں کسی نے کچھ بات نہ کی تو اسکے
والد نے ابو حنیفہ سے مسئلہ دریافت کیا
تو آپنے دوبارہ اس سے اور اس عورت سے
قسم کھانے کا مطالبہ کیا پھر والد کو حکم دیا
کہ نماز پڑھائیے پھر عورت سے کہا کہ اب
واپس چلی جا تو ابن شبرمہ نے کہا کہ اے

والده اباحنيفة فاستعاد منه
ومنها حلفهما ثم امره بالصلوٰة
عليه ثم امرها بالرجوع فقال
له ابن شبرمة عجزت النساء
ان يلدن مثلك ماعليك فى
العلم كلفة"

وساله رجل عن فتح خوخة
فى حائطه فقال افتح ماشئت
ولا تطلع على جارك وشكاه
الى ابن ابى ليلى فمنعه فعاد الى
ابى حنيفة فقال له افتح فيه
بابا فمنعه ابن ابى ليلى ايضا فعاد
الى ابى حنيفة فقال كم قيمة
حائطك قال ثلاثة دينار فقال
اهدمه ولك على الثلاثة فجاء
ليهدمه فرفعه جاره الى ابن
ابى ليلى فقال يريد هدمه
حائطه وتسالنى ان امنعه
اذهب فاهدمه واصنع ماشئت
فى جدارك فقال له الجار كان
فتح الخوخة اهون على قال اذا

ابوحنیفہ تجھ جیسا جننے سے عورتیں عاجز ہیں
تم پر علمی باتوں میں کچھ تکلیف نہیں۔ اور
ایک شخص نے اپنی دیوار میں ایک روشن
دان کھولنے کے متعلق سوال کیا آپ نے
فرمایا کہ جو چاہو کھولو لیکن اپنے پڑوسی کو نہ
جھانکنا۔ پڑوسی نے ابن ابی لیلیٰ کے پاس
شکایت کی تو انھوں نے اس کو ایسا کرنے
سے روکا تو وہ ابوحنیفہ کے پاس لوٹا تو آپنے
فرمایا کہ تمہاری دیوار کی قیمت کیا ہے تو اس
نے کہا کہ تین دینار تو آپنے فرمایا اسکو گرادو
تین دینار میں دوں گا چنانچہ وہ گرانے
آیا تو اس پڑوسی نے معاملہ ابن ابی لیلیٰ
کے پاس پہنچایا آپنے کہا کہ اب یہ دیوار گرانے
کا ارادہ رکھتا ہے اور مجھے کہتے ہیں کہ میں
منع کروں۔ جاؤ دیوار گرادو اور جو چاہو
اپنی دیوار میں کرو تو پڑوسی کہنے لگے کہ
روشدان کا کھول لینا ہی غنیمت تھا تو
آپنے فرمایا کہ یہ ایسے شخص کے پاس پہنچے
جوان کو میری غلطی بتائے تو اب غلطی ظاہر
ہونے کے بعد میں کیا کر سکتا ہوں اور
ابن مبارک نے دو درہم کے بارے میں پوچھا

كان يذهب الى من يده على
خطئ فكيف اصنع اذا تبين
الخطاء و سالہ ابن المبارك
عن درهمين لرجل اختلطا
بدرهم لآخر ثم ضاع منها
اثنان منها اثنان لا يعلم من ايهما۔
فقال الدرهم الباقي لهما اثلاثا۔
قال ابن المبارك فلقيت ابن
شبرمة فسالته فقال سالت عنها
احدا۔ قلت اباحنيفة قال
لك الدرهم الباقي لهما اثلاثاء
قلت نعم قال اخطأ العبد ومكن
درهم من الدرهمين الضائعين
يحيط العلم انه من الدرهمين و
الدرهم الآخر منهما جميعا
فالباقي بينهما فاستحسنت ماقال
فلقيت اباحنيفة ولو وزن
عقله بعقل نصف اهل الارض
لرجحهم فقال لي لقيت ابن
شبرمة فقال لك قد احاط العلم
ان احد الدرهمين ضائع وبقي

جو کسی شخص کے ایک درہم کے ساتھ مل گئے
اور پھر دو ان میں سے ضائع ہو گئے
اور اب پتہ نہیں کہ ان دو
میں سے کون سے گم ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ
باقی ماندہ درہم ان کے درمیان اثلاثاً
تقسیم کیا جائے ابن مبارک کہتے ہیں کہ پھر
میری ملاقات ابن شبرمہ سے ہوئی تو میں
نے ان سے دریافت کیا تو انھوں نے مجھ
سے کہا کہ تم نے اس کو کسی سے دریافت کیا
میں نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دریافت کیا
تھا تو انھوں نے کہا کہ باقی ماندہ ہو گا باقی
ورثہ پر اثلاثاً بٹے گا میں نے کہا کہ اچھا۔
آپ نے فرمایا کہ عبد نے غلطی کی بلکہ دو ضائع
شدہ درہموں میں سے ایک تو یقیناً وہی
ہے جو دو صحیح میں کا ایک تھا اور دوسرا
ان دونوں میں سے ہے تو باقی ماندہ ان
کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو میں نے
ان کے قول کو اچھا سمجھا پھر میری ملاقات
ابو حنیفہ سے ہوئی اور ان کا حال یہ تھا کہ
اگر ان کی عقل کو نصف زمین والوں کی
عقل کے مقابل وزن کیا جاتا تو ان کا

الدرهم الباقی فهو بینهما فقلت نعم قال ان الثلاثة حیث اختلطت وجبت الشرکة بینهما فصار لصاحب الدرهم ثلث کل درهم ولصاحب الدرهمین ثلثا کل درهم فای درهم ذهب بحصتهما

پلّہ بھاری رہتا ۔ ابوحنیفہ نے مجھ سے کہا کہ تم ابن شبرمہ سے ملے تو انھوں نے یہ کہا کہ دو درہموں میں سے یقیناً ایک ضائع ہوگیا اور اور یہ کہ باقی ان دونوں کو ملے گا؟ میں نے کہا جی ہاں ۔ آپنے کہا کہ جب تین درہم مختلط ہوگئے تو ان میں شرکت لازمی ہوگئی اب ایک درہم والے کے لیے درہم کا ایک تہائی ہے ۔ اور دو درہم والے کے لئے درہم کے دو تہائی حصے ہیں تو جو درہم بھی گیا وہ ان دونوں کا حصہ لے کر ضائع ہوا ۔

"تنبیہ"

تنبیہ

ماقاله ابوحنیفة ظاهر عند من یسلم له ان الاختلاط مع عدم التمییز یقتضی الشرکة علی انسوء وما قاله ابن شبرمة له وجه عند من لا یری الشرکة ووجهه ان احد الدرهمین الضائعین یختص بصاحب الدرهمین یقیناً وبقی لکل درهم یحتمل انه الموجود ولا مرجح لاحدهما فقسم الدرهم الباقی بینهما وکان

جو بات ابوحنیفہ نے کہی وہ اس شخص کے نزدیک بالکل ظاہر ہے ۔ جو ان کی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اختلاط کی جب یہ شکل ہو کہ امتیاز نہ ہو سکے تو اس سے شرکت عمومی پیدا ہو جاتی ہے اور جو ابن شبرمہ نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شرکت کے قابل نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ضائع شدہ درہم میں سے ایک تو یقیناً دو درہم والے کا تھا اب ہر ایک کے لئے ایک درہم بچا جس کے بارے میں احتمال ہے کہ وہی موجود ہے اور دونوں میں کسی کے پاس ترجیح کی کوئی وجہ نہیں اس لئے باقی ماندہ

بجوارہ فتی فاتی مجلسہ فشاورہ
فی التزوج من قوم مخصوصین
طلبوا منہ فوق وسعہ فامرہ
بالتزوج بعد الاستخارۃ
ففعل ثم ابوان یحملوھا الیہ
الا بعد وفاء کل المھر فذھب
الیہ واعلمہ بذلک فقال احتل
واقترض حتی تدخل باھلک
واقرضہ فی جملۃ من اقرضہ
فلما دخل بھا قال لہ ما علیک
ان تظھر الخروج بھا الی موضع
بعید ففعل فاشتد علی اھلھا
فجاؤا باحنیفۃ یشکونہ
ویستفتونہ فافتاھم بان
لہ ان یخرجھا الی حیث یشاء
قالوا ما یمکننا ان ندعھا تخروج
معہ قال فارضوہ برد ما اخذ
تموہ منہ فرضوا منہ فقال
لھم انھم رضوا بان یعطوک
ما اخذوہ من المھر ویبرؤک
من الباقی قال ارید فوق ذلک

درہم کو دونوں میں انھوں نے تقسیم کر دیا۔
اور آپ کے پڑوس میں ایک جوان تھا اور
آپ کی مجلس میں آتا تھا آپ سے اس نے مشورہ
کیا کہ وہ ایک ایسی قوم میں شادی کرنا چاہتا
ہے جو اس کی وسعت سے زائد اس سے مانگتے
ہیں تو آپ نے اسے حکم دیا کہ استخارہ کرنے کے
بعد شادی کر لو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا
اب لڑکی والوں نے کل مہر وصول کئے بغیر
لڑکی کو اس کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا وہ
شخص آپ کی خدمت میں آیا اور حال کہہ
سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی تدبیر سے قرض لو
تاکہ اپنی بیوی تک پہنچ سکو اور خود بھی اس
کو کچھ قرض دے دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
اب تم یہ ظاہر کرو کہ تم اس کو بہت دور
لے جانا چاہتے ہو۔ اب یہ بات لڑکی والوں
کو بہت مشکل معلوم ہوئی اور وہ ابو حنیفہ
کی خدمت میں شکایت لے کر فتویٰ طلب
کرنے کو آئے تو آپ نے فتویٰ دیا کہ اسے حق ہے
کہ وہ اس لڑکی کو جہاں چاہے لے جا سکتا ہے
انھوں نے کہا ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ
کہ لڑکی کو اس کے ہمراہ جانے دیں۔ تو آپ نے

فقال لہ ایما احب الیک ھذا
والا اقررت لرجل بدین فلا
یمکن لک السفر حتی توفیہ فقال
اللہ اللہ لا یسمعوا بھذا
فلا یعطونی شیئا۔
وجاءتہ امراۃ فقالت
مات اخی وخلف ستمائۃ دینار
فاصابنی دینار واحد۔ قال
من قسم فریضتکم قال داؤد
الطائی قال لیس لک الا ھو الیس
اخوک خلف بنتین واما
وزوجۃ واثنی عشر اخا واختا
قالت نعم قال ھو کذ لک و
حضر یوما مجلس ابن ابی لیلی
فاذن للخصماء فی الدخول
لیریہ امضاءہ فی القضاء و
الحکم فادعی رجل علی آخرانہ
قال لہ یا ابن الزانیۃ فقال
القاضی للمدعی علیہ ماتقول
فقال لہ ابو حنیفۃ کیف تسالہ
الجواب ولیس ھو الخصم و

فرمایا کہ تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے وہ دیکر
اس کو راضی کر لو وہ لوگ اس پر راضی ہو گئے
آپنے لڑکے سے کہا کہ یہ لوگ اس بات پر راضی
ہیں کہ تم سے جو مہر لیا ہے وہ واپس کر دیں۔
باقی سے بری الذمہ کر دیں لڑکے نے کہا کہ
میں تو اس سے زائد چاہتا ہوں تو آپ نے
اس سے فرمایا کہ یا تو اس کو پسند کر لے ورنہ
میں تیرے لئے اس شخص کے سامنے دین کا
اقرار کر لوں گا تو تیرے لئے سفر ناممکن ہو گا
جبتک تو ادا نہ کر دے۔ وہ کہنے لگا خدا سے
ڈریئے کہیں یہ لوگ سن نہ لیں پھر مجھ کو
کچھ بھی نہ دیں گے۔ اور آپ کے پاس ایک
عورت آئی اس نے کہا کہ میرا بھائی مر گیا ہے
اور اس نے چھ سو دینار چھوڑے ہیں ان میں
سے مجھے صرف ایک دینار ملا ہے آپ نے
فرمایا کہ تمہارا حصہ کس نے تقسیم کیا ہے تو
اس نے کہا کہ داود طائی نے آپ نے فرمایا
کہ بیشک تیرا یہی حصہ ہے کیا یہ صحیح نہیں
ہے کہ تیرے بھائی نے دو بیٹیاں۔ ماں
بیوی۔ بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی
وہ عورت بولی جی ہاں یہی معاملہ ہے۔

انما الخصم امه فهل ثبتت
وكالته عنها قال لا قال فاسئله
احية امه ام ميتة قال البينة
فاقامها بموتها فسال القاضي
المدعى عليه فقال له سل
المدعى هل لامه وارث
غيره فساله قال لا قال البينة
بذلك فاقامها فسال القاضي
المدعى عليه فقال سل المدعى
امه حرة ام امة فقال حرة
قال البينة بذلك فاقامها
فسال القاضي المدعى عليه
فقال سل المدعى هل هي
مسلمة ام ذمية قال مسلمة
قال البينة بذلك فاقامها
فقال ابو حنيفة شأنك الآن۔
ولما نزل قتادة الكوفة
قال لا يسالني احد عن مسئلة
من الحلال والحرام الا اجبته
قال له ابو حنيفة ما تقول فيمن
غاب عن اهله اعواما ونعى

ایک دن آپ ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں آئے
اور ابن ابی لیلیٰ نے جھگڑا کرنے والوں کو
اجازت دے دی تھی کہ وہ اندر آجائیں تاکہ
وہ اپنے فیصلے اور حکم کو ظاہر کر سکیں اس
وقت ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ
کیا کہ اس نے اس کو یہ کہہ کر پکارا کہ اے
زانیہ کے بیٹے۔ تو قاضی نے مدعا علیہ
سے کہا کہ بولئے آپ کیا کہتے ہیں تو ابو حنیفہ
نے کہا کہ آپ ان سے جواب کیوں پوچھتے
ہیں یہ تو فریق نہیں۔ فریق تو انکی ماں ہے
کیا ماں کی طرف سے ان کی وکالت ثابت
ہو چکی ہے۔ قاضی نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے
کہا کہ اس سے دریافت کیجئے کہ آیا اس کی
ماں زندہ ہے یا مردہ چنانچہ اس نے اس کی
موت کے گواہ پیش کر دیئے تب قاضی نے
مدعا علیہ سے سوال کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا
کہ اب مدعی سے پوچھئے کہ کیا اس کی ماں کا
کوئی وارث اس کے سوا ہے اس نے کہا
نہیں آپ نے کہا گواہ پیش کرو اس نے
گواہ پیش کر دیئے۔ پھر قاضی نے مدعا علیہ
سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ نہیں اب

الیہا فظننت موتہ فتزوجت
فقدم بعد ولادتہا فنفاہ
الاول وادعی الثانی اکل
منہما قذفہا ام المنکر
للولد ثم قال ابوحنیفۃ ان
قال فیہا برأیہ لیخطئن وان
قال فیہا حدیثا لیکذبن فقال
قتادۃ اوقعت ہذہ المسئلۃ
قالوا لا قال فلم تسالون عما لم
یکن"۔

فقال ابوحنیفۃ ان العلماء
یستعدون لبلاء ویتحرزون
منہ قبل نزولہ لیعرفوا الدخول
فیہ والخروج منہ" فقال قتادۃ
دعوا ہذا واسألونی عن
التفسیر قال ابوحنیفۃ من
الذی عندہ علم من الکتاب
قال آصف بن برخیاء کاتب
سلیمان وکان یعرف الاسم
الاعظم قال فہل کان
سلیمان یعرفہ ایضا، قال لا

مدعی سے دریافت کیجئے کہ آیا اس کی ماں
آزاد تھی یا باندی قاضی نے گواہ مانگے
اس نے گواہ پیش کر دیئے اب قاضی نے
پھر مدعا علیہ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا
کہ مدعی سے دریافت کیجئے کہ آیا وہ مسلمان
تھی یا ذمیہ اس نے کہا کہ مسلمان تھی کہا کہ
گواہ پیش کرو اس نے گواہ پیش کر دیئے تب
ابوحنیفہ نے کہا کہ اب آپ اپنی کارروائی
کیجئے۔ اور جب قتادہ کوفہ میں وارد ہوئے
تو انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے جو بھی حلال
حرام کا مسئلہ پوچھے گا میں اس کو ضرور جواب
دوں گا تو ابوحنیفہ نے ان سے دریافت
کیا کہ آپ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا
خیال ہے جو اپنے گھر والوں سے چند سال
تک غائب رہا اور عورت کو اس کی موت
کی خبر سنائی گئی اور اس کو اس کی موت کا
ظن ہو گیا اور اس نے دوسرے شخص سے
شادی کر لی اب وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد
آیا اب پہلے شوہر نے اس بچے کو اپنا ہونے
سے انکار کر دیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا
تو آیا دونوں نے اس عورت پر زنا کی تہمت

قال ا يجوز ايكون فى زمن نبي
من هو اعلم منه قال لا والله
لاحد ثنتكم بشئ من التفسير
سلونى عما اختلف فيه العلماء
فقال ابو حنيفة أمومن انت
قال ارجو قال ولم قال لقوله
تعالى ' الذى اطمع ان يغفرلى
خطيئتى يوم الدين فقال له
هلا قلت كما قال ابراهيم
لما قال له اولم تومن قال
بلى ولكن ليطمئن قلبى فقام
قتادة مغضبا وحلف ان لا
يحدثهم"

قال رجل لامراته مختلة
شيا فقالت له يا ابن الزانيين
فشكيت الى ابن ابى ليلى فحدها
حدين فى المسجد قائمة
قال ابو حنيفة اخطا من
ستة اوجه اقام الحد على
مجنونة وفى المسجد وضرب
المراة قائمة وهى انما تضرب

لگائی یا صرف بچے کا انکار کرنے والے نے
پھر ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر وہ اس کے بارے
میں اپنی کوئی رائے دیں گے تو وہ اس میں
ضرور خطا کریں گے اور اگر کوئی حدیث پیش
کریں گے تو وہ یقیناً غلط ہوگی قتادہ نے
کہا کہ واقعی کیا ایسی صورت درپیش آئی ہے
لوگوں نے کہا کہ نہیں تو انھوں نے کہا کہ تم
ایسی بات کیوں پوچھتے ہو جو واقع ہی نہ ہوئی
ابو حنیفہ نے فرمایا علماء آنے والی مصیبت
کے لئے تیار رہتے ہیں اور اس سے بچاؤ
کی تدبیر اس سے قبل ہی سوچ رکھتے ہیں
تاکہ وہ اس میں داخل ہونے اور خارج
ہونے کی راہ کو جان سکیں۔ قتادہ نے کہا
کہ اچھا اس کو چھوڑو کوئی تفسیر کا سوال
کرو۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ کون ہے جس کے
پاس کتاب کا علم ہے تو انھوں نے کہا
کہ آصف بن برخیاء سلیمان علیہ السلام کا
کاتب اور اس کو اسم اعظم کا پتہ تھا آپ
نے فرمایا سلیمانؑ کو بھی اس کا پتہ تھا۔
آپ نے فرمایا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ
ممکن ہے کہ نبی کے زمانے میں نبی سے بھی

جالسة واقام عليها حدين
والقذف بكلمة واحدة ولو
قذف قوما بكلمة لم يلزمه
الا حد واحد وضربها و
الحق للابوين وهما غائبان
وحد الثاني قبل البرء من
الحد الاول فشكاه للامير
فمنعه للافتاء ثم وردت
مسائل لعيسى بن موسى فسأل
عنها فاجاب بما استحسنه عيسى
فاذن له فجلس فى مجلسه وقال
له الضحاك تب من تجويزك
الحكمين - قال تناظرنى قال
نعم قال[1] فان اختلفنا فى شى
فمن يكون بيني وبينك قال
اجعل انت من شئت فقال
لبعض اصحاب الضحاك احكم
بيننا ثم قال للضحاك أترضى
هذا حكما بيني وبينك قال

زائد علم رکھنے والا کوئی ہو تو انھوں نے
کہا کہ اب میں تفسیر میں سے کچھ تمہارے
سامنے بیان نہ کروں گا۔ اب تم مجھ سے
علماء کے اختلافی مسائل پوچھو تو ابو حنیفہ
نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ مومن
ہیں تو انھوں نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں
کہ میں مومن ہوں آپ نے دریافت کیا کہ
کیوں؟ انھوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے کہ وہ اللہ کہ میں امید کرتا ہوں
کہ وہ میری خطاء کو قیامت کے روز بخش
دے گا تو آپ نے فرمایا کہ آپنے وہ بات کیوں
نہ کہی جب کہ ان کے رب نے ان سے کہا
کہ تم ایمان نہ لائے تو انھوں نے کہا کیوں
نہیں لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے
تو قتادہ ناراض ہو کر اٹھ گئے اور کہنے
لگے کہ اب میں کوفیوں کو کچھ نہ بتاؤں گا
ایک شخص نے اپنی پاگل بیوی سے کوئی
بات کہی تو اس نے غصہ میں کہا کہ اے
دوزانیوں کے بیٹے تو اس کی شکایت

[1] جو ابراہیم نے کہی -

نعم قال ابوحنیفۃ فانت قد
جوّزت الحکمین فانقطع
الضحاک وسأل عطاء عن قولہ
تعالیٰ وآتیناہ اھلہ ومثلھم
معھم فقال ردّ اللہ تعالیٰ علی
ایوب اھلہ ومثل اھلہ وولدہ
فقال ویرد اللہ علیٰ نبی ولدا
لیس لہ من صلبہ - قال ماسمعت
فیھا عافاک اللہ قال ردّ علیہ
اھلہ وولدہ من صلبہ ومثل
اجور ولدہ فقال ھذا احسن۔

"تنبیہ"

ما المانع ان المراد ان اللہ
تعالیٰ آتاہ عدد اولادہ ومثل
ذلک العدد من زوجتہ التی
قال اللہ تعالیٰ فی حقھا خذ
بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا
تحنث "وھذا ھو الظاھر من
الآیۃ کما لا یخفی وقال لہ
رجل انی حلفت ان لا اکلم
امرأتی او تکلمنی وحلفت ان

ابن ابی لیلیٰ سے کی گئی تو انھوں نے اس پر
دو حدیں مسجد میں کھڑی کر کے لگائیں تو
ابوحنیفہ نے کہا کہ اس میں انھوں نے چھ
غلطیاں کی ہیں - دیوانی پر حد قائم کی، مسجد
میں قائم کی، عورت پر کھڑی کر کے حد جاری
کی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد جاری کی جاتی
ہے اور اس پر دو حدیں جاری کیں حالانکہ
ایک کلمہ سے ایک ہی حد جاری کی جا سکتی
ہے اگرچہ ایک کلمہ سے ایک جماعت کو
تہمت کیوں نہ لگائی ہو اور انہوں نے حد
لگائی حالانکہ حق ماں باپ کو ہے جو غائب
ہیں پہلی حد سے بری ہونے سے قبل دوسری
حد ہے تو قاضی صاحب نے امیر سے شکایت
کی تو امیر نے آپ کو فتویٰ دینے کی ممانعت
کر دی - اب کچھ مسائل عیسیٰ بن موسیٰ کو
درپیش ہوئے انہوں نے آپ سے دریافت
کئے جن کے آپ نے ایسے جوابات دیئے
جو عیسیٰ کو پسند آئے آپ نے ان کو اجازت
دیدی تو وہ آپ کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ اور
ضحاک نے آپ سے کہا کہ دو حکموں کے جائز
قرار دینے سے توبہ کرو آپ نے کہا کہ آپ مجھ سے

لا تكلمني او اكلمها فقال لا
حنث عليكما فسمع سفيان
الثوري ذلك فجاء مغضبا و
قال تبيح الفروج من اين
لك هذا قال لما شافهته
باليمين بعد ما حلف كانت
مكلمة له فسقطت يمينه
فان كلمها فلا حنث عليه ولا
عليها لانها كلمته وكلمها بعد
اليمين فسقطت عنهما فقال
له سفيان انه ليكشف لك من
العلم عن شئ كلنا عنه غافلون"
وساله ابن المبارك عمن وقع
في قدر طبيخ طائر فمات
فقال لاصحابه ما ترون فرو
واله عن ابن عباس رضي الله
عنهما انه يهراق المرق و
يغسل اللحم ويؤكل فقال
هذا ان وقع في حال سكونها

اس مسئلہ پر مناظرہ کریں گے اس نے کہا جی
ہاں تو آپنے کہا کہ اگر ہم نے کسی چیز میں اختلاف
کیا تو ہمارا فیصلہ کون کرے گا؟ ایک[1] ساتھی
سے کہا کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ کرنا۔ پھر
آپ نے ضحاک سے کہا کہ آپ اس کے فیصلہ
پر راضی ہیں اس نے کہا کہ جی ہاں تو آپ نے
کہا کہ تم نے بھی دو حکم جائز قرار دیدیئے تو
ضحاک بہت شرمندہ ہوا۔ آپ نے عطائے
اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال
کیا کہ "ہم نے ایوبؑ کو اس کے گھر والے دیئے
اور انہی کے مثل ان کے ساتھ دیئے" اس
کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ
اللہ نے ایوبؑ کو ان کے گھر والے واپس کر دیئے
اور انکی اولاد اور اسکے ساتھ اس کی مثل تو
آپنے فرمایا کہ اللہ کسی نبی پر ایسی اولاد کو رد
کرے گا جو اس کی صلب سے نہ ہو تو انھوں نے
کہا کہ اس بارے میں آپنے کیا سنا اللہ آپ
کو عافیت دے تو آپنے فرمایا کہ ان کی بیوی
اور ان کی صلبی اولاد واپس کی اور اولاد کے

[1] ضحاک نے کہا کہ آپ جس کو چاہیں مقرر کر لیں چنانچہ آپ نے اس کے۔

فان وقع فی حال غلیانها القی
اللحم فقال له ابن المبارک
لم قال لوصول النجس الی
باطنه بخلاف الاول لانه انما
وصل الی ظاهره فقط"

فاعجبه ذلک ونسی انسان
ما لادفنه فجاء الیه فقال له
لیس هذا فقها فاحتال لک
ولکن اذهب فصل اللیلة الی
الصبح فتتذکر فصلی الرجل
فذکر دون ربع اللیل فجاءه
فاخبره فقال لقد علمت
ان الشیطان لا یدعک تصلی
لیلة ویحک هلا اتممت
لیلتک شکرا لله تعالی و
شکا الیه مودع انکار ودیعه
لودیعته وحلف بالله واکدانه
لم یودعه فقال لا تخبر بجحوده
احدا فارسل ابوحنیفة الی
ودیعه فجاء الیه فلما خلا
بالودیع قال له ان هؤلاء

اجور کے مثل اجر بھی دیا تو انہوں نے کہا
یہ اچھی تفسیر ہے۔

تنبیہ

اس میں کون سی چیز مانع ہے کہ یہ مراد
لی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کی تعداد
کی مثل عطا کی اور اسی کی مثل ان کی اس بیوی
سے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ
میں ایک گٹھا تنکوں کا لو اور اس کو مارو اور
اپنی قسم نہ توڑو۔ اور یہی آیت سے ظاہر بھی
ہے جیسا کہ مخفی نہ رہے اور ایک شخص نے
پوچھا کہ میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اپنی
بیوی سے اس وقت تک گفتگو نہ کروں گا
جب تک کہ وہ مجھ سے گفتگو نہ کرے اور اس
نے قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے گفتگو نہ کریگی
جب تک کہ میں اس سے گفتگو نہ کروں تو آپ
نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی حانث نہ ہوگا
جب سفیان ثوری کو اس کی اطلاع ملی تو
غصہ میں آئے اور فرمایا کہ کیا تم شرمگاہوں
کو مباح کرتے ہو؟ تم نے یہ جواب کیسے دیا
آپ نے فرمایا کہ مرد کی قسم کھانے کے بعد جب
عورت نے اس کو مخاطب کر کے قسم کھائی

بعثوا يستشيرون فى رجل
يصلح للقضاء فهل تنشط
فتمانع الرجل قليلا فراد فى
ترغيبه ثم قال للمودع اذهب
فقل له احسبك نسيت اود
عتك كذا بعلامة كذا =
فقال ذلك فدفع اليه وديعته
فرجع الوديع لابى حنيفة
يطلب ان يعينه القضاء فقال
له انى ارفع من قدرك ولا
اسميك حتى يحضر ما هو اجل
من هذا = ودخل اللصوص
على رجل فاخذ واثيابه و
استحلفوه با الطلاق الثلاث
ان لا يعلم بهم احد فحلف
ثم اصبح يرى ثيابه تباع فلا
يمكنه ان يتكلم فسال ابا حنيفة
فقال احضرنى من اكابر حيك
فامرهم ان يجتمعوا جميعهم
فى موضع ويخرجوا واحدا
واحدا ويقال له هذا لصك

تو وہ بات کرنے والی ہوئی اور اب مرد کی
قسم ساقط ہو گئی تو اب اگر وہ اس سے بات
چیت کرلے تو حانث نہ ہوگا اور وہ بھی حانث
نہ ہوگی کیونکہ اس عورت نے اس مرد سے
بات کی اور اس مرد نے قسم کے بعد اس سے
گفتگو کی تو دونوں سے قسم ساقط ہوئی تو
سفیان بولے کہ آپ پر وہ علوم منکشف ہوتے
ہیں جن سے ہم سراسر غافل ہیں اور ابن
مبارک نے ان سے اس شخص کے بارے
میں دریافت کیا جس کی پکی ہوئی ہانڈی
میں ایک پرندگر کر مر گیا تو آپنے اپنے اصحاب
سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے
ابن عباس کی روایت پیش کی کہ شوربہ پھینک
دیا جائے گا تو آپنے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے
جبکہ ہانڈی ابل نہ رہی ہو لیکن اگر ابلتے وقت
گرا تو گوشت بھی پھینک دیا جائے گا۔ ابن
مبارک نے پوچھا اور یہ کیوں ؟ آپنے فرمایا کہ
یہ اس لئے کہ نجاست اسکے اندرونی حصّہ
میں داخل ہو گئی بخلاف پہلی صورت کے
کہ نجاست صرف اس کے ظاہری حصّہ پہ
پہنچی۔ آپ کو یہ بات بہت پسند آئی اور

فان لم يكن قال لا وان كان
سكت ففعلوا فسكت فعرف
اللص فرد عليه جميع ما اخذ
منه وبرّ[1] في يمينه لانه لم يخبر
بهم احدا وسئل عن تنحنح
المؤذنين عند الاقامة اله
اصل قال هو اعلام منهم
بانهم يريدون ان يقيموا
وقد روى عن على كرم الله
وجهه انه كان له مدخل من
رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالليل قال فكنت ان جئت
وهو في الصلوٰة أذنني بالتنحنح
وتزوج رجل بامرأة سرا فاتت
بولد فجحده فرفعته الى ابن
ابي ليلى فقال لها هات بيّنة
على النكاح فقالت انما تزوجني
على ان الله تعالى الولي والشاهد
ان الملكان فطردها القاضي

ایک آدمی اپنا مال کہیں دفن کر کے بھول گیا
تو آپ کی خدمت میں آیا آپنے اس سے فرمایا کہ یہ
فقہ کا مسئلہ تھوڑا ہی ہے۔ لیکن پھر بھی میں
تمہارے لئے کوئی تدبیر نکالوں گا۔ جاؤ رات
سے صبح تک نماز پڑھتے رہو تو تم کو یاد آجائے
گا ابھی چوتھائی رات بھی نہ گذرنے پائی تھی
کہ اس کو یاد آگیا اسنے آکر آپ کو اطلاع
دی آپنے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ شیطان تجھ
کو ہرگز بھی رات بھر نماز پڑھنے نہ دے گا۔
تو نے تمام رات نماز کیوں نہ پڑھی کہ اللہ
کا شکر ادا کرتا اور ایک شخص نے آکر شکایت
کی کہ جس شخص کے پاس میں نے امانت
رکھی تھی اب وہ انکار کر رہا ہے۔ اور اللہ
کی قسم کھاتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ میں نے
اسکے پاس امانت نہیں رکھی آپنے فرمایا کہ
تم اس کے انکار کی اطلاع کسی کو نہ دینا
اب ابوحنیفہ نے اس شخص کے پاس پیغام
بھیجا۔ جب وہ آگیا اور آپ اسکے ساتھ
تنہائی میں ہوئے تو آپنے اس سے کہا کہ

---

[1] اس میں مجھے کلام ہے کیونکہ اس نے جب ابوحنیفہ کو اطلاع دی حانث ہو گیا۔ ۱۲ (شجاعت علی)

فاتت اباحنیفۃ واخبرتہ فقال لھا اذھبی للقاضی وقولی لہ احضرہ لاقیم علیہ بیّنۃ فاذا احضرہ قولی لہ قل انا کافر بالولی والشاھدین فلم یستطع ان یقول ذلک واقر بالنکاح فالزم المھر والحق بہ الولد»

"تنبیہ"

لا یتوھم من ذلک ان النکاح خلا عن الولی والشھود معا فانہ حینئذٍ باطل باجماع من یعتد بہ وانما الظاھر انہ کان سرا بشاھدین مجھولین فلما لم تقدر المرأۃ علی اثباتہ قالت ذلک ثم اخبرھا ابوحنیفۃ رحمہ اللہ بما یلجئہ الی الاقرار ان صدقت وکان ممن یخشی اللہ فکان الامر کما الھم رحمۃ اللہ علیہ وطلب من

یہ لوگ مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں جو قاضی بننے کا اہل ہو تو کیا آپ اس پر راضی ہیں تو اس شخص نے تھوڑی پس و پیش کی مگر آپ نے اسکی ترغیب میں زیادتی کی پھر ودلیعت رکھنے والے سے کہا کہ اب تم اس شخص کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں نے فلاں فلاں علامت کی چیز آپ کے پاس امانت رکھی تھی میرا خیال ہے کہ آپ بھول گئے ہیں چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس نے فوراً ہی امانت واپس کر دی اب وہی شخص ابو حنیفہ کے پاس واپس لوٹا اور کہا کہ اب اسے عہدۂ قضاء پر متعین کر دیا جائے تو آپ نے اس سے کہا کہ میں آپ کی عزت افزائی کرتا ہوں اور آپ کا نام اس کام کے لئے پیش نہیں کرتا حتیٰ کہ اس سے بڑھ کر کوئی عہدہ آ جائے۔ اور ایک شخص کے پاس چور آ گئے اور اس کے کپڑے لے گئے اور اس کو طلاق کی قسم دلائی اگر وہ اسکی اطلاع کسی کو دے اس نے قسم کھالی اب صبح کو دیکھا تو اس کے کپڑے فروخت کئے جا رہے تھے لیکن بول نہیں سکتا تھا اب اس نے ابو حنیفہ سے سوال

ابن شبرمة ان يثبت له وصية
له فقبل بينته، ثم قال له
احلف ان شاهديك شهدا
بحق قال ليس على يمين كنت
غائبا فقال ضلت مقاليسك
قال ما تقول فی اعمیٰ شج فشهد
له شاهدان بذلك اعليه
يمين مع شاهديه انهما
شهدا له بحق وهو لم يرفا
نقطع القاضی وحكم له
بالوصية وانكر يحيی بن
سعيد قاضی الكوفة اجماع
اهلها علی رای ابی حنيفة
فارسل اليه اصحابه يناظرونه
منهم زفر وابو يوسف فقال
له ما تقول فی عبد بين اثنين
اعتقه احدهما قال لا يجوز لا
نه ضرر وهو منهی عنه قال
فان اعتقه الآخر قال جاز قال
ناقضت ان كان عتق الاول
لغوا فقد اعتقه الثانی وهو

کیا آپ نے فرمایا کہ قبیلہ کے بڑے آدمیوں کو جمع
کرو، چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سب
ایک جگہ جمع ہو کر ایک ایک کر کے نکلیں
اور اس شخص سے جس کی چوری ہوئی کہا
جائے کہ یہ تمہارا چور ہے تو اگر وہ شخص چور
نہ ہو تو کہدے کہ نہیں اور اگر ہو تو خاموش
ہو جائے چنانچہ اس نے چور کو پہچان لیا اور
اس نے جو کچھ لیا تھا واپس کر دیا اور وہ اپنی
قسم میں بھی سچا رہا کہ اس نے انکی کسی کو خبر نہ
دی۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ موذن اقامت
کے وقت کھانستے ہیں آیا اس کی کچھ اصل ہے
تو آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ انکی طرف سے اس امر کی
اطلاع ہے کہ اب وہ اقامت کہنے والے ہیں
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ
وہ فرماتے ہیں کہ میں رات کے وقت حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا
تھا جب کبھی آپ نماز میں ہوتے تھے تو اسکی
اطلاع کھنکھار کر دیتے تھے۔ اور ایک شخص
نے خفیہ طور پر ایک عورت سے شادی کر لی
اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ لیکن اس شخص
نے اس کا انکار کر دیا وہ فیصلہ کے لئے

عبد فلم ینفذ فسکت وانقطع"

وقال اللیث بن سعد

کنت اسمع بذکر ابی حنیفة

واتمنی رؤیته فانی بمکة اذ

رایت الناس مجتمعین علی

شخص فسمعت انسانا ینادی یا

ابا حنیفة فعلمت انه هو فساله

رجل فقال له ان لی مالا کثیرا

وولدا ازوجه وانفق علیه

المال الکثیر فیطلق فیذهب

مالی فهل لی من حیلة قال

ادخل به سوق الرقیق واشتر

من یعجبه ثم زوجه ایاها فان

طلقها رجعت مملوکة لک

وان اعتقها لم ینفذ عتقه

قال اللیث فوالله ما اعجبنی

جوابه کما اعجبنی سرعة جوابه

وشل شخص فی طلاق

زوجته فسال شریکا فقال

طلقها ثم راجعها والثوری

فقال قل ان کنت طلقتها

ابن ابی لیلیٰ کے پاس پہنچی آپنے اس سے کہا کہ
نکاح پر گواہ لائے تو اس نے کہا کہ اس شخص
نے مجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ ولی اللہ
ہے اور گواہ کراماً کاتبین ہیں. قاضی نے
اس کو بھگادیا اب وہ ابوحنیفہ کے پاس
آئی اور معاملہ پیش کیا۔ آپنے فرمایا کہ تم
قاضی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اس
کو بلوائیں تاکہ میں اپنے گواہ پیش کروں جب
وہ ان کو بلوالے تو تم اس سے کہنا کہ تو کہدے
کہ میں ولی اور دونوں سے کافر ہوں
لیکن وہ شخص یہ نہ کہہ سکا اور نکاح کا اقرار
کرلیا مہر اس پر واجب کردیا اور لڑکے کا
نسب اس سے ثابت کردیا۔

تنبیہ

یہ شبہ نہ ہو کہ جس نکاح میں نہ ولی ہو اور
نہ گواہ وہ معتد بہ علماء کے اجماع سے باطل
ہے تو بظاہر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
نکاح خفیہ طور پر دو مجہول گواہوں سے
ہوا اور عورت اس کو ثابت نہ کرسکی پھر
ابوحنیفہ نے اس کو ایسی ترکیب بتادی
جس نے اس کو اقرار پر مجبور کردیا کہ یہ عورت

فقد راجعتها وزفر فقال
هي امرأتك حتى يتقين
طلاقها وأبا حنيفة فقال
أما الثوري فأتاك بالورع
وأما زفر فأتاك بعين الفقه
وأما شريك فهو كرجل
قلت له لا أدري أصاب
ثوبي بول أو لا فقال بل
على ثوبك فاغسله"

"تنبيه"

لا خلاف بين هؤلاء الأئمة
في المعنى للإجماع على أن من
شك في طلاق زوجته لا
يلزمه شيء بل هو في نكاحه ظاهرًا
وإنما الخلاف في الأولى فرأى
شريك إيقاعه لأنه مع الشك
غير جازم بالرجعة وتعليقها
فيه خلاف"
والثوري الرجعة مع
التعليق ولم ينظر للخلاف فيه
وأعرض عن ذلك زفر وبين

سچی ہے اور وہ شخص بھی خدا ترس تھا چنانچہ
معاملہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ اللہ نے ان کو الہام
کیا۔ اور ابن شبرمہ سے آپ نے کہا کہ میرے
لئے ایک وصیت کو ثابت کر دو چنانچہ ابن
شبرمہ نے آپکے گواہ قبول کر لئے اور کہا آپ
قسم کھائیے کہ آپ کے دونوں گواہوں نے
سچی شہادت دی ہے۔ آپنے کہا کہ مجھ پر قسم
نہیں ہے میں تو موجود ہی نہ تھا تو ابن شبرمہ
نے کہا کہ آپ کا قیاس گم ہو گیا ہے آپ نے
فرمایا کہ تم اندھے کے بارے میں کیا کہتے ہو
کہ جس کا سر پھوڑ دیا گیا ہو اور اس کے حق
میں دو گواہوں نے گواہی دی ہو کیا اس
پر اس کے گواہوں کے ساتھ یہ قسم ہے کہ
انھوں نے سچی قسم کھائی ہے۔ حالانکہ اس
نے کچھ نہ دیکھا یہ سن کر قاضی صاحب چپ
ہو گئے اور ان کے حق میں وصیت کا
فیصلہ کر دیا اور یحییٰ بن سعید قاضی کوفہ
نے کوفہ والوں کی رائے کا امام ابو حنیفہ کی
رائے پر متفق ہونے کا انکار کیا تو آپ نے
اپنے شاگردان سے مناظرہ کرنے کو بھیجے جن
میں زفر اور ابو یوسف بھی تھے انھوں نے

اصل الحکم وھو عدم الوقوع
وکان الربیع حاجب المنصور
معادیا لہ فقصد ان یرمیہ عندہ
فقال لہ انہ یخالف جدک ابن
عباس فی قولہ ان الاستثناء لا
یشترط اتصالہ فقال یا امیر
المومنین ان الربیع یزعم
انہ لا بیعۃ لک فی رقاب
جندک لانھم یحلفون لک
ثم یرجعون بمنازلھم و
یستثنون فتبطل بیعتھم
فضحک المنصور وقال یا ربیع
لا تعرض لابی حنیفۃ فلما
خرج قال لہ الربیع اردت قتلی
قال لا ولکنک الذی اردت
قتلی فخلصتک وخلصت نفسی
وقال بعض اعدائہ الیوم اقتلہ
عند المنصور ثم سالہ بین
یدیہ فقال یا ابا حنیفۃ ان
الرجل منا یدعوہ امیر المومنین
فیامرہ بضرب عنق الرجل

قاضی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کی رائے
اس شخص کے بارے میں کیا ہے جو دو اشخاص کا
مشترکہ غلام ہو اور ایک نے آزاد کردیا ہو۔
انھوں نے کہا کہ ایسا کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس
میں دوسرے شریک کو نقصان دینا ہے جسکی
ممانعت ہے انھوں نے دریافت کیا کہ اگر
دوسرے نے آزاد کردیا تو، تب انھوں نے
کہا کہ یہ جائز ہے انھوں نے کہا کہ آپ کی
اپنی بات میں مخالفت ہوگئی۔ کیونکہ پہلے کا
آزاد کرنا لغو تھا اب دوسرے نے اس کو
بحالت غلامی آزاد کیا تو اس کا آزاد کرنا بھی
نافذ نہ ہوا تو قاضی صاحب یہ سن کر خاموش
ہوگئے۔ لیث کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ کا ذکر
سنتا تھا اور انکے دیدار کا متمنی تھا تو میں ایک
مرتبہ مکہ میں تھا کہ لوگ ایک شخص پر اکھٹے
ہیں اور ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا کہ اے
ابو حنیفہ! تب میں سمجھا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں
اس وقت ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ میرے
پاس بہت مال ہے اور ایک بچہ بھی ہے میں
اس کی جب بھی شادی کرتا ہوں تو زر خرچ
کرتا ہوں لیکن وہ اسکو طلاق دیتا ہے۔

لا يدري ما هو أيسعه ان
يضرب عنقه قال امير المؤمنين
ما أمر بالحق او الباطل قال
بالحق قال انفذ الحق حيث
كان ولا تسال عنه ثم قال
ابو حنيفة ان هذا اراد ان
يوثقني فريطته وسرق طاوس
مملوك لجارة فشكا اليه فقال
اسكت ثم غدا للمسجد فلما
اجتمع اهله قال ايستحي
من يسرق طاؤس جاره ثم
يجئ يصلي واثر ريشه براسه
فمسح رجل راسه فقال له يا
هذا رد على صاحبك طاؤسه
فرده وكان الاعمش يبغض منه
لحدة في خلقه فوقع له ان حلف
بطلاق امراته ان اخبرته بفناء
الدقيق او كتبت به او ارسلت
او ذكرت لاحد ليذكر له او
اومأت في ذلك فتحيرت
في ذلك فقيل لها عليك بابي

اس طرح میرا مال ضائع ہو جاتا ہے تو آیا
کوئی حیلہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم بردہ
فروشوں کے بازار میں جاؤ اور یہ لڑکا جس
لڑکی کو پسند کرے خرید لو اور پھر اسکے نکاح
میں دے دو اب اگر یہ طلاق بھی دے گا
تو پھر یہ تمہاری باندی ہونے سے نہ بچے گی
اور اگر وہ آزاد کرے گا تو آزاد کرنا معتبر نہ
ہوگا۔ لیث کہتے ہیں کہ مجھ کو ان کے جواب
سے اس درجہ حیرت نہ ہوئی جتنی ان کی
حاضر جوابی سے۔ اور ایک شخص کو اپنی بیوی
کی طلاق میں شک واقع ہوا تو اس نے
شریک سے مسئلہ دریافت کیا تو شریک
نے جواب دیا کہ اس کو طلاق دیکر رجوع
کر لو اور ثوری سے دریافت کیا تو انھوں
نے فرمایا کہ یہ کہدو کہ اگر میں نے تجھ کو طلاق
دی ہے تو میں نے تجھ کو رجوع کیا اور زفر سے
دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جب تک
تم کو طلاق کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی
ہے۔ ابو حنیفہ سے دریافت کیا تو آپ نے
فرمایا کہ ثوری نے تم کو ورع اور تقوی کی
بات بتائی اور زفر نے ٹھیک فقہ کی بات کہی

حنیفۃ ففصیت علیہ ذلک
فقال لها اذا فرغ جوابہ الدقیق
شدیہ ثبوبہ وھو نائم فاذا
استقیظ رآہ وعلم فناء الدقیق
ففعلت فعلم فناءہ وجعل
یقول ھذا اراد اللہ من حیل
ابی حنیفۃ کیف نفلہ وھو حی
وھو یفضحنا فی نسائنا یرکھن
عجزنا ورقۃ فھمنا وحلف
رجل لیقربن امراتہ نھارا
فی رمضان فتحیر الناس
فی المخرج من ذلک فقال
یسافر بھا ویقربھا حینئذٍ
وتنبأ فی زمنہ رجل قال
امھلونی حتی آتی بعلامتہ فقال
من طلب منہ علامۃ کفر
لانہ بطلبہ ذلک مکذب
لقول النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لا نبی بعدی،
وتزوج اخری علی زوجتہ
ام حماد فقالت لابد ان

اور شریک تو ان کی مثال ایسے شخص کی ہے
جس سے میں دریافت کرتا ہوں کہ مجھ کو
پتہ نہیں میرے کپڑے پر نجاست ہی یا نہیں
تو وہ کہدے کہ کپڑے پر نجاست ہے آپ
دھولیں۔

تنبیہ

معنوی لحاظ سے ان ائمہ کے درمیان اس
مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ مسئلہ
اجماعی ہے کہ جس نے اپنی بیوی کی طلاق
میں شک کیا اس پر کچھ لازم نہیں بلکہ وہ
اسکے نکاح میں ظاہر آ باقی ہے شک
اولویت میں ہے تو شریک نے اسکے واقع
کرنے کو بہتر سمجھا کیونکہ وہ شک کے ہوتے ہوئے
رجعت کا یقین نہیں رکھتا اور اسکی تعلیق
میں اختلاف ہے اور ثوری نے اس کے
رجوع کو اولیٰ سمجھا باوجود تعلیق کے اور اس
میں اختلاف کی طرف نظر نہ کی اور زفر نے
اس سے اعراض کرتے ہوئے اصل حکم کو
بیان کیا اور وہ واقع نہ ہونا ہے۔ اور ربیع
منصور کا حاجب آپ کا دشمن تھا اس لئے
اس کا ارادہ تھا کہ منصور کی موجودگی میں

تطلقها ثلاثا الا لا اصاحبك
فاختال وامر الجديدة ان
ندخل له عندها وتسال الحيل
للمرأة ان تهجر زوجها
فدخلت وسالته عن ذلك
فقالت ام حماد لا بد ان
تطلق الجديدة فقال كل
امرأة لي خارج هذه الدار
فهي طالق ثلاثا فرضيت ولم
تطلق الجديدة فقال له رافضي
من اشد الناس قال اما على
قولنا فعلي كرم الله وجهه انه
علم ان الحق لابي بكر فسلمه
له واما على قولكم فابو بكر
لانه اخذه من علي فما عليه
ولم يكن عليا ان ينتزعه
منه فتحير الرافضي وسئل عمن
طلق ثلاثا ان اغتسل اليوم
من جنابة ثم طلق ثلاثا ان
ترك صلاة من صلوات يومه
هذا ثم طلق ثلاثا ان لم يجامع

آپ پر کچھ طعن کرے چنانچہ اس نے کہا کہ اے
امیر المومنین ابو حنیفہ آپکے دادا ابن عباسؓ
کے اس قول کی مخالفت کرتے ہیں کہ استثناء
میں اتصال شرط نہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ
اے امیر المومنین ربیع کمال کرتے ہیں کہ آپکے
فوجیوں کے ذمہ آپ کی بیعت نہیں کیونکہ
وہ آپکے سامنے حلف وفاداری اٹھاتے
ہیں پھر اپنے گھر جاکر استثناء کر لیتے ہیں تو
ان کی بیعت باطل ہو جائے گی یہ سنکر منصور
ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اے ربیع ابو حنیفہ
سے بحث نہ کرو۔ جب ابو حنیفہ باہر نکلے
تو ربیع کہنے لگا اے ابو حنیفہ تم نے تو میرے
قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا آپنے فرمایا کہ
نہیں بلکہ آپنے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا
لیکن میں نے اپنی اور تمہاری دونوں کی
جانوں کو بچا دیا۔ آپکے دشمنوں میں سے
ایک نے کہا کہ میں آج ابو حنیفہ کو منصور کے
سامنے قتل کرا دوں گا پھر اس شخص نے
ابو حنیفہ سے منصور کے سامنے دریافت
کیا کہ اے ابو حنیفہ ہم ان کو امیر المومنین
کہتے ہیں اور وہ ہم سے کسی کی بھی گردن

امراتہ فی ھذا الیوم فقال یصلی
العصر ثم یجامعھا ثم یغتسل
بعد الغروب ویصلی المغرب
والعشاء اراد یصلوات الیوم
الخمس»

وسئل عمن قال وزوجتہ
علی سلمان صعدت انت
طالق وان نزلت فانت طالق
ما الحیلۃ فیھا۔

قال یحمل السلم وھی
علیہ فیوضع بالارض او تحمل
بغیر ارادتھا فتوضع بالارض»

وعمن بید امراتہ قدح
ماء فقال ان شربتیہ او صببتیہ
او وضعتیہ او ناولتیہ انسانا
فانت طالق قال تنزل فیہ ثوبا
ینشفہ بہ»

وحلف رجل ان لا یاکل
البیض ثم حلف لیاکلن ما فی
کم فلان فاذا ھو بیض فقال
یحضنہ دجاجۃ فاذا بقی فرخا

مارنے کا حکم دیا کرتے ہیں اور حالانکہ وہ
اس کو پہچانتے بھی نہیں تو کیا انھیں ایسا
کرنے کا حق ہے تو آپنے اس شخص سے
دریافت کیا کہ کیا امیر المومنین حق اور باطل
دونوں قسم کے حکم کرتے ہیں اس نے کہا
کہ حق ہی کا حکم کرتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ ٹھیک
ہے تب تو جہاں حق ہوتا ہے وہیں اسکو
جاری کرتے ہیں پھر ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ
اس نے مجھ کو باندھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن
میں نے اس کو باندھ دیا۔ آپکے ایک پڑوسی
کا پالتو مور چوری ہو گیا تو اس نے آپ سے
شکایت کی آپنے فرمایا کہ بالکل خاموش
رہ پھر صبح کو مسجد میں تشریف لے گئے اور
فرمایا کہ اس شخص کو شرم نہیں آتی ہے جو
اپنے پڑوسی کا مور چرا کر پھر نماز پڑھنے آتا
ہے اور اس کے سر میں اس کے مور کا پر
لگا ہوا ہے تو ایک شخص اپنا سر صاف
کرنے لگا آپنے فرمایا کہ اے میاں اس
شخص کا مور واپس کر دو چنانچہ اس نے
واپس کر دیا۔ اور اعمش اپنی تیزی طبع کی
وجہ آپ سے منقبض رہتے تھے تو ان کے ساتھ

شواه واكله او طبخه وأكله كله مع المرقة

"تنبیہ"

والحيلة عندنا في ذلك ان يجعله في ناطف ويبرا لانه صدق عليه انه اكل ما في كمه ولم يصدق عليه انه اكل بيضا لاستهلاكه وولدت امراة ولدين ظهرهما واحد فمات احدهما فقال علماء الكوفة يدفنان جميعا وقال ابو حنيفة يدفن الميت ويتوصل بالتراب الى قطع الاتصال ففعلوا فانفصل الحي وعاش وكان يسمى مولى ابي حنيفة واجتمع في المدينة بمحمد بن الحسن بن علي رضي الله عنهم فقال له انت الذي خالفت احاديث جدي صلى الله عليه وسلم بالقياس فقال معاذ الله من ذلك المجلس فان لك حرمة

یہ واقعہ درپیش ہوا کہ انھوں نے یہ قسم کھائی کہ اگر ان کی بیوی نے ان کو آٹے کے ختم ہونے کی خبر دی یا اس کو لکھا یا پیغام بھیجا یا کسی نے ذکر کیا کہ وہ ان سے ذکر کرے یا اشارۃً ایسی بات کہی تو اسے طلاق ہے اب وہ اس معاملہ میں حیران ہو گئیں انھیں کسی نے مشورہ دیا کہ تم ابو حنیفہ کے پاس جاؤ چنانچہ وہ آئیں اور تمام واقعہ کہہ سنایا آپ نے فرمایا کہ جب آٹے کا تھیلہ خالی ہو جائے تو تم اس کو سوتے ہیں ان کے کپڑوں سے باندھ دینا اب جب وہ بیدار ہوں گے تو ان کو آٹے کے ختم ہونے کی خبر ہو جائیگی چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا ان کو آٹے کے ختم ہونے کی اطلاع ہو گئی۔ اس پر اعمش نے کہا کہ بخدا یہ ابو حنیفہ کی تدبیر ہے جب تک یہ زندہ ہیں ہم کیونکر کامیاب ہو سکتے ہیں یہ ہم کو ہماری بیویوں کے بارے میں شرمندہ کردیتے ہیں اور انکے سامنے ہماری عاجزی اور کم فہمی ظاہر کرتے ہیں اور ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ وہ رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے ضرور جماع کرے گا اب لوگ اسکے حل میں بہت

بحرمة جدك عليه افضل
الصلوٰة والسلام فجلس
وجثا ابوحنيفة بين يديه
فقال له الرجل اضعف ام
المراة فقال المراة قال كم
سهمها قال نصف سهم الرجل
قال لو قلت بالقياس لقلبت
الحكم ثم قال الصلوٰة افضل
ام الصوم قال الصلاة قال
لو قلت بالقياس لامرت
الحائض بقضائها دون قضائه
ثم قال البول نجس ام النطفة
قال البول قال لو قلت بالقياس
لاوجبت الغسل من البول
دون المنى معاذ الله ان
اقول على غير الحديث بل خدام
قوله فقام فقبل وجهه وقدم
غريب الكوفة بزوجة فائقة
للجمال فعلق بها كوفي وادعى انها
زوجته وصدقت عنه وعجز زوجها
عن اثبات نكاحه وعرضت

حیران ہوئے آپنے فرمایا اس کو لیکر سفر پر جائے
اور وہاں جماع کرے۔ آپکے زمانے میں ایک
شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھ کو
مہلت دو تاکہ میں تمہارے سامنے کوئی معجزہ
پیش کروں تو آپنے فرمایا کہ جس نے اس سے کوئی
علامت طلب کی تو وہ بھی کافر ہوا اس لئے کہ
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لانبی
بعدی کا جھٹلانے والا ہے آپنے حماد کی ماں
یعنی اپنی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اور شادی
کرلی تو انھوں نے کہا کہ آپ اس نئی بیوی کو
تین طلاق دیدیجئے ورنہ میں آپکے ساتھ نہ
رہوں گی تو آپنے یہ تدبیر کی کہ نئی بیوی سے
کہا کہ تم انکے پاس جاؤ اور کہو کہ کیا کسی عورت
کو جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر سے قطع تعلق کرے
چنانچہ وہ آئیں اور یہ دریافت کیا تو حماد کی
ماں نے کہا کہ آپ نئی بیوی کو ضرور طلاق
دیدیجئے تو آپنے فرمایا کہ اچھا ہر عورت جو میری
بیوی ہو اور اس گھر سے خارج ہو اس کو
طلاق ہے اس پر حماد کی ماں راضی ہوگئیں
اور آپنے نئی بیوی کو طلاق نہ دی۔ اور ایک
رافضی نے دریافت کیا کہ سب سے سخت آدمی

المسئلة علی ابی حنیفة فذهب
هو وابن ابی لیلی وجماعة الی
رحل الزوج وامر نسوة ان
ید خلن فعوت علیهن کلابه
ثم امر المراة ان تدخل فتبصبص
حولها فقال الامام ظهر الحق
فاعترفت المراة ونظیر ذلك
ما نقل عن علماء مذهبه انه
اذا خلا بامراته ومعه کلبه
صحت الخلوة وتاکد الصداق
او کلبها لم تتاکد واراد ابن
هبیرة فصا مکتوبا علیه عطاء
بن عبد الله وقال اکره
التختم به لما کان اسم غیری
علیه ولا یمکن حکه فقال
دور راس الباء یکون عطاء
من عبد الله فتعجب من
سرعة استخراجه فقال له اکثر
المجئ الینا قال وما اصنع
عندك ان قربتنی فتنتنی و
ان اقصیتنی اخزیتنی ولیس

کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے قول کے مطابق
علی کرم اللہ وجہہ ہیں کیونکہ انھوں نے جان
لیا کہ حق ابوبکرؓ کے ساتھ ہے اس لئے انھوں
نے اس کو انکے سپرد کر دیا اور تمہارے قول
کے مطابق سب سے سخت آدمی ابوبکرؓ ہیں
کہ انھوں نے اپنا حق علیؓ سے زبردستی چھین
لیا اور علیؓ ان سے کچھ نہ کہہ سکے رافضی یہ سنکر
حیران رہ گیا اور ایک شخص کے بارے میں
سوال کیا گیا کہ اس نے تین طلاق دیں اس
شرط پر کہ اگر وہ آج غسل جنابت کرے
پھر اس نے تین طلاقیں اس شرط پر دیں کہ
اگر وہ آج کی نمازوں میں سے کوئی نماز
چھوڑے پھر اس نے تین طلاقیں اس شرط
پر دیں کہ اگر آج وہ اپنی بیوی سے مجامعت
نہ کرے، تو آپ نے فرمایا کہ نماز عصر پڑھ کر
جماع کرے پھر غروب کے بعد اس سے غسل کرے
اور مغرب و عشاء پڑھے کیونکہ اس نے دن کی
نمازوں سے پانچ نمازوں کا ارادہ کیا تھا۔
اور آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی بیوی
سیڑھی پر کھڑی تھی تو اس نے کہا کہ اگر تو
چڑھی تو تجھ کو طلاق ہے اور اگر تو اتری تو

عندی ما اخافت علیہ وقال
ذلك ایضاً لما قال لہ كل من
المنصور وامیرا لكوفة
عیسیٰ بن موسیٰ لواكثرت
المجیٔ الینا ودخل الضحاك
المروزی الكوفة وامر بقتل
الرجال كلھم فخرج الیہ
ابوحنیفة فی قمیص ورداء
فقال لہ لم امرت بقتل
الرجال قال لانہم مرتدون
قال اكان دینھم غیر ماھم
علیہ فارتد واحتی صاروا الی
ماھم علیہ ام كان ھذا دینھم
قال عد ما قلت فاعاد فقال
الضحاك اخطانا فغمد واسیو
فھم ونجا الناس وفی روایة
ان الخوارج لما دخلوا الكوفة
ورایھم تكفیر كل من
خالفھم قیل لھم عن ابی
حنیفة ھذا شیخ ھولاء فاحضروا
وقالوا تب من الكفر فقال انا

تجھے طلاق ہے تو اب شرعی طور پر کیا حیلہ ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس عورت سمیت سیڑھی اٹھالی جائے اور زمین پر رکھ دی جائے یا اسکے ارادے کے بغیر اٹھا کر زمین پر رکھ دی جائے اور اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس کی بیوی کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ ہو اور وہ کہدے کہ اگر تو نے پیا، یا بہایا، یا رکھا یا کسی کو دیا تو تجھے طلاق ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی کپڑا ڈال کر اس کو جذب کر دے اور یہ بھی پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ انڈا نہ کھائے گا اور پھر یہ قسم کھائی کہ جو چیز فلاں شخص کی جیب میں ہے وہ ضرور کھائے گا اب دیکھا تو وہ انڈا ہی تھا آپ نے کہا کہ اسے کسی مرغی کے نیچے رکھدے اور جب بچہ نکل آئے تو اسے بھون کر کھالے یا شوربہ پکا کر مع شوربہ کے کھالے۔

تنبیہ

اور ہمارے نزدیک (شافعیہ کے) حیلہ یہ ہے کہ وہ ریوڑیوں میں کر دے اور اپنی قسم پوری کرے کیونکہ اس پر یہ بات صادق آگئی کہ جو چیز آستین میں تھی وہ کھالی اور وہ بھی

نائب من كل كفر فقيل لهم ابعلم قلتم ام بظن قالوا بظن قال ان بعض الظن اثم والاثم كفر عندكم فتوبوا من الكفر قالو تب انت ايضا من الكفر"

صحیح ہوگیا کہ اس نے انڈا نہ کھایا کیونکہ وہ تو ختم ہوگیا۔ پوچھا گیا کہ ایک عورت نے دو بچے جنے جن کی پیٹھ ایک تھی اب ایک ان میں سے مرگیا تو کیا ہوگا؟ تو کوفہ کے علماء نے جواب دیا کہ دونوں دفن کردیئے جائیں گے اور ابوحنیفہ نے فرمایا کہ مردہ کو دفن کردیا جائیگا اور مٹی میں اس وقت تک چھپا رہنے دیا جائے گا جب تک دونوں کا اتصال ختم نہ ہوجائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اب جو زندہ تھا وہ جدا ہوگیا اور اس کا نام "مولی ابوحنیفہ" ابوحنیفہ کا غلام پڑگیا۔ آپ مدینہ منورہ میں محمد بن حسن بن علی رضؓ سے ملے تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ہی نے میرے دادا کی احادیث کی خلاف ورزی کی ہے محض اپنی رائے اور قیاس سے؟ تو آپنے فرمایا کہ پناہ بخدا تشریف رکھئے کہ آپ کی عزت آپکے دادا کی عزت کے مانند ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ تشریف فرما ہوئے اور ابوحنیفہؒ ان کے سامنے دوزانوں بیٹھ گئے پھر پوچھا کہ یہ بتایئے کہ مرد کمزور ہے یا عورت تو انھوں نے فرمایا کہ عورت کمزور ہے آپنے دریافت کیا کہ عورت کا میراث میں حصہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ مرد کے حصے سے آدھا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر میں عقل ہی سے کہتا تو اسکے برعکس ہوتا۔ پھر آپنے دریافت کیا کہ یہ بتایئے کہ نماز افضل ہے یا روزہ، انھوں نے جواب دیا کہ نماز آپنے فرمایا کہ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو حائض کو نماز کی قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کی قضاء کا پھر آپنے فرمایا کہ پیشاب ناپاک ہے یا نطفہ انھوں نے جواب دیا کہ پیشاب آپنے فرمایا کہ اگر میں قیاس سے حکم کرتا تو پیشاب کی وجہ سے غسل واجب کرتا نہ کہ منی کی وجہ سے پناہ بخدا کہ میں خلاف حدیث کچھ کہوں بلکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خادم ہوں تو انھوں نے کھڑے ہوکر آپ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور ایک مسافر اپنی ایک حسین وجمیل بیوی لیکر کوفہ آیا ایک کوفی کو محبت ہوگئی اور اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے۔ عورت

اس کو پسند کرتی تھی اور پہلے شوہر سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھی لیکن شوہر اپنا نکاح ثابت کرنے سے عاجز رہا۔ یہ مسئلہ ابو حنیفہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ اور ابن ابی لیلیٰ کچھ لوگوں کے ہمراہ شوہر کی قیام گاہ پر گئے اور کچھ عورتوں سے کہا کہ وہ اس کے گھر جائیں۔ جب وہ عورتیں گھر گئیں تو اس شخص کے کتے ان پر بھونکنے لگے پھر اصل عورت سے کہا کہ اب وہ جائے کتا اس کو دیکھ کر دم ہلانے لگا اور اس کے گرد گھومنے لگا تب امام صاحب نے فرمایا کہ اب حق ظاہر ہو گیا اور اسی کی مثل وہ واقعہ ہے جو ان کے ہم مذہب علماء سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کرے اور اس کے ساتھ اس کا کتا بھی ہو تو خلوت صحیح ہے اور مہر واجب ہے لیکن اگر عورت کا کتا ہو تو مہر موکد نہیں اور آپ کو ابن ہبیرہ نے ایک نگینہ دکھایا جس پر عطا ابن عبد اللہ لکھا تھا اور یہ کہا کہ میں اس انگوٹھی کو پہننا ناپسند کرتا ہوں، کیونکہ اس پر دوسرے کا نام ہے اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں تو آپ نے فرمایا کہ با کے سر کو گول کر دو تو یہ ہو جائے گا عطا من عند اللہ (یعنی اللہ کی دین) تو وہ آپ کی اس حاضر جوابی پر بہت متعجب ہوئے۔ اور ابن ہبیرہ نے آپ سے کہا کہ ہمارے پاس بکثرت آیا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ آ کر کیا کروں اگر آپ قرب عطا کریں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے اور دور رکھیں گے تو رسوا کریں گے اور میرے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں جس پر مجھے آپ کا خوف ہو۔ اور یہی بات آپ نے اس وقت کہی جبکہ منصور اور حاکم کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ نے آپ سے زائد آمد و رفت کی درخواست کی۔ ضحاک مروزی کوفہ میں آئے اور سب مردوں کے قتل کا حکم دیا تو ابو حنیفہ ایک قمیض اور قادر میں اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ مردوں کے قتل کا حکم کیوں دیا ہے؟ تو اس نے کہا اس لئے کہ وہ مرتد ہیں تو آپ نے پوچھا کہ کیا ان کا دین اس کے علاوہ کچھ اور تھا جس پر اب وہ ہیں اور اب وہ مرتد ہو کر اس دین کی طرف آئے ہیں؟ یا ان کا دین یہی تھا۔ ضحاک نے کہا کہ اپنی بات کو ذرا پھر دہراؤ۔ آپ نے

اپنی بات دہرائی تو ضحاک نے کہا کہ ہم سے غلطی ہوئی اور لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں نیام میں کرلیں اور لوگوں نے نجات پائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خارجی جب کوفہ میں داخل ہوئے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ اپنے ہر مخالف کی تکفیر کرتے تھے تو توان سے ابوحنیفہ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ ان کے شیخ ہیں چنانچہ انھوں نے ان کو بلوالیا اور کہا کہ کفر سے توبہ کرو تو آپ نے فرمایا کہ میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں تو کسی نے خوارج کو بتایا کہ یہ کہتے ہیں کہ تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں چنانچہ انھوں نے آپ کو دوبارہ پکڑ لیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہ بات علم سے کہہ رہے ہو یا ظن سے انھوں نے کہا کہ ظن سے تو آپ نے فرمایا کہ بعض گمان گناہ ہے اور گناہ تمہارے نزدیک کفر ہے تو تم کفر سے توبہ کرو تو انہوں نے کہا کہ تم بھی توبہ کرو۔

"تنبیہ"

وقع لبعض حساد ابی حنیفة الذین ینتقصونه بما هو بری منه۔ انه ذکر من مثالبه ان کفر مرتین و استتیب مرتین وانما وقع له ذلك مع الخوارج فارادوا انتقاصه به ولیس بنقص بل هو غایة فی رفعته اذ لم یوجد احد یحاجهم غیره رحمة الله علیه واوصی رجل الی آخر و سلمه کیسا فیه الف دینار وقال

تنبیہ

حضرت ابوحنیفہ کے بعض حاسدین (جو آپ پر غلط تہمت ترازی کرتے ہیں) نے کہا آپ نے دو مرتبہ کفر کیا اور دو مرتبہ آپ سے توبہ کرائی گئی تو درحقیقت یہ معاملہ آپ کا خوارج کے ساتھ پیش آیا جس سے وہ ان کی شان میں تنقیص کا ارادہ کرتے ہیں حالانکہ یہ تو انتہائی کمال ہے کیونکہ ان کے علاوہ کوئی تھا ہی نہیں جو خوارج سے مناظرہ کرتا اور ایک شخص نے دوسرے کو وصیت کی اور اسکو ایک ہزار دینار کی تھیلی پیش کی اور اس سے کہا کہ جب

اذا كبر ولدی فاعطہ ماتحب
فلما كبر اعطاہ الكيس دون
ما فيہ فجاء الولد لابی حنيفة
و ذكر لہ الخبر فدعا الوصی و
قال اعطہ الالف لان الذی
تحبہ ھو الذی امسكتہ اذ كل
احد غالبًا انما يمسك الذی
يحبہ و يعطی الذی لا يحبہ و
كان بعض المحدثين يقع فيہ
و وقع فی ورطۃ لم يری من مخلصہ
منھا غيرہ وھی انہ قال لزوجتہ
ان سالتنی الليلۃ الطلاق ولم
اطلقك فانت طالق وقالت
ان لم اسئلك الليلۃ الطلاق
فعبدی حر فقال لھا الامام
سليہ الطلاق وقال لہ قل انت
طالق ان سئت ثم قال اذھبا
فلا حنث عليكما وقال لہ تب
الی اللہ من الوقيعۃ فيمن
حمل اليك العلم فتاب وكانا
بعد يدعوان لہ دبر كل صلوٰۃ

میرا لڑکا بڑا ہو جائے تو تم جو چاہو اسے
دیدینا۔ جب لڑکا بڑا ہوا تو اس شخص
نے لڑکے کو خالی تھیلی پکڑا دی لڑکا ابو حنیفہ
کی خدمت میں آیا اور واقعہ کہہ سنایا آپ نے
وصی کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم اس کو
ایک ہزار دینار دیدو کیونکہ جس کو تم نے
چاہا اور پسند کیا وہی ہے جس کو تم نے روک
رکھا ہے کیونکہ غالباً ہر شخص اسی چیز کو
روک کر رکھتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے
اور جس کو وہ ناپسند کرتا ہے دیدیتا ہے
ایک محدث آپ کے بارے میں کچھ توہین
کرتے تھے تو وہ ایک مشکل میں پڑ گئے۔
جس سے ابو حنیفہ کے سوا رہائی دینے
والا کوئی نہ تھا اور وہ مشکل یہ تھی کہ انھوں
نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے آج رات
مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھ کو
طلاق نہ دی تو تجھے طلاق ہے ان سے
کہا کہ اگر میں آج رات تجھ سے طلاق نہ
مانگوں تو میرا غلام آزاد ہے تو اس
عورت سے امام صاحب نے فرمایا کہ تم ان
سے طلاق کا مطالبہ کرو اور ان سے کہا

وحلف شخص بالطلاق من
زوجته ان لم تطبخ له قدرا فيها
مكوك ملح لا يظهر له اثر في الطعام
المطبوخ فسئل عنها فقال
تطبخ بيضة في قدر وتلقي عليه
الملح المحلوف عليه واكثر منه
واراد جماعة من الدهرية قتله
فقال حتى نبحث في مسئلة
ثم شأنكم وما اردتم فقال
ما تقولون في سفينة مشحونة
بالاثقال في بحر ذي موج متلاطم
بلا ملاح أيجوز هذا قالوا هذا
محال قال ايجوز في العقل مثل
وجود هذه الدنيا مع تباين
اطرافها واختلاف احوالها و
امورها وتغيير اعمالها وافعالها
من غير صانع حكيم ومدبر عليم
فتابوا جميعا وغمدوا سيوفهم
وجاءه رجل له على آخر الف
انكره واراد الحلف وليس مع
المدعي الا شاهد واحد و

کہ آپ ان سے کہدیں کہ تجھ کو طلاق ہے
اگر تو چاہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جاؤ تم میں سے
کوئی بھی حانث نہ ہوا اور ان سے کہا کہ
اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو کہ جو تم تک
علم لے کر آئے تم اس کی شان میں گستاخی
کرتے ہو پھر وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز
کے بعد ابو حنیفہ کے حق میں دعا کرتے ہیں
اور ایک شخص نے اپنی بیوی کی طلاق کی
قسم کھائی اور اس شرط پر کہ وہ ایسی
ہانڈی نہ پکائے جس میں ۱½ صاع نمک
ہو اور اس کا اثر پکے ہوئے کھانے میں
ظاہر نہ ہو تو یہ مسئلہ آپ سے دریافت کیا
گیا تو آپنے فرمایا کہ ہانڈی میں انڈے
پکائے اور جتنے نمک کی قسم کھائی ہے
یا اس سے زائد ڈالدے۔ اور دہریوں
کی ایک جماعت نے آپ کے قتل کا ارادہ
کیا آپنے فرمایا کہ پہلے ایک مسئلہ میں بحث
کرلو پھر تم جانو اور تمہارا کام جانے آپنے
ان سے دریافت کیا کہ تم اس کشتی کے
بارے میں کیا کہتے ہو جس پر بوجھ لدا ہوا
ہے اور ملاح غائب ہے کیا ایسا ہونا ممکن

علم ابو حنیفۃ صدقہ فامرہ
ان یھبہ لحاضر بحضرۃ شاھدہ
ثم امر الحاضر بالدعوی علی
المدین بالالف وامر الشاھد
والواھب ان یشھدا لہ بالالف
ففعلا فحکم القاضی بالالف
وھذا الباب طویل وفیما ذکرناہ
کفایۃ علی ان فی بعض ما لم
نذکرہ خللاً او نزاعاً فی ثبوتہ
اوجب حذفہ"

ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے تو
آپ نے فرمایا کہ عقلاً کیا اس جیسی دنیا کا
وجود باوجود اس کے اطراف، احوال
اور امور تغیر کے اور افعال کے مختلف ہونے
کے۔ بلا کسی بنانے والے، حکمت والے
تدبیر والے کے کیونکر ممکن ہے تو سب نے
توبہ کر لی اور اپنی تلواریں نیام میں رکھ
لیں۔ اور آپ کے پاس ایک شخص آیا
جس کے دوسرے شخص پر ایک ہزار
درہم چاہئے تھے اور وہ منکر تھا اور قسم
کھانے کو تیار تھا اور مدعی کے پاس صرف
ایک گواہ تھا اور ابو حنیفہ کو اس کی سچائی کا علم تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ روپیہ اس
موجود شخص کو ہبہ کر دو اس کے گواہ کی موجودگی میں پھر حاضر شخص سے کہا اب تم دعویٰ
کر دو اصل مقروض پر جس پر ہزار درہم چاہئیں اور شاہد اور ہبہ دینے والے کو
حکم دیا کہ وہ دونوں اس کے حق میں شہادت دیدیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا
تو قاضی نے ایک ہزار روپیہ واپس کرنے کا حکم کرا دیا اور یہ بات بہت لمبی ہے جو کچھ
میں نے ذکر کیا وہ کافی ہے جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کے غیر میں کچھ خلل اور جھگڑا
ہے لہذا اس کو حذف کرنا ضروری سمجھا۔

الفصل الرابع والعشرون فی حلمہ ونحوہ

قال یزید بن هارون ما رأیت احلم منہ کان لہ فضل ودین وورع وحفظ لسان واقبال علی ما یعنیہ وقال غیرہ شتمہ رجل واطا بخو یا زندیق فقال لہ غفر اللہ لک ھو یعلم منی خلاف ما تقول وقال عبد الرزاق ما رایت احلم منہ کنا معہ بمسجد الخیف والناس حولہ فسالہ بصری عن مسئلۃ فاجابہ فاعترضہ بان الحسن خالفہ فقال اخطا الحسن فقال لہ رجل یا ابن الزانیۃ انت تقول اخطا الحسن فصاح الناس وھموا بہ فسکنھم ابوحنیفۃ واطرق ساعۃ ثم رفع راسہ فقال نعم اخطأ الحسن واصاب ابن مسعود فیما روی

چوبیسویں فصل ان کے حلم وغیرہ کے بیان میں

یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد حلیم کوئی نہ دیکھا آپ میں فضل، دین ورع حفظ لسان اور مقصد کی چیزوں پر پوری توجہ کرنے کی صفات تھیں اور ایک شخص نے گالی دی اور بہت زائد دیتا رہا مثلاً "یا زندیق" تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تیرے لئے مغفرت کرے اسکے علم میں اس چیز کے خلاف ہے جو کہتا ہے اور عبد الرزاق نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد بردبار شخص نہیں دیکھا ہم ان کے ساتھ مسجد حنیف میں تھے لوگ ان کے ارد گرد تھے تو ایک بصری نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا آپنے اس کا جواب دیا اس پر بصری نے اعتراض کیا کہ حسن بصری نے اس کے مخالف کہا ہے آپ نے فرمایا کہ حسن نے غلطی کی تو اس شخص نے کہا کہ اے زانیہ کے بیٹے تو یہ کہتا ہے کہ حسن نے غلطی کی تو لوگ چیخنے چلّانے لگے

عن رسول الله صلی الله علیه
وسلم وکان یقول ماجازیت
احدا بسوءٍ قط ولا لعنت
احدا ولا ظلمت مسلما ولا
معاهدا ولا غششت احدا
ولا خدعته وقیل له ان الثوری
ینال منك ویتکلم فیك فقال
غفر الله له ثم مدحه وکان
بجواره اسکاف اذا سکر یتغنی:

"شعر"

اضاعونی وای فتی اضاعوا
لیوم کریهة وسداد ثغر

ففقد صوته لیلة فقیل
اخذه العسس فرکب للامیر
فزاد فی تعظیمه وامر باطلاقه
واطلاق کل من مسك تلك
اللیلة ومابعدها فرکب راجعا
والاسکاف یمشی خلفه فقال
یافتی اضعناك قال لا بل
حفظت ورعیت جزاك الله
خیرا ثم تاب وحسنت توبته

اور اسکو مارنے کا ارادہ کرنے لگے ابو حنیفہؒ نے
ان کو بر سکون رہنے کا حکم دیا اور تھوڑی
دیر سر جھکا کر اٹھایا اور پھر فرمایا کہ حسن نے
غلطی کی اور ابن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت کی اور آپ کا
قول تھا کہ میں نے کسی کو کبھی برائی سے بدلہ نہیں
دیا اور نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کسی مسلمان پر
اور نہ کسی معاہد پر ظلم کیا اور نہ کسی کو دھوکہ دیا
آپ سے کسی نے کہا کہ ثوری آپ کی شان میں
گستاخی کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ ان کی
مغفرت کرے اور پھر انکی تعریف کی۔ اور
آپ کے پڑوس میں ایک چمار رہتا تھا جب وہ
نشہ میں ہوتا تو گانے لگتا اور یہ شعر پڑھتا
کہ لوگوں نے مجھکو ضائع کر دیا اور ایسے اچھے
نوجوان کو ضائع کر دیا جو جنگ اور سرحدوں
کی حفاظت کے کام آتا۔ ایک رات اسکی
آواز نہ آئی تو معلوم ہوا کہ اس کو پولیس نے
گرفتار کر لیا آپ امیر شہر کے پاس سوار ہو کر
گئے اس نے آپ کی بہت تعظیم کی اور نہ
صرف اسکو چھوڑنے کا حکم دیا بلکہ اس رات
اور اس کے بعد والی رات جو لوگ بھی گرفتار

ولازم مجلسہ حتی صار فقیہاً۔
وقال الولید بن قاسم کان
کریم الطبع عظیم التفقد و
المواساۃ لاصحابہ وقال
عصام لم یکن لاحد من الحق
کما لابی حنیفۃ علی اصحابہ
وکان الذباب اذا وقع علی احد
منہم یری مشقۃ ذلک علیہ"
وقیل لہ عن بعضہم انہ سقط
من سطحہ فصاح صیحۃ سمعہا
من فی المسجد وقام فزعا علیہ
حافیا ثم بکی وقال لو امکننی
حمل ذلک حملتہ وکان
یاتیہ صباحا ومساء حتی برئ
وجاء لا رجل فقال انی
وضعت کتابا علی خطک
الی فلان فاعطانی اربعۃ آلاف
درہم فقال ابوحنیفۃ ان
کنتم منتفعین بہذا
فافعلوہ"
وقال ابومعاذ کان

ہوئے سب کو چھوڑنے کا حکم دیا اب آپ
سوار ہو کر واپس آرہے تھے اور حمار آپ کے
پیچھے چل رہا تھا آپنے اس سے دریافت کیا
کہ اے نوجوان کیا ہم نے تجھکو ضائع کیا۔
اس نے کہا کہ نہیں بلکہ آپنے حفاظت کی
اور خیال رکھا اللہ آپ کو اچھی جزا دے پھر
تائب ہوا اور اسکی توبہ اچھی ہوئی اور وہ
آپ کا ہمنشین بن گیا بالآخر وہ فقیہ ہو گیا
اور ولید بن قاسم کا بیان ہے کہ آپ کریم الطبع
تھے اور اپنے احباب کے حالات کی بہت خبرگیری
فرماتے اور انکی غمخواری کرتے اور عصام نے
کہا کہ جتنا حق ابوحنیفہ کا اپنے احباب پر تھا
اتنا کسی کا نہ ہوا اگر کسی پر مکھی بھی بیٹھ جاتی
تو آپ پر یہ دشوار ہوتا تھا۔ آپ کو آپکے کسی
ساتھی کے متعلق اطلاع دی گئی کہ وہ چھت
سے گر پڑے تو آپنے ایک چیخ ماری جسکو مسجد
والوں نے سنا اور ننگے پیر گھبراہٹ میں اسکی
طرف دوڑے اور فرمایا کہ اگر میں اس کو اٹھا
سکتا تو اٹھا لیتا اور اس کی خبرگیری کو صبح وشام
تشریف لاتے حتی کہ وہ تندرست ہو گیا۔
آپکے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے

ابو حنيفة مع معرفته بقربي
من سفيان وبينهما ما بين
الاقران يقربني ويقضي حوائجي
وكان حليما ورعا وقورا قد
جمع الله فيه خصالا شريفة
وشتمه رجل وهو في درسه
واكثر فما التفت اليه ولا
قطع كلامه ونهى اصحابه عن
مخاطبته فلما فرغ وقام تبعه
الى باب داره فقام على بابه و
قال للرجل هذه داري وان
كان بقي معك شي فاتمه حتى
لا يبقى في نفسك شي فاستحى
الرجل»

وفي قصة اخرى انه تبعه
فلما دخل جعل يسب ويشتم
فلم يجبه احد فقال انعد وني
كلبا فقيل من داخل الدار نعم

وقال ابو يوسف كان يحمل
والده على حمار الى مجلس عمر
بن ذر كراهية ان يرد امرها

آپ کی طرف سے ایک خط فلاں شخص کو لکھا تو
اس نے مجھکو چار ہزار درہم دیدیئے تو آپ نے
فرمایا کہ اگر تم کو اس سے نفع ہو سکتا ہے تو
نفع حاصل کرو۔ اور ابو معاذ نے کہا کہ ابو حنیفہ
یہ جانتے ہوئے کہ میں سفیان کا مقرب ہوں
اور ان میں اور ابو حنیفہ میں اسی قسم کے تعلقات
تھے جیسے ہمسروں میں ہوتے تھے۔ ابو حنیفہ
مجھکو اپنا قرب عطا کرتے اور میری ضروریات
پوری کرتے تھے۔ آپ بردبار، متقی اور باوقار
تھے اللہ نے آپ میں شرافت کی تمام خصلتیں
جمع فرمادی تھیں آپ کو ایک شخص نے آپکے
درس میں گالی دی اور برابر دیتا رہا آپ اسکی
طرف متوجہ تک نہ ہوئے اور نہ ہی اپنا سلسلہ
کلام منقطع فرمایا اور اپنے ساتھیوں سے
منع کیا کہ اس سے گفتگو کریں جب آپ فارغ
ہو کر اٹھے تو وہ شخص آپکے پیچھے آپکے گھر کے
دروازہ تک گیا آپ دروازہ پر کھڑے ہوگئے
اور اس شخص سے کہا کہ یہ میرا گھر آگیا ہے اگر
کچھ تیرے پاس باقی رہ گیا ہے تو اس کو بھی
پورا کرلے تاکہ تیرے دل میں حسرت نہ رہ جائے
یہ سن کر وہ شخص شرما گیا ایک دوسری روایت

وقال ابوحنیفۃ ربما ذھبت
بھا الی مجلسہ وربما امرتنی ان
اذھب الیہ واسئلہ عن مسئلۃ
فآیتہ واذکرہ لہ واقول لہ ان
امی امرتنی ان اسئلک عنہ فیقول
وانت تسئلنی عن ھذا فاقول ھی
امرتنی فیقول قل لی کیف ھوحتی
اخبرک فاخبرہ بالجواب ثم
یخبرلی بہ فآیتھا واخبرھا عنہ
بما قال۔ ونظیر ذلک انھا
استفتت عن شئ فافتیتھا فلم
تقبلہ وقالت لا اقبل الا قول
زرعۃ القاص ای الواعظ، فجاء
بھا الیہ وقال لہ ان امی تستفتیک
فی کذا فقال انت اعلم وافقہ فافتھا
قال انی افتیتھا بکذا فقال زرعۃ
القول ما قال ابوحنیفۃ فرضیت
والصرفت وقال الجرجانی سالہ
بحضرتی شاب فاجابہ فقال لہ
اخطأت فقلت لمن حولہ سبحان
اللہ الا تعظمون ھذا الشیخ

کے مطابق وہ شخص آپ کے پیچھے ہولیا جب
آپ گھر میں داخل ہوگئے تو گالی گلوچ کرنے
لگا تو کسی شخص نے جواب نہ دیا۔ وہ شخص کہنے
لگا کیا تم مجھ کو کتا سمجھتے ہو؟ تو گھر کے اندر سے
آواز آئی ہاں۔ اور ابو یوسف نے فرمایا کہ آپ
اپنی والدہ کو گدھے پر بیٹھا کر عمر بن ذر کی مجلس
میں لے جاتے تاکہ ان کا حکم نہ ٹالیں اور
ابوحنیفہ نے فرمایا کہ بسا اوقات وہ مجھے حکم
دیتیں کہ میں انکو عمر بن ذر کی مجلس میں لے
جاؤں اور بسا اوقات حکم دیتیں کہ میں
خود جاؤں اور ان سے مسئلہ دریافت کروں
تو وہ فرماتے کہ آپ مجھ سے یہ مسئلہ دریافت
کرتے ہیں تو میں کہتا کہ جی انھوں نے مجھ کو
حکم دیا ہے کہ میں یہ مسئلہ آپ سے پوچھوں تو
وہ مجھ سے کہتے کہ آپ ہی بتائیے تاکہ پھر میں
یہ مسئلہ بتاؤں تو میں ان کو جواب پھر وہ مجھ
کو جواب دیتے پھر میں اپنی والدہ کے پاس
آکر بتا دیتا۔ اور اسکی ایک نظیر یہ ہے کہ
انھوں نے مجھ سے ایک فتویٰ طلب کیا میں
نے انکو جواب دیا مگر انھوں نے نہ قبول کیا
اور فرمایا کہ میں تو قصہ گو واعظ یعنی زرعہ

فالتفت الی فقال دعهم فانی
قد عودتهم ذلك من نفسي
وقال ماصليت صلاة منذمات
حماد الا استغفرت له مع
والدی ومامددت رجلی نحو داره
وان بيني وبينه سبع سكك
وانی لاستغفر لمن تعلمت منه
او علمني وقال ابن المبارك
ماكان اوقر من مجلسه كان حسن
السمت حسن الثوب حسن
الوجه وقال زفر كان حمولا
صبورا ومر به سفيان بن
عيينة وقد ارتفع صوته
وصوت اصحابه بالمسجد فقال
يا ابا حنيفة هذا المسجد والصوت
لا يرفع فيه فقال دعهم فانهم
لا يفقهون الا به وقال الرشيد
لابی يوسف صف لی اخلاق ابی
حنيفة فقال يا امير المومنين
ان الله عزوجل يقول (ما يلفظ
من قول الا لديه) رقيب

کی بات مانوں گی چنانچہ انکے پاس لے کر
گیا اور کہا کہ میری ماں آپ سے فلاں معاملہ میں
فتویٰ طلب کرتی ہیں تو انھوں نے کہا کہ آپ
زائد جاننے والے ہیں اور زائد فقیہ ہیں آپ
انکو فتویٰ دیدیجئے تو آپنے فرمایا کہ میں نے
فلاں فتویٰ دیا تھا۔ تو زرعہ نے کہا کہ بات
وہی ہے جو ابوحنیفہ کے کہی ہے تو وہ راضی
ہو کر چلی گئیں اور حبریان نے کہا کہ میری
موجودگی میں ایک شخص نے دریافت کیا
آپنے جواب دیا تو اس نے کہا کہ آپ نے
غلطی کی تو میں نے آپکے گرد بیٹھنے والوں سے
کہا کہ سبحان اللہ آپ لوگ اس شیخ کی تعظیم
نہیں کرتے تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا انھیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے
ان کو اس بات کا خود عادی بنا دیا ہے
آپنے فرمایا کہ جب سے حماد کی وفات ہوئی ہے
میں ہر نماز کے بعد انکے لئے استغفار کرتا
ہوں اور اپنے والد کے لئے بھی اور میں
نے کبھی انکے گھر کی طرف اپنے پیر دراز نہیں
کئے حالانکہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان
کئی گلیاں ہیں اور میں ہر اس شخص کیلئے

عتيد"

كان على به رحمه الله كان
شديد الذب عن محارم الله
تعالىٰ ان تؤتى شديد الورع
لا ينطق فى دين الله بما لا
يعلم يحب ان يطاع الله تعالىٰ
ولا يعصى مجانبا لاهل الدنيا
فى زمانهم لا ينافس فى عزها
طويل الصحت دائم الفكر على
علم واسع لم يكن مهذارا ولا
ثرثارا ان سئل عن مسئلة و
كان عنده فيها علم نطق به
واصاب فيها وان كان غير
ذلك قاس على الحق واتبعه
صائنا لنفسه ودينه بذولا
للعلم والمال مستغنيا بنفسه
عن جميع الناس لا يميل الى
طمع بعيدا عن الغيبة لا
يذكر احدا الا بخير-

فقال الرشيد هذه اخلاق
الصالحين وقال المعافى الموصلى

استغفار کرتا ہوں جس سے میں سیکھا ہے
یا جس نے مجھ کو علم پڑھایا اور ابن مبارک
نے فرمایا کہ آپ کی مجلس بہت ہی اچھی تھی
آپ اچھے اچھے لباس والے اچھے چہرے والے
تھے اور زفر نے کہا آپ متحمل اور صابر تھے
آپ اور آپ کے شاگرد مسجد میں آواز بلند
سے گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں سفیان
بن عینیہ کا وہاں سے گذر ہوا تو انھوں نے
کہا کہ اے ابو حنیفہ یہ مسجد ہے اس میں
آواز بلند نہیں کی جاتی تو آپ نے فرمایا کہ انہیں
چھوڑیئے یہ اس کے علاوہ سمجھتے نہیں اور
ہارون الرشید نے ابو یوسف سے کہا کہ
مجھے ابو حنیفہ کے اخلاق بتاؤ تو انہوں نے
کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ وہ جو بات بھی کرتا ہے تو اسکے پاس
ایک سرکش محافظ ہوتا ہے مجھے ان کے
بارے میں یہ معلومات ہیں۔ بیحد متقی تھے
اللہ کے دین میں وہی کہتے تھے جس کا علم
ہوتا تھا آپ یہ چاہتے تھے کہ اللہ کی اطاعت
کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اہل دنیا
سے انکے زمانے میں کنارہ کش تھے آپ کو

كان فيه عشر خصال ماكانت واحدة
منها في انسان الا صار رئيسا
في وقته وساد قبيلته الورع-
والصدق، والفقه، ومداراة
الناس، والمروة الصادقة، و
الاقبال على ما ينفع وطول الصمت
والاصابة بالقول ومعونة
اللهفان ولو عدوا وقال ابن
نمير كان يجلس ومعه اصحابه
كزفر وداؤد الطائي والقاسم
بن معن فيتطارحون مسئلة
فيما بينهم فيرتفع فيها اصواتهم
ثم يتكلم ابو حنيفة فيسكتون
حتى يفرغ فيتحفظون ماتكلم
به فاذا احكموا اخذوا في مسئلة
اخرى وكان يقول لوكان العوام
لي عبيدا لاعتقتهم وتبرأت
من ولائهم"

دنیاوی عزت کی کچھ پروا نہ تھی حد درجہ
خاموش مزاج تھے ہمہ وقت غور وفکر کے
خوگر وسیع علم والے بیہودہ گو نہ تھے اور کوئی
مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا اور اس کا علم
ہوتا تو آپ جواب دیتے اور اگر ایسا نہ ہوتا
تو حق پر قیاس کرتے اور اسی کی اتباع کرتے
اس میں اپنے نفس اور دین کی حفاظت کا
پورا خیال رکھتے آپ علم اور مال کو خرچ کرنے
والے اور لوگوں سے استغناء رکھنے والے
تھے لالچ قطعاً نہ تھا غیبت سے بہت دور
ہر شخص کا تذکرہ بھلائی سے کرتے رشید نے
یہ سن کر کہا کہ یہ اخلاق تو صالحین کے ہیں
اور معافی موصلی نے کہا کہ آپ میں دس
عادتیں ایسی تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی
کسی میں پائی گئی تو وہ وقت کا رئیس ہو گیا
اور اپنے قبیلہ کا سردار بن گیا تقویٰ، سچائی
پاکدامنی، لوگوں کی خاطر مدارات، سچی محبت،
نفع دہندہ چیز پر توجہ، لمبی خاموشی صحیح قول
اور مصیبت زدہ کی مدد خواہ دشمن ہی کیوں نہ ہوتا اور ابن منیر نے کہا کہ آپ اپنے شاگردوں
کے ہمراہ بیٹھتے جن میں زفر، داؤد طائی، قاسم بن معن وغیرہ ہوتے تو وہ آپس میں کوئی
نہ کوئی مسئلہ شروع کر دیتے اس میں ان کی آوازیں بلند ہو جاتیں پھر ابو حنیفہ بولتے

اور وہ سب خاموش ہو جاتے حتیٰ کہ وہ فارغ ہوتے اور وہ لوگ آپ کے کلام کو ذہن نشین کر لیتے جب یہ مسئلہ خوب اچھی طرح حل ہو جاتا تو دوسرے میں شروع ہو جاتے اور آپ فرماتے تھے کہ اگر سب لوگ میرے غلام ہوتے تو سب کو آزاد کرتا اور ان کی ولا کے حق سے بھی بری ہوتا۔

الفصل الخامس والعشرون فی اکلہ من کسبہ ورد لا للجوائز

قد تواتر عنہ رحمۃ اللہ علیہ انہ کان یتجر فی الخز مسعودًا ما ھو فیہ ولہ دکان فی الکوفۃ وشرکاء یسافرون لہ فی شراء ذلک ویبیعہ مستغنیا بنفسہ لا یمیل الی طمع ومن ثمۃ قال الحسن ابن زیاد واللہ ما قبل لاحد منھم ای الخلفاء والامراء جائزۃ ولا ھدیۃ ووصل الیہ من المنصور ثلاثون الف درھم فی دفعات فقال لہ یا امیر المومنین انی ببغداد

پچیسویں فصل آپ کے اپنی کمائی میں سے کھانے اور انعامات واپس کرنے کے بیان میں

آپ کے بارے میں متواتر روایت سے ثابت ہے کہ آپ کی ریشمی کپڑے کی تجارت تھی اور آپ اس میں ماہر تھے اور آپ کی ایک دکان کوفہ میں تھی اور آپ کے شریک اس کے لئے چیزوں کے خریدنے کے واسطے سفر کرتے تھے اور آپ بے نیازی کی شان سے خود فروخت .... فرماتے تھے طمع اور لالچ کو ذرہ برابر دخل نہ تھا اس لئے حسن بن زیاد نے کہا کہ بخدا آپ نے امراء اور خلفاء میں سے کسی کا کوئی تحفہ یا انعام قبول نہیں کیا منصور کی طرف سے آپ کو تیس ہزار درہم کئی مرتبہ آئے تو آپ نے

غريب وعندي ودائع الناس
وليس لها عندي موضع فاجعلها
في بيت المال فرائها[1] فقال
المنصور خدعنا ابو حنيفة،
وقال مصعب اجازه المنصور
بعشرة آلاف درهم فخشي
انه ان ردها غضب وان
قبلها دخل عليه في دينه ما
يكره فشاورني فقلت هذا
مال عظيم في عنيه اذا دعيت
لقبضه فقل لم يكن هذا املي
من امير المومنين فدعي
لقبضه فقال ذلك فبلغ
المنصور فحبس الجائزة فكان
يكاد لا يشاورني امره غيره
وخاصمت المنصور زوجته
في ميله عنها وطلبت العدل
ثم رضيت ان يكون ابو حنيفة
حكما بينهما فاحضر وجلست

منصور سے کہا کہ اے امیر المومنین میں بغداد
میں مسافر ہوں اور لوگوں کی امانتیں میرے
پاس ہیں جن کے رکھنے تک کی میرے پاس
جگہ نہیں تو آپ ان کو بیت المال میں رکھ
لیجیے چنانچہ وہ راضی ہوگیا۔ جب آپ کی
وفات ہوگئی تو لوگوں کی امانتیں بیت المال
سے نکالی گئیں اس میں آپ کے وہ تیس ہزار
درہم بھی جوں کے توں موجود تھے تو منصور
نے کہا کہ ابو حنیفہ نے ہم کو دھوکہ دیا اور
مصعب نے کہا کہ آپ کو منصور نے دس ہزار
کا انعام دیا تو آپ کو ڈر ہوا کہ اگر آپ اس
کو رد کریں گے تو ناراض ہوگا اور اگر اس
کو قبول کرتے ہیں تو آپ اس کو دینی لحاظ
سے مناسب خیال نہ فرماتے تھے تو انہوں
نے مجھے مشورہ دیا۔ میں نے کہا کہ یہ بہت
زائد مال ہے آپ کو اس پر قبضہ کرنے
کے لئے بلایا جائے تو آپ کہیں کہ مجھے
امیر المومنین سے یہ امید نہ تھی۔ چنانچہ
جب آپ کو قبضہ کے لئے بلایا گیا تو آپ نے

---

[1] اصل میں یہی لفظ ہے۔ مگر صحیح نودها معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲

خلف الستر، فقال له المنصور
كم يحل من النساء قال
اربع قال ومن الاماء قال
ماشاء . . . . قال هل
يجوز لاحد ان يقول بخلاف
ذلك قال لا قال اسمعي ياهذه
ثم قال يا امير المومنين انما
احل الله تعالیٰ ذلك لاهل
العدل والا فالواحدة قال
تعالیٰ فان خفتم ان لا تعدلوا
فواحدة الآية
فينبغي لنا ان نتادب
بآداب الله تعالیٰ فنتعظ
بمواعظه فسكت المنصور
فلما خرج ابوحنيفة اتبعته
هدية سنية فردها عليها
وقال انما ناضلت عن دين
الله لا تقربا لاحد ولا
طلبا للدنيا"

یہی لفظ کہے منصور کو اطلاع ہوئی تو
اس نے انعام روک لیا اس دن سے
آپ نے مصعب کو اپنا مشیر بنایا اور
ان کے سوا تقریباً کسی سے مشورہ لیتے
ہی نہ تھے۔ منصور کی بیوی نے منصور سے
اس بات پر جھگڑا کیا کہ وہ اس کے ساتھ
اچھے تعلقات نہیں رکھتا اور وہ عدل
کی خواستگار ہوئی اور پھر اس بات پر
راضی ہوئی کہ ابوحنیفہ ان دونوں میں
فیصلہ کریں۔ چنانچہ آپ کو بلایا گیا اور
وہ پردہ کی آڑ میں بیٹھ گئی۔ منصور نے
دریافت کیا کہ کتنی عورتیں حلال ہیں؟
آپ نے فرمایا چار۔ ان سے دریافت
کیا کہ اور باندیاں؟ کہا جتنی چاہو۔
اس نے کہا کہ کیا کسی کے لئے گنجائش ہے
کہ وہ اس کے خلاف کچھ کہے آپ نے
فرمایا کہ نہیں۔ منصور نے بیوی سے کہا
سن لو۔ پھر ابوحنیفہ نے کہا کہ اے
امیر المومنین بے شک اللہ نے یہ اہل
عدل کے لئے حلال کی ہیں ورنہ تو ایک ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ
"اور اگر تم کو یہ خطرہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو" تو ہمیں چاہیئے کہ

آداب خداوندی سے ادب سیکھیں اور اس کی نصیحت کو قبول کریں۔ منصور خاموش ہو گیا جب ابو حنیفہ نکلے تو اس عورت نے آپ کو قیمتی ہدیہ بھیجا جو آپ نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ میں نے تو اللہ کے دین کی خاطر یہ کوشش کی کسی کا تقرب اور دنیا کی طلب پیشِ نظر نہیں تھی۔

الفصل السادس والعشرون في ملبسه

چھبیسویں فصل آپ کے لباس کے بارے میں

قال حماد ولده كان حسن الهيئة كثير التعطر يعرف بالريح الطيبة قبل أن يرى وقال ابو يوسف كان يتعهد شسعه حتى لم ير منقطع الشع وقال غيرهما كان يلبس قلنسوة طويلة سوداء قال النضر قال لى وقد أراد الركوب أعطنى كساءك وخذ كسائى ففعلت فلما رجع قال اخجلتنى بغلظ كسائك و كان بخمسة دنانير ثم رأيت عليه كساء قومته بثلاثين

آپ کے صاحبزادے حماد کا بیان ہے آپ خوبصورت تھے عطر بکثرت استعمال فرماتے تھے اس لئے آپ کو دیکھنے سے قبل آپ کی آمد کی اطلاع ہو جاتی تھی۔ اور ابو یوسف آپ کے جوتوں کا خیال رکھتے تھے اس لئے کبھی آپ کے جوتے کا تسمہ لوٹا ہوا نہ دیکھا گیا اور فرمایا ان کے علاوہ دیگر حضرات کا بیان ہے کہ آپ سیاہ لمبی ٹوپی زیب تن فرماتے تھے نضر نے کہا کہ ابو حنیفہ نے ایک مرتبہ گھوڑے پر سواری کا ارادہ کیا تو مجھ سے کہا کہ ذرا اپنی چادر دیجئے اور میری چادر لے لیجئے۔ میں نے دیدی۔ جب واپس

دینارا وقوم رداءہ وقمیصہ باربعمائۃ درھم وکان لہ لباس جبۃ فنک وجبۃ سنجاب ثعلب یصلی فیھا ورداء علیہ علم وسبع قلانس احدا ھن سوداء"

آئے تو فرمایا کہ اپنی گندی چادر دیکر تم نے مجھ کو شرمسار کرایا وہ پانچ دینار کی تھی پھر میں نے دیکھا کہ آپ تیس دینار کی قیمتی چادر زیب تن فرمائے ہوئے ہیں اور آپ کی چادر اور قمیض کی قیمت چار سو درہم لگائی گئی اور آپ کا لباس فنک یا لومڑی کی اون کا جبہ تھا جس میں آپ نماز ادا فرماتے تھے۔ ایک چادر تھی جس پر نقش ونگار تھے اور سات ٹوپیاں تھی۔ جن میں ایک سیاہ تھی۔

الفصل السابع والعشرون فی شیء من حکمہ وادابہ

ستائیسویں فصل آپکی حکیمانہ باتوں اور آداب کے بیان میں

کان یتمثل کثیرا بقول القائل شعر:

کفی حزنا ان لا حیاۃ ھنیئۃ
ولا عمل یرضی بہ اللہ صالح

وکان یقول من تکلم فی شیء من العلم ونقدہ وھو یظن ان اللہ تعالیٰ لا یسالہ عنہ کیف افتیت فی دین اللہ فقد سھلت علیہ نفسہ ودینہ

آپ بسا اوقات یہ شعر پڑھتے تھے "غم کرنے کو یہ بات کافی ہے کہ نہ تو خوشگوار زندگی ہے اور نہ کوئی نیک عمل ہے جس سے خدا راضی ہو" آپ فرماتے تھے کہ جو علم میں کوئی اعتراض اور تنقید کرے یا یہ سمجھے کہ اللہ اس سے پوچھے گا ہی نہیں کہ تو نے اللہ کے دین میں کیا فتوی دیا تو اس نے اپنے دین اور نفس کے معاملہ کو ہلکا کر دیا۔ جس نے قبل از وقت رئیسی

من طلب الرياسة قبل وقتها
عاش في ذل لا يعرف الفقه
وقدره وقد راهله من كان
ثقيل المجالسة رأيت المعاصي
ذلة فتركها مروءة فصارت
ديانة من لم يمنعه العلم
عن محارم الله تعالى فهو من
الخاسرين جمع الهم بحذف
العلائق بأن لا يأخذ الا قدر
حاجة يعين على حفظ الفقه
ان لم يكن أولياء الله تعالى
في الدنيا والآخرة العلماء
فليس لله ولي وأفتى بعد
الصبح في مسائل فاجاب فيها
فقيل له أليس كانوا يكرهون
الكلام في مثل هذا الوقت
الا بخير فقال ابوحنيفة وأي
خير أكثر من ان يقول هذا
حلال وهذا حرام فنزه الله
ونحذر الخلق من معاصيه ان
الجواب اذا فرغ من الزاد ضاع

طلب کی تو وہ ذلت کی زندگی گزارے
گا نہ فقہ کو جانے گا اور نہ اس کی اور نہ اہل
فقہ کی قدر جانے گا اور جو شخص باوقار ہو
اور گناہوں کو ذلت سمجھے اور ان کو مروۃً
چھوڑ دے تو وہ دین میں شامل ہو جائیں
گے جس شخص کو علم اللہ کی محارم سے نہ
روکے تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں
ہوگا۔ دل کو سکون قطع تعلقات سے
حاصل ہوتا ہے اور اس کی صورت یہ
ہے کہ دنیا سے صرف اتنی ہی مقدار لے
جتنی کہ اس کو فقہ میں مدد دے دنیا
اور آخرت میں اگر علماء اللہ کے ولی نہیں
ہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی نہیں۔ اور صبح
کے بعد آپ سے کچھ مسائل دریافت کئے
گئے تو آپ نے انکے جوابات دیئے اس پر
کچھ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ اس
وقت کلام کو کیا بزرگانِ دین برا نہ
سمجھتے تھے سوائے خیر کے کلام کے تو آپ نے
جواب دیا کہ اس سے بہتر خیر کون سی ہوگی
کہ ہم کہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام
ہم اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور مخلوق

صاحبه وأُتي اليه رجل بكتاب
شفاعة ليحدثه فقال ما هذا
بطلب العلم قد أخذ الله
الميثاق على العلماء ليبيننه
للناس ولا يكتمونه لا يكون
العالم له خواص ولكن يعلم
الناس ويريد الله بتعليمه
وقال لبعض الناس لا تسألني
عن أمر الدين وأنا ماش أو
احدث الناس أو نائم أو متكئ
فان هذه الاماكن لا يجتمع
فيها عقل الرجال وسئل عن
علي ومعاوية وقتلى صفين
فقال أخاف أن أقدم على
الله تعالى بشئ يسألني عنه
ولو اسكت لم أسئل عنه
بل عما كلفت به فالاشتغال
به أولى وقال لاصحابه ان لم
تريدوا بهذا العلم الخير
ما تنفقوا وكان يقول عجبت
لقوم يقولون بالظن ويعملون

کو اس کی نافرمانی سے روکتے ہیں بیشک
تھیلا جب توشہ سے خالی ہو جاتا ہے تو
اس کا مالک اس کو ضائع کر دیتا ہے
اور ایک شخص آپ کے پاس سفارسی
خط لے کر آیا تاکہ آپ اس کو احادیث
سنائیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ طلب
علم نہیں ہے اللہ نے تو علماء سے پختہ
عہد لے لیا ہے کہ وہ حق لوگوں کے
سامنے ضرور بیان کریں گے اور اس کو
چھپائیں گے نہیں۔ وہ عالم نہیں ہو سکتا
کہ جس کے لئے کچھ خواص ہوں۔ عالم تو وہ
ہے جو لوگوں کو علم سکھائے اور سکھلانے
سے اللہ کی خوشنودی کا ارادہ کرے۔
آپنے ایک شخص سے کہا کہ مجھ سے دین کے
مسائل چلتے ہوئے یا لوگوں کی گفتگو
کی حالت میں یا سفر کی حالت میں یا ٹیک
لگانے کی حالت میں نہ دریافت کیا کرو
کہ ان حالات میں لوگوں کی عقل ٹھکانے
نہیں ہوتی ۔ آپ سے علی رض اور معاویہ رض
اور صفین کے مقتولین کے بارے میں
سوال کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ مجھ کو خطرہ ہے

به والله تعالیٰ یقول لنبیه صلی الله علیه وسلم ولا تقف ما لیس لك به علم الآیه

اگر میں کچھ کہہ کر خدا کی بارگاہ میں جاؤں گا تو وہ مجھ سے اس کے بارے میں دریافت کرے گا اور اگر خاموشی اختیار کر دوں تو مجھ سے اس بارے میں دریافت نہ کرے گا

جن کا میں مکلف ہوں تو اسی میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر اس علم سے تم خیر کا ارادہ نہ رکھوگے تو اس کے حاصل کرنے کی تم کو توفیق نہ ہو گی آپ فرماتے تھے کہ مجھے اس قوم پر تعجب ہے جو ظنی باتیں کہتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ جس کا تجھ کو علم نہیں اسکے پیچھے نہ پڑ۔

تنبیه

ینبغی تاویل کلام هذا رحمة الله علیه علی أن تعجبه انما هو من یقول بالظن أو یعمل به فی العقائد المطلوب فیها الیقین أو فی الفروع ولیس مجتهدا ولا مقلد المجتهد بخلاف المجتهد ومقلده لان الفقه من باب الظنون وان قیل الحکم معلوم والظن انما هو فی طریقه ولذا عبروا فی حده بانه العلم

تنبیہ

امام رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تاویل یوں ممکن ہے کہ آپ نے ان لوگوں سے تعجب کیا جو ظن سے قول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں ان عقائد میں جن میں مطلوب یقین ہوتا ہے یا فروعی مسائل ہی میں ایسا کرتے ہیں حالانکہ وہ نہ مجتہد ہیں اور نہ مجتہد کے مقلد برخلاف مجتہدین اور ان کے مقلدین کے کیونکہ فقہ تو یہی ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ حکم معلوم ہے اور ظن تو اسکی راہ میں ہے اس لئے اس کی تعریف یوں

بالاحكام الخ وقال من تعلم
العلم للدنيا حرم بركته ولم
يرسخ في قلبه وانتفع به كثيرا
أحد ومن تعلم الدين بورك
له فيه ورسخ في قلبه وانتفع
المقتبسون منه بعلمه وقال
لابراهيم بن أدهم يا ابراهيم
انك قد رزقت من العبادة شيأً
صالحا فليكن العلم من بالك
فانه رأس العبادة وبه قوام
الامور وقال من يطلب الحديث
ولم يتفقه كان كمن يجمع
الادوية ولا يدري منافعها
حتى يجئ الطبيب كما ان
المحدث لا يعرف وجه
حديثه حتى يجئ الفقيه
اذا أردت حاجة من حاجات
الدنيا فلا تأكل حتى تقضيها
فان الاكل يغير العقل وظاهر
ان مراده الاكل الكثير وقال
له المنصور لم لم تغشنا قال

کی گئی ہے کہ فقہ دو احکام کے علم کا نام
ہے اور فرمایا کہ جس نے علم دنیا کے لئے
حاصل کیا وہ علم کی برکت سے محروم رہے
گا اور وہ علم اسکے قلب میں راسخ نہ ہوگا
اور اس سے کوئی بھی نفع حاصل نہ کر سکے گا
اور جس نے علم دین کی خاطر خریدا اس کو
اس میں برکت ہوگی اور وہ اس کے دل
میں راسخ ہوگا اور فیض حاصل کرنے
والے اسکے علم سے مستفیض ہوتے ہیں
اور آپ نے ابراہیم بن ادہم سے فرمایا کہ
اے ابراہیم آپ کو عبادت کا اچھا حصہ
نصیب ہوا ہے تو آپنے علم بھی حاصل
کر لیا ہے کیونکہ وہ عبادت کی جڑ ہے اور
اسی سے معاملات کی درستی ہوتی ہے
اور آپنے فرمایا کہ جس نے حدیث طلب کی
اور فقہ حاصل نہ کی اسکی مثال ایسی ہے
جیسے کوئی آدمی دوائیں جمع کرے اور اسکا
نفع اس کو معلوم نہ ہو حتکہ طبیب آئے
اور بتائے جیسے کہ محدث اپنی حدیث کی
وجہ نہیں جانتا حتکہ فقیہ آئے۔ جب
تم کو دنیاوی ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت

لانه ليس عندي ما أخافك
عليه وان تقربني فتنتني وان
اقصيتني أجزيتني وقال لامير
الكوفة كسرة خبز وقعب ماء
وفرو ثوب مع السلامة خير
من العيش في نعيم يكون من
بعده ندامة وكان يقول
اذا تكلم عنده في الناس ايام
ونقل مالا يحبه الناس عفا
الله عمن قال فينا مكروها
ورحم الله من قال فينا
جميلا تفقهوا في دين الله
تعالى وذروا الناس وما قد
اختاروا لانفسهم فيحوجهم
الله تعالى اليكم وقال من
كرمت عليه نفسه هانت
عليه الدنيا وكل شدة فيها
من قطع عليك حديثك فلا
تعده فانه قليل المحبة في
العلم والادب لا تجمع لجيبك
الذنوب وهو نفسك والمال

در پیش ہو تو اس وقت تک نہ کھاؤ جب
تک کہ اس ضرورت کو پورا نہ کر لو۔ کیونکہ
کھانا عقل کو متغیر کرتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ
زائد کھانا عقل کو متغیر کرتا ہے۔ اور منصور
نے آپ سے دریافت کیا کہ تم ہمارے پاس
کیوں نہیں آتے آپ نے فرمایا اس لئے کہ
میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس
کا مجھے آپ سے خطرہ ہو۔ اور اگر آپ مجھ کو
قرب عطا کریں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے
اور اگر دور کریں گے تو مجھ کو رسوا کریں گے
آپ نے کوفہ کے امیر سے کہا کہ روٹی کا ٹکڑا
اور پانی کا پیالہ اور لباس سلامتی کے
ساتھ اس عیش کی زندگی سے بہتر ہے
کہ جس کے بعد ملامت ہو۔ جب آپ کے
سامنے کوئی لوگوں کی موجودگی میں کلام کرتا
تو آپ فرماتے کہ ایسی باتوں سے بچو جنکو
لوگ ناپسند کرتے ہوں اور اللہ اس کو
معاف کرے جس نے ہمارے بارے میں
کوئی بری بات کہی ہو اور اللہ اس پر رحم
کرے کہ جس نے ہمارے بارے میں کوئی
اچھی بات کہی۔ اللہ کے دین میں تفقہ حاصل

لبغيضك وهو الوارث ما قاتل
أحد عليا إلا وعلى أعلى بالحق
منه ولولا ما شاء من علي
فيهم ما علم أحد كيف السيرة
فى قتال بغاة المسلمين ونظير
هذا قول الشافعي رحمه الله
أخذت احكام البغاة وقتالهم
من قتال علي لمعاوية رضي
الله عنهما وأجاب في مسئلة
فقيل له لا يزال هذا المصر
أي الكوفة بخير ما أبقاك
الله تعالى فيه فقال

شعر

خلت الديار فسدت غير مسود
ومن العناء تفردي بالسود

وتقدم ولده حماد ليصلي
بالناس فاخذ ابو حنيفة
بمجامع ثوبه فاخره وقدم
غيره فقال يا أبت نفضحني
قال بل أردت ان نفضح نفسك
فمنعتك اذ لو صليت فقال

کرو اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ
وہ اپنے لئے جو چاہیں پسند کریں۔ خدا ان
کو تمہارا محتاج کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ
جس کو اپنی جان معزز نظر آئی دنیا اسکے
سامنے حقیر ہوئی اور اس کی ہر سختی ہیچ ہوئی
جو تمہاری بات کاٹ دے تم اس کا اعادہ
نہ کرو کیونکہ وہ علم و ادب سے کم محبت رکھنے
والا ہے۔ اپنے دوست کے لئے گناہ جمع
نہ کرو۔ دوست تیرا نفس ہے اور مال تیرے
دشمن کے لئے ہے اور وہی وارث ہے
جس نے بھی حضرت علیؓ سے قتال کیا حضرت
علیؓ حق میں اس سے اعلیٰ تھے! اور اگر
حضرت علیؓ کا برتاؤ جو ان کے ساتھ تھا
مشہور نہ ہوتا تو پتہ نہ چلتا کہ مسلمان باغیوں
کے ساتھ قتال کس طرح ہوتا ہے اور اسی
کی نظیر امام شافعی کا قول ہے کہ میں نے
باغیوں کے اور ان سے قتال کے احکام
علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ سے حاصل کئے
آپ نے ایک مسئلہ کا جواب دیا تو کسی نے
کہا کہ یہ شہر یعنی کوفہ اس وقت تک
بھلائی سے رہے گا جب تک آپ اس

قائن أعيد واصلاً فكم خلف
هذا فسطرفي الكتب ويبقى
عاره الى يوم القيامه

میں ہیں۔
شعر
"شعر خالی ہوگئے تو بلا سردار بنائے سردار بن بیٹھا۔ اور تکلیف دہ امر یہ ہے کہ میں سرداری میں تنہا ہوں"۔ آپ کے صاحبزادے حمّاد آگے بڑھے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آپ نے ان کو کپڑوں سے پکڑ کر پیچھے کر لیا تو انھوں نے کہا کہ اے ابا جان آپ مجھے رسوا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے آپ کو رسوا کرنے کا ارادہ کیا اور میں نے روک دیا ہے کیونکہ اگر تم نماز پڑھاتے تو کوئی کہتا کہ تم نے جو نماز اس کے پیچھے پڑھی ہے واپس لوٹاؤ۔ اب یہ بات کتابوں میں لکھ دی جاتی پھر اس کی شرمندگی قیامت تک باقی رہتی۔

الفصل الثامن والعشرون في محنته لما أرادوا توليته الوظـائف الجليلة كالقضاء ونظر بيت المال فامتنع

اٹھائیسویں فصل آپکی جفاکشی کے بیان میں جبکہ آپکو جلیل القدر مراتب دینے کا ارادہ کیا۔ مثلاً قضا اور بیت المال کی نگرانی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔

قال الربيع ارسلني لاحضاره يزيد بن عمرو بن هبيرة متولي العراق لمروان بن

ربیع کا بیان ہے کہ یزید بن عمرو بن ہبیرہ متولی عراق (منجانب مروان بن محمد بنو امیہ کا آخری بادشاہ) نے مجھ کو ابو حنیفہ

محمد آخر ملوك بنی امية
فاراده على بيت المال فابى
فضربه اسواطا وبسط هذه
القصة ان ابن هبيرة كان
واليا على العراق من بنی أمية
فظهرت الفتنة بالعراق فجمع
فقهاء العراق فولى كلا منهم
شيأ من عمله وأرسله الى
ابی حنيفة ليكون على خاتمه
ولا ينفذ كتاب ولا يخرج
شئ من بيت المال الا من
تحت يده فامتنع فحلف
ان لم يفعل ليضربنه فقال
له الفقهاء ننشدك الله لا
تهلك نفسك فانا اخوانك
وكلنا كاره لهذا الامر ولم
نجد بدا من قبوله فابى وقال
لو أرادنی أن اعد له أبواب
المسجد لم أفعل فكيف
وهو يريد أن يكتب بضرب
عنق رجل مسلم أی مثلا و

کے بلانے کو بھیجا لیکن آپ نے کسی بھی عہدے
کے لینے سے انکار کر دیا تو اس نے آپ کو
کوڑے لگوائے اور اس قصہ کو تفصیل سے
بیان کیا کہ ابن ہبیرہ عراق کا بادشاہ تھا
بنو امیہ کی جانب سے عراق میں فتنہ ظاہر ہوا تو
اس نے فقہائے عراق کو جمع کیا اور ہر ایک کو
اپنے کام میں سے کچھ حصہ سپرد کر دیا اور ابن
ہبیرہ نے ابو حنیفہ کی طرف بھیجا تاکہ آپ
ان کی انگوٹھی کے محافظ بنے رہیں اور کوئی
خط اور کوئی چیز بھی بیت المال سے آپ ہی
کے ہاتھ سے نکلے تو آپ نے انکار کیا تو اس
نے قسم کھائی کہ اگر ایسا نہ کروگے تو میں تم کو
ضرور ضرور ماروں گا۔ تو فقہا نے آپ سے
کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ
آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں کیونکہ
ہم بھی آپ ہی کے ہیں اور اس چیز کو ناپسند
کرتے ہیں لیکن اس کے قبول کرنے سے چارہ
کار نہیں آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر یہ
مجھ سے یہ کہیں کہ میں انکے لئے مسجد کے
دروازوں کو شمار کروں تو یہ بھی نہ کروں گا
تو اب اس سے اندازہ کیجئے کہ اگر وہ کسی

خص ذلك لان القتل اعظم
الكبائر بعد الشرك وأختم
أنا على ذلك الكتاب فوالله
لا أدخل فى هذا أبدا فحبسه
صاحب الشرطة جمعتين لم
يضربه ثم ضربه أربعة عشر
سوطا وفى رواية انه ضرب
أياما متواليه فجاء رجل لابن
هبيرة فقال له ان الرجل
ميت فقال قل له يخرجنا
من يميننا فسأله فقال لو سألنى
ان أعد له أبواب المسجد ما
فعلت دعونى أستشير اخوانى
فى ذلك فاغتنم ابن هبيرة
ذلك فامر بتخليته فركب
دوابه وهرب الى مكة سنة
مائة وثلاثين فاقام بها الى
أن صارت الخلافة للعباسية
فقدم الكوفة زمن المنصور
فأكرمه وأجله وأمر له
بعشرة آلاف درهم وجاريه

مسلمان کی گردن مارنے کا حکم دے مثلاً
اور اس کا خصوصی ذکر اس لئے کیا کہ یہ بڑے
گناہوں میں سے ایک ہے شرک کے بعد
اور پھر میں ان کے خط پر مہر لگاؤں بخدا میں
یہ کام کبھی نہ کروں گا۔ چنانچہ کوتوال نے
آپ کو قید کر دیا۔ دو جمعہ اسی طرح رکھا اور
مارا نہیں پھر چودہ کوڑے مارے اور ایک
روایت میں ہے کہ پے در پے مارا تو ایک
شخص نے آکر ابن ہبیرہ کو بتایا کہ ابو حنیفہ
تو مر ہی جائیں گے تو اس نے کہا کہ ان سے
کہو کہ وہ ہم کو ہماری قسم سے عہدہ برآ کر دیں
چنانچہ اس شخص نے یہ بات آپ سے آکر
کہی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے مسجد کے
دروازے شمار کرنے کو بھی کہیں گے تو میں
راضی نہیں۔ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنے
ساتھیوں سے مشورہ کر لوں تو ابن ہبیرہ
نے اس کو غنیمت سمجھا اور ان کو چھوڑ دیا تو
آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکہ کو ۱۳۰ھ
میں فرار ہو گئے۔ اور وہیں مقیم رہے حتی کہ
خلافت عباسیین کے ہاتھ آئی تو منصور
کے زمانے میں وارد کوفہ ہوئے اس نے

فأبی قبول ذلك ورد الخطيب
واقعة أخری له مع ابن هبيرة
هی انه كلمه فی أن يلی الكوفة
فأبی عليه فضربه مائة سوط
وعشرة أسواط فی كل يوم
عشرة اسواط وهو علی الامتناع
فلما رأی ذلك خلی سبيله وفی
رواية انه أمره بولاية القضأ
فامتنع فحبسه فقيل له انه
حلف ان لا يخرجك حتی تلی
ولاية وانه يريد بناء تعد له
اللبن فقال واللہ ولو سائنی
ان أعد له أبواب المسجد ما
فعلت ولما خلی سبيله قال
كان غم والدتی بضربی علی
أشد من الضرب وفی رواية
انه أمر بضربه علی رأسه
فانتفخ رأسه ثم أمر بضربه
علی رأسه فانتفخ رأسه ثم
أمر باطلاقه وذكرانه رأی
رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم

آپ کی بہت تعظیم وتکریم کی اور دس ہزار
درہم اور ایک باندی دینے کا حکم دیا لیکن
آپنے یہ پیش کش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
اور خطیب نے ابن ہبیرہ کے ساتھ آپ کا
ایک اور واقعہ بیان کیا اور وہ یہ ہے کہ
اس نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ والیٔ کوفہ
بن جائیں تو آپنے انکار کر دیا جس کی پاداش
میں اس نے آپ کو ایک سو دس کوڑے
لگوائے ہر دس کوڑے لگواتے جاتے مگر
آپ اپنے موقف سے نہ ہٹتے جب اس نے
آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کو رہا کر دیا
اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ کو
عہدۂ قضا کے قبول نہ کرنے پر قید کیا تو کسی
نے آپ سے کہا کہ وہ آپ کو اس وقت تک
آزادی نہ دے گا جب تک کہ آپ ولایت
کو قبول نہ کرلیں اور یہ کہ وہ ایک عمارت
بنانا چاہتا ہے اس کی اینٹیں آپ شمار کر دیں
تو آپنے فرمایا کہ بخدا اگر وہ مجھ سے کہے کہ میں
اسکے لئے مسجد کے دروازے شمار کر دوں تو
تو میں ایسا بھی کرنے کو تیار نہیں جب
آپ کو رہا کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ میری والدہ کا

فی النوم وهو يقول له أما تخاف الله تعالیٰ تضرب رجلا من اُمتی بلا جرم وهدده فأرسل اليه فأخرجه واستحله وكان احمد بن حنبل لما ضرب فی محنته يتذكر حال ابی حنيفة ويترحم عليه ووقع له مع المنصور نحو ذلك وذلك أن ابن ابی ليلیٰ قاضی الكوفة لما مات قال المنصور خلت الكوفة من حاكم عدل ثم أمر بحمل أبی حنيفة ومسعر والثوری وشريك فحملوا اليه فقال لهم أبو حنيفة أخمن فيكم تخمينا اما أنا فأحتال واتخلص واما مسعر فيتجانن وأما سفيان فيهرب وأما شريك فيقع فلما قربوا من بغداد أظهر سفيان انه يريد قضاء الحاجة فجلس الموكل به ينتظره فرأى سفينة فقال لملاحها ان لم

میری مار پر غمگین ہونا میرے لئے مار سے زائد تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر پر مارنے کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ سر پھول گیا پھر چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ کیا تجھے خوف خدا نہیں کہ تو میری امت کے ایک شخص کو بلا جرم مار رہا ہے اور آپ نے اس کو ڈرایا اس پر منصور نے آپ کو رہا کر دیا اور حضرت احمد بن حنبلؒ کو جب مارا گیا تو آپ ابو حنیفہ کے حال کو یاد کرتے تھے۔ اور منصور کے ساتھ بھی آپ کا یہی معاملہ ہوا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ابن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا جب انتقال ہوا تو منصور نے کہا کہ کوفہ ایک منصف حاکم سے خالی ہو گیا پھر ابو حنیفہ، مسعر ثوری اور شریک کے بلانے کا حکم دیا چنانچہ ان کو لایا گیا راستہ میں ابو حنیفہ نے ان حضرات سے کہا کہ میں آپ لوگوں کے مستقبل کے بارے میں اندازہ لگاتا ہوں میں تو کوئی حیلہ کر لوں گا اور رہائی حاصل کر دوں گا مسعر دیوانہ بن جائیں گے سفیان

تمسكني منها ذبحت تأول قوله
صلى الله عليه وسلم من جعل
قاضيا فقد ذبح بغير سكين و
دفع للملاح دراهم فلما لم يجده
الموكل به هرب ايضا فلما دخلوا
على المنصور تقدم اليه مسعر
فقال له هات يدك كيف انت
ودوابك واولادك فقال اخرجوه
فانه مجنون وعرض على ابي حنيفة
تولية القضاء فأبى عليه فحلف
ليفعلن فحلف ابوحنيفة أن
لا يفعل فأعاد المنصور فأعاد
ابوحنيفة فقال له الربيع
الحاجب ألا ترى أمير المومنين
يحلف قال هو أقدر على كفارة
يمينه مني على كفارة يميني
فامر بحبسه ثم دعا به فقال
أترغب عما نحن فيه فقال اصلح
الله امير المومنين يا امير
المومنين اتق الله ولا تشرك
في امانتك من لا يخاف الله

بھاگ جائیں گے۔ شریک پھنس جائیں گے
جب یہ لوگ بغداد کے قریب آئے تو سفیان
نے کہا کہ مجھ کو قضائے حاجت کے لئے جانا
ہے تو آپ کا محافظ بیٹھ کر آپ کا انتظار کرنے
لگا تو آپ نے ایک کشتی دیکھی آپنے کشتی
کے ملاح سے کہا کہ اگر تم نے مجھ کو نہ بچایا تو
مجھے ذبح کر دیا جائے گا۔ آپنے حضور اکرم
صلعم کے قول کی تاویل کی کہ جو قاضی بنایا
گیا وہ بلا چھری کے ذبح کیا گیا۔ چنانچہ
آپنے ملاح کو چند درہم دیئے جب آپکے
محافظ نے آپ کو نہ پایا تو وہ بھی فرار ہو گیا
جب منصور کے پاس پہنچے تو مسعر آگے
بڑھے اور کہا کہ اپنا ہاتھ لاؤ۔ تم کسطرح
ہو۔ تم، تمہارے گھوڑے، اور تمہاری
اولاد کس طرح ہے۔ منصور نے کہا کہ اسکو
دربار سے باہر کرو یہ دیوانہ ہے۔ ابو حنیفہ کو
عہدہ قضا پیش کیا گیا لیکن آپنے انکار کر دیا
اس پر منصور نے قسم کھائی کہ آپ کو
یہ عہدہ ضرور پورا کرنا پڑے گا آپ نے قسم
کھائی کہ ہرگز نہیں منصور نے قسم دہرائی
تو ابو حنیفہ نے بھی دہرائی تو ربیع حاجب

والله ما أنا مامون الرضا فكيف
أكون مأمون الغضب فلا
أصلح لذلك فقال كذبت أنت
تصلح لذلك فقال يا امير المؤمنين
قد حكمت على نفسك ان كنت
صادقا فقد أخبرت امير المؤمنين
انى لا اصلح وان كنت كاذبا فكيف
يحل لك ان تولى قاضيا كذابا ومع
ذلك فانى رجل مولى ولا يكاد
العرب ترضى بأن يكون عليهم
مولى فامر به الى الحبس وعرض
على شريك ذلك فقبله فهجره
الثورى فقال مكنك الهرب
فلم تهرب وما قيل انه تولى
عد اللبن ايا ما ليكفر عن يمينه
رده الائمة بأن الصحيح انه
توفى السجن من الضرب أو السم
كما يأتى"

نے آپ سے کہا کہ آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المومنین
قسم کھارہے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ قسم کے
کفارہ پر بہ نسبت میری زائد قادر ہیں
تو منصور نے آپ کو قید کرنے کا حکم دیا۔
پھر بلا کر کہا کہ کیا آپ اپنی بات سے رجوع
کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ امیر المومنین
کے حال کو درست کرے آپ اللہ سے
خوف کیجئے اور اپنی امانت میں اس کو
شریک نہ بناؤ جو اللہ سے نہ ڈرتا ہو بخدا
رضامندی کے عالم میں اپنے آپ سے
خوف نہیں تو غضب کا عالم کیا ہوگا تو
میں اس منصب عظیم کی صلاحیت
نہیں رکھتا منصور نے کہا تم نے جھوٹ
بولا تم صلاحیت رکھتے ہو آپ نے فرمایا
کہ اے امیر المومنین اگر میں سچا ہوں تو
آپ نے اپنے خلاف فیصلہ کر لیا کیونکہ میں
نے خبر دی ہے کہ میں صلاحیت نہیں
رکھتا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کو کب
روا ہے کہ جھوٹے شخص کو قاضی بنائیں۔ پھر میں غلام زادہ ہوں اور عرب اس پر راضی
نہ ہوں گے کہ ان پر غلام زادہ حاکم ہو تو منصور نے آپ کو قید کرنے کا حکم صادر کر دیا
اور شریک پر اس سے قبل عہدۂ قضاء پیش کیا گیا تھا مگر انھوں نے قبول کر لیا تھا تو

ثوری نے ان کو ڈانٹا اور کہا کہ جب تم بھاگ سکتے تھے تو کیوں نہ بھاگے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ آپ نے ایک عرصہ تک اینٹیں شمار کرنے کا عہدہ قبول کر لیا تھا اس کو ائمہ نے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی وفات قید خانے میں مارنے یا زہر خورانی کے باعث واقع ہوئی جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

الفصل التاسع والعشرون في سنده في القراءة

جاء في عدة طرق انه اخذ القراءة عن الامام عاصم أحد القراء السبعة ووقع لجماعة عن المفسرين وغيرهم انهم نسبوا اليه قرأت شاذة اختار القراءة بها وقد شنع ائمة من الحفاظ المتاخرين عليهم في ذلك وانهم اغتروا في نقل ذلك عنه على كتاب لشخص اسمه محمد بن جعفر الخزاعي الفه في قرأ آت ابي حنيفة وقد صرح جماعة منهم الدار قطني بان ذلك الكتاب موضوع لا اصل له وابو حنيفة

انتیسویں فصل آپ کی قرأت کی سند کے بیان میں

متعدد طرق سے مروی ہے کہ آپ نے قرأت قراء سبعہ کے ایک قاری عاصم سے سیکھی۔ اور مفسرین وغیرہ کی ایک جماعت نے آپ کی جانب قرأت شاذہ کو منسوب کیا ہے کہ ان میں سے آپ نے اپنے لئے قرأت منتخب کر لی تھی لیکن حفاظ کے ائمہ متاخرین نے انکے اس الزام پر طعن اور تشنیع کی ہے کیونکہ ان معترضین کو ایک کتاب سے شبہ ہوا جس پر ابو حنیفہ سے یہ چیز منقول ہے۔ وہ کتاب محمد بن جعفر خزاعی کی ہے جس کو انھوں نے ابو حنیفہ کی قرأت میں تصنیف کیا ہے۔ حالانکہ علماء کی ایک جماعت

بری من ذلك اذهو اعقل و ادين من ان يعدل عن القرآت المتواترة الى قرآت شاذة ولا وجه لكثير منها»

جن میں دار قطنی بھی شریک ہیں، کا بیان ہے کہ یہ کتاب موضوع اور بے اصل ہے اور ابو حنیفہ اس سے بری ہیں کیونکہ وہ عقلمند ترین اور بہت دیانتدار تھے اس لئے وہ قرأت متواترہ سے عدول کر کے قرأت شاذہ کی طرف کیوں آتے جب کہ ان میں بہت سی قرأتوں کی کوئی وجہ بھی نہیں۔

الفصل الثلاثون في سنده في الحديث

تیسویں فصل آپ کی سند حدیث کے بیان میں

«انه أخذ عن اربعة آلاف شيخ من ائمة التابعين وغيرهم ومن ثمة ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلة اعتنائه بالحديث فهو اما لتساهله أو حسده اذ كيف يتأتى لمن هو كذلك استنباط مثل ما استنبطه من المسائل التي لا تحصى كثرة مع انه أول من استنبط من الادلة على الوجه المخصوص

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ائمہ تابعین وغیرہم چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا ہے اس لئے ذہبی وغیرہ نے آپ کو طبقات حفاظ محدثین میں شامل کیا ہے اور جو یہ گمان کرے کہ آپ نے حدیث کو کم اہمیت دی تو یہ اس کا تساہل ہے یا پھر حسد ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسے ہوتے تو اس قدر بے شمار مسائل کا نکالنا انکے لئے کیونکر ممکن ہوتا۔ حالانکہ دلائل شرعیہ سے مخصوص طریقہ کے مطابق استنباط کرنے والے آپ ہی تھے اور یہ

المعروف فی کتب اصحابہ رحمۃ
اللہ علیھم ولاجل اشتغالہ
بھذا الاھم لم یظھر حدیثہ
فی الخارج کما ان أبابکر وعمر
رضی اللہ عنھما لما اشتغلا
بمصالح المسلمین العامۃ لم
یظھر عنھما من روایۃ الاحادیث
مثل ما ظھر عمن دونھما حتی
صغار الصحابۃ رضوان اللہ
علیھم وکذلک مالک والشافعی
لم یظھر عنھما مثل ما ظھر عمن
تفرغ للروایۃ کابی زرعۃ وابن
معین لاشتغالھما بذلک الا
ستنباط علی ان کثرۃ الروایۃ
بدون درایۃ لیس فیہ کبیر
مدح بل عقد لہ ابن عبدالبر
بابا فی ذمہ ثم قال الذی علیہ
فقھاء جماعۃ المسلمین وعلمائھم
ذم الاکثار من الحدیث بدون
تفقہ ولا تدبر وقال ابن شبر
مۃ أقل الروایۃ تفقہ وقال

مخصوص طریقہ آپ کے شاگردوں (رحمہم اللہ)
کی کتب میں مذکور ہے اور چونکہ آپ
اس اہم کام میں مشغول رہے اس لئے
آپ کے فن حدیث کا چرچا نہ ہو سکا۔
جس طرح کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے
مسلمانوں کے معاملات میں مشغولیت
کی بنا پر اس درجہ روایات احادیث
نہ ہوئی جس درجہ کہ آپ سے کم مرتبہ
اور حتٰکہ کم عمر صحابہ (رضوان اللہ علیہم) سے
ہوئی اور اسی طرح مالک اور شافعی سے اس
قدر احادیث ظاہر نہیں ہوئیں جس طرح کہ
ان حضرات سے جو کہ محض اسی کام کے
ہو رہے تھے۔ جیسے ابوزرعہ اور ابن معین
کیونکہ وہ دونوں حضرات استنباط مسائل
میں مصروف رہے۔ علاوہ بریں کثرت
روایت بلا درایت کے کچھ زائد مستحق
تعریف نہیں بلکہ ابن عبدالبر نے تو اس
کی مذمت میں مستقل ایک باب باندھ
دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسلم فقہا کے
نزدیک بغیر تفقہ کے کثرت سے روایت
کرنا اچھا نہیں اور ابن شبرمۃ نے کہا کہ کم

ابن المبارك لیکن الذی یعتمد
علیه الاثر وخذ من الرأی ما
یفسر لك الحدیث ومن اعذار
ابی حنیفة ایضا مایفیده قوله
لا ینبغی للرجل أن یحدث من
الحدیث الا بما حفظه یوم سمعه
الی یوم یحدث به فهو لا یری الروایة
الا لمن حفظه وروی الخطیب عن
اسرائیل بن یونس انه قال نعم
الرجل النعمان ماکان احفظه لکل
حدیث فیه فقه واشد فحصه
عنه واعلم بما فیه من الفقه
وعن ابی یوسف ما رأیت أحدا
أعلم بتفسیر الحدیث ومواضع
النکت التی فیه من الفقه من
ابی حنیفة وقال أیضا ما خالفته
فی شئ قط فتدبرته الا رأیت
مذهبه الذی ذهب الیه انجی
فی الآخرة وکنت ربما ملت الی
الحدیث فکان هو أبصر بالحدیث
الصحیح منی وقال کان اذا صمم

روایت بھی تفقہ ہے اور ابن مبارک نے
کہا کہ قابل اعتماد چیز اثر ہے اور صرف
وہ رائے قبول کرو جو حدیث کی تفسیر
کرے ابوحنیفہ کی معذرتوں میں سے یہ
بھی ہے جس کا خلاصہ آپکے اس قول
سے ظاہر ہے کہ کسی شخص کے لئے حدیث
بیان کرنا اس وقت تک روا نہیں جب
تک کہ وہ اس حدیث کو سننے کے دن
سے بیان کرنے تک یاد نہ رکھتا ہو توان
کے نزدیک روایت جب ہی صحیح ہوگی
جبکہ کوئی شخص اس کو یاد رکھنے والا ہو
اور خطیب نے اسرائیل بن یوسف سے
روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ بہت اچھے
شخص تھے آپ کو ہر وہ حدیث یاد تھی
جس میں فقہ تھا اور آپ ایسی حدیثوں
کے بہت متلاشی تھے اور ابو یوسف سے
مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے
ابوحنیفہ سے زائد حدیث کی تفسیر
جاننے والا اور اس کے فقہی نکات
پہچاننے والا نہ دیکھا اور میں نے جب
کبھی کسی چیز میں ان کی مخالفت کی اور

على قول درت على مشائخ الكوفة هل اجد فى تقوية قوله حديثا أو أثرا فربما وجدت الحديثين والثلاثة فاتيته بها فمنها ما يقول فيه هذا غير صحيح او غير معروف فاقول له وما علمت بذلك مع انه يوافق قولك فيقول انا عالم بعلم اهل الكوفة وكان عند الاعمش فسئل عن مسائل فقال لابى حنيفة ما تقول فيها فاجابه قال من اين لك هذا قال من احاديثك التى رويتها عنك وسرد له عدة أحاديث بطرقها فقال الاعمش حسبك ما حدثتك به فى مائة يوم تحدثنى به فى ساعة واحدة ما علمت انك تعمل بهذه الاحاديث يا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصيادلة وانت أيها الرجل اخذت بكلا الطرفين وقد

پھر اس پر غور کیا تو ان کے مذہب کو آخرت کے لحاظ سے زائد موجب نجات پایا اور بسا اوقات میں حدیث کی طرف استدلال میں رجوع کرتا تو وہ مجھ سے زائد حدیث صحیح کو جاننے والے تھے آپ نے فرمایا کہ جب ابو حنیفہ کسی مسئلہ پر پختگی اختیار کر لیتے تو میں کوفہ کے مشائخ کے پاس جاتا کہ ان کی تقویت میں کوئی حدیث یا اثر صحابی مل جائے۔ تو بسا اوقات دو دو تین تین مل جاتیں ہیں وہ لے کر حاضر ہوتا تو ان میں سے کسی کے بارے میں فرما دیتے کہ یہ صحیح نہیں ہے یا غیر معروف ہے تو میں ان سے دریافت کرتا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے مطابق ہے۔ تو آپ فرماتے کہ میں اہل کوفہ کے علم کا عالم ہوں۔ آپ اعمش کے پاس تھے تو ان سے چند مسائل دریافت کئے گئے تو انھوں نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا کہ آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو ابو حنیفہ نے جواب دیا تو اعمش نے پوچھا کہ آپ کو یہ جواب کہاں سے

خرج الحفاظ من احادیثه اسانید کثیرة اتصل بنا کثیر منها کما هو مذکور فی مسندات مشایخنا وحذفتها لطول الکلام علیها مع انه لیس فیها کثیر عرض ۱۲

آیا آپ فرماتے کہ آپ کی ان احادیث سے جو میں نے آپ سے روایت کی ہیں اور چند احادیث مع اسانید شمار کرا دیں تو آپ سے اعمش نے کہا کہ بس جو حدیثیں میں نے آپ کو سو دن میں سنائیں وہ آپ مجھے ایک گھنٹے میں سنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ان پر عمل کریں گے۔ اے فقیہو تم طبیب ہو اور ہم عطار اور اے شخص تجھ کو دونوں دولتیں نصیب ہوئی ہیں۔ حفاظ حدیث نے آپ کی احادیث سے مسانید کثیرہ تیار کی ہیں جن میں سے بہت سی ہم تک پہنچی ہیں جیسا کہ ہمارے مشائخ مسندات سے معلوم ہوگا میں نے طوالت کلام کے خوف سے ان کو حذف کر دیا۔ پھر ان سے کوئی زائد غرض بھی متعلق نہیں۔

الفصل الحادی والثلاثون فی سبب وفاته ۱۲

اکتیسویں فصل آپ کی وفات کے سبب کے بیان میں

مر ان المنصور طلبه للقضاء وان یکون قضاة بلاد الاسلام من تحت امره فامتنع فحبسه وکان یرسل له ان اجبت الخلاص فاقبل

یہ پہلے گذر چکا ہے کہ منصور نے آپ کو عہدۂ قضاء کے لئے بلایا اور یہ کہ دنیائے اسلام کے تمام قاضی آپ کے ماتحت رہیں گے لیکن آپ نے انکار کر دیا جس کی پاداش میں اس نے

فيمتنع ولما شدد الامتناع
امران يخرج كل يوم فيضرب
عشرة اسواط وينادى عليه
فى الاسواق فاخرج وضرب
ضربا موجعا حتى سال الدم
على عقبيه ونودى عليه وهو
كذلك فى الاسواق ثم اعيد
الى الحبس وضيق عليه تضييقا
شديدا حتى فى ماكله ومشربه
ثم فعل به ذلك الضرب الشديد
والنداء فى اليوم الثانى والثالث ء
ثم هكذا الى عشرة ايام
وحينئذ بكى واكد الدعاء فتوفى
بعد خمسة أيام وروى جماعة
انه رفع اليه قدح فيه سم
يشرب فامتنع وقال انى لا اعلم
ما فيه ولا أعين على قتل
نفسى فطرح ثم صب فى فيه
نهوا فمات وقيل ان ذلك كان
بحضرة المنصور وصح انه لما
أحس بالموت سجد فخرجت

آپ کو قید کر دیا اور اس کے بعد منصور
برابر آپ کو پیغامات بھیجتا رہا کہ اگر
رہائی چاہتے ہو تو یہ عہدہ قبول کر لو
لیکن آپ انکار پر مصر رہے اور جب
انکار پر آپ نے سختی کی تو اس نے حکم
دیا کہ آپ کو روزانہ قید سے نکال کر دس
کوڑے لگائے جائیں اور اس کا بازاروں
میں اعلان کیا جائے چنانچہ آپ کو
دردناک طریقہ پر مارا گیا حتکہ خون بہہ
کر ایڑیوں پر گرنے لگا اور ایسی حالت
میں بازار میں لے جا کر اعلان کیا گیا
پھر قید خانے میں واپس کیا گیا اور
بہت سختی کی گئی حتیٰ کہ کھانے اور
پینے میں اور دوسرے دن ایسی درد
ناک مار ماری اور اعلان کے عمل کو
دہرایا اور تیسرے دن بھی حتیٰ کہ پورے
دس روز تک یہی ہوا۔ تب آپ روئے
اور پوری تاکید سے اپنے حق میں دعا کی
پانچ روز بعد واصل بحق ہوئے اور
ایک جماعت نے روایت کی کہ آپ کو
زہر کا پیالہ دیا گیا کہ آپ اسے پی لیں

نفسه وهو ساجد قبل الاقتناع
عن القضاء لا يوجب المنصور
أن يقتله هذه القتلة الشنيعة
وانما السبب في ذلك ان بعض
أعداء ابي حنيفة دس الى
المنصور ان اباحنيفة هو الذي
اثار عليه ابراهيم بن عبدالله
بن الحسن بن علي
رضي الله عنهم الخارج عليه
بالبصرة فخاف خوفا شديدا
ولم يقر له قرار وانه قواه
بمال كثير فخشي المنصور
من ميله الى ابراهيم لانه
اعني اباحنيفة كان وجيها
ذا مال واسع من التجارة
فطلبه لبغداد ولم يجسر
على قتله بغير سبب فطلب
منه القضاء مع علمه بانه
لا يقبله ليتوسل بذلك
الى قتله ۱۲

مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھے معلوم
ہے کہ اس میں کیا ہے اور میں خود اپنے
آپ کو ہلاکت میں ڈالنا نہیں چاہتا چنانچہ
آپنے اس کو پھینک دیا لیکن پھر زبردستی
آپ کے منہ میں انڈیل دیا گیا جس سے آپ
کی وفات ہوگئی اور کہا گیا کہ یہ معاملہ منصور
کی موجودگی میں ہوا اور بسند صحیح مروی ہے
کہ جب آپ کو موت کا پتہ چلا تو سربسجود ہوگئے
اور بحالت سجدہ وفات واقع ہوئی ۔
کہا جاتا ہے کہ محض عہدۂ قضاء کا قبول
کرنا اس بات کا مقتضی نہیں کہ منصور
آپ کو اس برے طریقے پر شہید کراتا بلکہ
اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے
بعض دشمنوں نے منصور سے خفیہ طور
پر کہا کہ آپ ہی نے ابراہیم بن عبداللہ
بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم
کو ان کی بغاوت پر برانگیختہ کیا (انھوں
نے بصرہ میں خروج کیا تھا) چنانچہ اس
کو بہت ڈر ہوا اور کسی کل چین نہ آیا
اور آپنے ان کو مالی تقویت بھی پہنچائی
تھی چنانچہ منصور کو آپ کے ابراہیم کی طرف میلان سے بہت خطرہ ہوا کیونکہ آپ

وجاہت اور کثیر مال والے تھے اور تاجر تھے۔ چنانچہ اس نے آپ کو بغداد بلایا اور بلا سبب آپ کے قتل کی جسارت نہ کر سکا اس لئے اس نے آپ سے عہدۂ قضا قبول کرنے کو کہا جب کہ اسے علم تھا کہ آپ ایسا ہرگز نہ کریں گے صرف اس لئے کہ یہ آپ کے قتل کا بہانہ بن جائے۔

الفصل الثانی والثلاثون فی تاریخ وفاته ۱۲

اتفقوا علی انه رحمة الله علیه مات سنة مائة و خمسین عن سبعین سنة والقول الذی انه مات فی مائة سنة واحدی وخمسین غلط کما صرحوا به قال کثیرون وکان موته فی رجب و قیل شعبان وقیل نصف شوال ولم یخلف غیر ولد حماد ۱۲

بتیسویں فصل آپ کی وفات کی تاریخ کے بیان میں

مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں بعمر ستر سال واصل بحق ہوئے اور یہ قول کہ آپ کی وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی غلط ہے جیسا کہ یہ مورخین کی صراحت سے ثابت ہے اور یہی اکثر کا قول ہے آپ کی وفات رجب میں ہوئی اور ایک قول ہے کہ شعبان میں اور ایک قول ہے کہ نصف شوال میں۔ سوائے حماد کے اور کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

الفصل الثالث والثلاثون في تجهيزه

لما توفی رحمۃ اللہ علیہ اخرج من مکان حبسه فحمله خمسة انفس الی ان اتوابه الی مکان غسله فغسله الحسن بن عمارة قاضی بغداد وصب علیه ابو رجاء عبد اللہ بن واقد الھروی ولما فرغ الحسن من غسله قال رحمك اللہ لم تفطر منذ ثلاثین سنة ولم تتوسد یمینك باللیل منذ اربعین سنة کنت افقھنا واعبدنا وازھدنا واجمعنا لخصال الخیر وقبرت اذ قبرت الی خیر وسنة واتعبت من بعدك وما فرغوا من غسله الا وقد اجتمع من اھل بغداد خلق لا یحصیھم الا اللہ تعالی

تینتیسویں فصل آپ کی تجہیز و تکفین کے بیان میں

جب آپ کی وفات ہوگئی تو آپ کو قید خانے سے نکالا گیا۔ پانچ آدمی وہاں سے نکال کر غسل کی جگہ پر لائے جہاں قاضی بغداد حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا اور ابو رجاء عبد اللہ بن واقد ہروی نے پانی ڈالا۔ جب حسن آپ کے غسل سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ خدا آپ پر رحم کرے آپ نے تیس سال سے روزہ نہ چھوڑا اور چالیس سال سے آپ کا پہلو ٹیک نہ لگا سکا۔ آپ ہم سب میں زائد فقیہ عابد، زاہد اور خصال خیر کے سب سے زائد جامع تھے آپ بھلائی اور سنت کو اپنے ہمراہ قبر میں لے گئے اور بغداد والوں کو عاجز کر گئے ابھی غسل سے فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ بغداد کے بے شمار لوگ وہاں جمع ہو گئے گویا کہ ان کو اعلان کے ذریعہ بلایا گیا ہو آپ پر نماز پڑھنے والوں کا شمار کیا گیا تو ایک

كانه نودى لهم بموته وحزر من
صلى عليه فقيل بلغوا خمسين
الفا وقيل اكثر واعيدت
الصلاة عليه ست مرات
آخرها ابنه حماد ولم يقدر
على دفنه الى بعد العصر من
الزحام ومكث الناس يصلون
على قبره نحو عشرين يوما واوصى
ان يدفن بمقابر الخيزران
بالجانب الشرقى لان ارضها
طيبة غير مغصوبة ولما بلغ
المنصور ذلك قال يعذرفيك
حيا وميتا ولما بلغ ابن جريج
فقيه مكة وشيخ الشافعى
موته استرجع وقال اى علم
ذهب ولما بلغ شعبة استرجع
وقال طفئ عن الكوفة نور العلم
اما انهم لا يرون مثله ابدا
وبعد مدة طويلة بنى على
قبره الملك ابو سعد المتوفى
الخوارزمى قبة عظيمة والى

روایت کے بموجب پچاس ہزار
اور ایک روایت کے مطابق اس سے
بھی زائد تھے اور چھ مرتبہ آپ پر نماز
پڑھی گئی آخر میں آپ کے بیٹے حماد
نے پڑھی کثرت ازدہام کے باعث
عصر کے بعد دفن نہ کر سکے ۔ اور لوگ
آپ کی قبر پر بیس روز تک نماز پڑھتے
رہے اور آپ نے وصیت کی کہ آپ
کو خرلوزوں والے قبرستان کے
مشرقی حصہ میں دفن کیا جائے کہ وہ
زمین اچھی اور غیر معضوبہ ہے اور جب
منصور کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے کہا
کہ آپ کا عذر زندگی اور موت دونوں
حالت میں قابل قبول ہے اور جب
ابن جریج فقیہ مکہ اور امام شافعیؒ
کے شیخ کو اطلاع پہنچی تو
انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھا اور فرمایا کہ کوفہ سے علم کی روشنی
بجھ گئی اور اب وہ ان کا نظیر کبھی
نہ دیکھ سکیں گے اور مدت دراز کے
بعد سلطان ابوسعد متوفی خوارزمی نے

جانبہا مدرسۃ	ایک عظیم الشان قبہ آپ کی قبر پر بنایا اور اس کے قریب ایک مدرسہ بھی

الفصل الرابع والثلاثون فیما سمع عن الھواتف بعد موتہ

چونتیسویں فصل ان غیبی آوازوں کے بیان میں جو آپکی وفات کے بعد سنی گئیں

جاء عن صدقۃ المغابری وکان مجاب الدعوۃ انہ لما دفن ابو حنیفۃ سمع صوتا فی اللیل ثلاث لیال۔ یقول

(شعر)

ذھب الفقہ فلا فقہ لکم فاتقوا اللہ وکونوا خلفا،
مات نعمان فمن ھذا الذی یحیی اللیل اذا ما سجفا"

وقیل ان الجن یکنہ لیلۃ مات وکانوا یسمعون الصوت بھذین البیتین ولا یرون صورۃ الشخص "

صدقہ مغابری سے روایت ہے، (آپ مجاب الدعوات تھے) کہ جب ابو حنیفہ کو دفن کردیا گیا تو تین راتوں تک مسلسل یہ آواز آتی رہی۔ فقیہ رخصت ہوا اور اب تمہارے لئے فقہ نہیں تو اللہ سے ڈرو نعمان کا وصال ہوا۔

اور کہا گیا کہ جس رات آپ کا انتقال ہوا اس رات آپ پر جن روئے۔ لوگ یہ دو شعر سنتے تھے۔ مگر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔

الفصل الخامس والثلاثون في ادب الائمة معه في مماته كما هو في حياته وان قبره بزار لقضاء الحوائج

اعلم انه لم يزل العلماء وذوالحاجات يزورون قبره ويتوسلون عنده في قضاء حوائجهم ويرون نجح ذلك منهم الامام الشافعي رحمه الله لما كان ببغداد فانه جاء عنه انه قال اني لاتبرك بابي حنيفة واجي الى قبره فاذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وجئت الى قبره وسالت الله عنده فتقضى سريعا وذكر بعض المتكلمين على منهاج النووي ان الشافعي

پینتیسویں فصل ائمہ کے ادب کے بیان میں، انکے ساتھ وفات کے بعد جیسے زندگی میں کرتے تھے اور آپ کی قبر کی زیارت قضائے حوائج کیلئے مفید ہے

جاننا چاہیئے کہ علماء اور دیگر حاجت مند حضرات آپ کی قبر کی مسلسل زیارت کرتے رہتے ہیں اور آپ کے پاس آکر اپنی حوائج کے لئے آپ کو وسیلہ بناتے ہیں اور اس میں کامیابی پاتے ہیں ان میں سے امام شافعیؒ ہیں جب آپ بغداد میں تھے تو آپ کے متعلق مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں ابو حنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں - اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت پڑھ کر ان کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے پاس اللہ سے دعاء کرتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے اور بعض متکلمین

صلى الصبح عند قبره فلم يقنت فقيل له لم قال تأدبا مع صاحب هذا القبر وذكر ذلك غيره ايضا وزاد انه لم يجهر بالبسملة ولا اشكال في ذلك خلافا لمن ظنه لانه قد يعرض السنة ما يرجح ترك فعلها لكونه الآن اهم منها ولا شك ان الاعلام برفعة مقام العلماء امر مطلوب متاكد وانه عند الاحتياج اليه لرغم أنف حاسد او تعليم جاهل افضل من مجرد فعل القنوت والجهر بالبسملة للخلاف فيها وعدم الخلاف فيه ولان نفعه متعد ونفع ذينك قاصر ولا شك ايضا ان الامام اباحنيفة كان له حساد كثيرون في حياته وبعد مماته حتى رموه بالعظائم وسعوا في قتله تلك القتلة

نے ذکر کیا کہ امام شافعی نے صبح کی نماز آپ کی قبر کے پاس پڑھی تو اس میں قنوت نہ پڑھی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے کے ساتھ ادب کرتے ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی یہ ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا کہ آپ نے بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی اور اس میں کچھ اشکال نہیں کیونکہ سنت کو بعض اوقات ایسے موانع لاحق ہو جاتے ہیں کہ جس سے اس کا نہ کرنا راجح ہوتا ہے اور یہ موانع اس سے اہم ہوتے ہیں اور یہ چیز شک سے بالاتر ہے کہ علماء کی رفعت شان کا ظاہر کرنا بہت ہی اہم مقصد ہے اور بالخصوص حاسدوں کو ذلیل کرنے اور جاہلوں کو تعلیم دینے کے وقت قنوت پڑھنے اور بسم اللہ جہر سے پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ اس میں اختلاف ہے جب کہ وہ اختلاف سے پاک ہے اور اس کا نفع عام ہے اور ان دو چیزوں کا نفع کم ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ امام

الشنيعة السابقة ولا شك ايضا ان البيان بالفعل اظهر منه بالقول لان دلالة الفعل عقلية ودلالة القول وضعية وهي يتصور فيها التخلف عن مدلولها بخلاف الدلالة الفعلية اذ الدلالة على كرم زيد بفعله للكرم لا يشبهها الدلالة على كرم بقوله اني كريم واذا تمهدت هذا الدواعي اتضح ان فعل الشافعي لذلك افضل من فعله للقنوت والجهر اظهار المزيد التادب مع هذا الامام ولمزيد شرفه وعلوه وانه من ائمة المسلمين الذين يقتدى بهم ويجب عليهم توقيرهم وتعظيمهم وانه ممن ينتحي منه وينا دب معه من ان يفعل بحضرته خلاف قوله بعد وفاته فكيف في حياته

ابو حنیفہ کے حاسد آپ کی زندگی اور وفات کے بعد بہت تھے حتکہ آپ پر بڑے بڑے الزام رکھے اور آپ کے اس بدترین قتل میں کوشاں ہوئے جس کا ذکر ہوا اور ظاہر ہے کہ عملی طور پر کسی چیز کا ظاہر کرنا اس کو قولی طور پر ظاہر کرنے سے بہتر ہے کیونکہ عمل کی دلالت عقلیہ ہے اور قول کی دلالت وضعی ہے اور اس میں تخلف متصور ہے بخلاف دلالت فعلیہ کے کیونکہ زید کے کرم پر اس کے عملی کرم سے جو دلالت ہوتی ہے وہ اس کے اس قول سے کب ہو سکتی ہے کہ میں سخی ہوں اور جب یہ تمہیدی طور پر بیان ہو چکے تو واضح ہو گیا کہ امام شافعی کا وہ فعل انکے قنوت پڑھنے اور بسم اللہ جہر سے پڑھنے سے افضل تھا۔ اس امام کے ساتھ اظہار ادب اور ان کی شان کی بلندی و شرافت کا اظہار کرنے کے لئے اور آپ ان ائمہ مسلمین سے تھے جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور مسلمانوں

وان الحاسدين له خسروا خسرانا بيّنًا وانهم ممن اضله الله على علم ولما وقف ابن المبارک على قبره قال رحمك الله مات ابراهيم النخعي وحماد بن سليمان وتركا خلفا ومت انت ولم تترك على وجه الارض خلفا ثم بكى بكاء شديدا۔

وقال الحسن بن عمارة على قبره كنت لنا خلفا ممن مضى وما تركت بعدك خلفا ان خلوفك فى العلم الذى علمتهم لم يمكنهم ان يخلفوك فى الورع الا بتوفيق»

پر ان کی توقیر و تعظیم واجب ہے اور آپ اس چیز سے شرم کرتے تھے کہ ان کی موجودگی میں ان کی وفات کے بعد انکے قول کے خلاف کریں تو انکی زندگی میں کیا ٹھکانا ہوگا۔ اور آپکے حاسدوں کو کھلم کھلا نقصان اٹھانا پڑا اور وہ ان لوگوں میں ہوئے جن کو خدا نے علم کے باوجود گمراہ کردیا۔ اور جب ابن مبارک آپ کی قبر پر آئے تو کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے۔ ابراہیم نخعی اور حماد بن سلیمان کا انتقال ہوا لیکن انہوں نے اپنا نائب چھوڑا اور آپنے اپنی وفات کے بعد روئے زمین پر نائب نہ چھوڑا پھر بہت روئے اور حسن بن عمارہ نے آپ کی قبر پر کہا کہ آپ ہمارے لئے ہمارے اسلاف کے نائب تھے اور آپ نے اپنے بعد خلیفہ نہ چھوڑا۔ آپ کے علم میں نائب جن کو آپ نے علم سکھایا وہ تقوی اور ورع میں نائب نہیں ہو سکتے مگر توفیق ایزدی سے۔

الفصل السادس والثلاثون فی بعض منامات حسنة رآها او رئیت له

روی انه رای الله تبارک وتعالی تسعا وتسعین مرة فقال فی نفسه لئن رایته تمام المائة لاسألنه بم تنجو الخلائق من عذابه فراه تبارک وتعالی فساله فاجابه ومرانه رای کانه ینبش قبر النبی صلی الله علیه وسلم وان ابن سیرین وتلمیذه اولاها بانه یظهر اخبار رسول الله صلی الله علیه وسلم وینشر علما لم یسبقه الیه احد قبله قال هشام فنظر ابو حنیفة وتکلم حینئذ ورائ هذه الرویا له بعض اصحابه ایضا وان

چھتیسویں فصل بعض اچھے خوابوں کے بیان میں جن کو آپ نے دیکھا یا آپ کے لئے دیکھے گئے

مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالےٰ کو ۹۹ مرتبہ خواب میں دیکھا تو آپ نے اپنے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں اس کو پورے سو مرتبہ دیکھوں تو اس سے پوچھوں گا کہ تو مخلوق کو اپنے عذاب سے کس طرح نجات دے گا چنانچہ انھوں نے اللہ کو دیکھا اور سوال کیا اور اللہ نے جواب دیا اور یہ گذر چکا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھود رہے ہیں۔ اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ ابن سیرین اور انکے شاگرد نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وعلوم میں سے وہ کچھ شائع کریں گے جو آپ سے قبل کسی نے نہ کیا ہوگا۔

الناس ينظرون اليه ولا ينكر
عليه احد منهم ثم تناول
من ذلك التراب قدرا
كثيرا فنفخه في الهواء من
الجهات الاربع فهالني فقصها
على ابن سيرين فقال ويحك
ان هذا الذى رايت لرجل
جليل عظيم ان كان فقيها
اوعالما قلت انه فقيه
قال فوالله ليظهرن هذا
الرجل من علم رسول الله
صلى الله عليه وسلم مالا
يظهره الناس ويذهبن
اسمه شرقا وغربا وفي جميع
تلك النواحي التي ذر ذلك
التراب فيها وقال ازهر بن
كيسان رأيت النبي صلى الله
عليه وسلم وخلفه ابوبكر
وعمر فقلت لهما اسأل
رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن شئ قال سل ولا

ہشام نے کہا کہ تب ابوحنیفہ نے غور وفکر
کی اور کلام کیا اور آپ کے بعض اصحاب
نے بھی یہ خواب آپ کے لئے دیکھا اور لوگ
آپ کی طرف دیکھتے تھے اور کوئی آپ پر
انکار نہ کرتا تھا پھر آپ نے اس مٹی میں
سے بہت سی مٹی لی اور چاروں جہات
میں اس کو ہوا میں پھونک دیا۔ آپ نے
یہ خواب ابن سیرین سے بیان کیا۔ تو
انھوں نے فرمایا کہ یہ شخص جلیل القدر
ہے۔ اگر فقیہ یا عالم ہے۔ میں نے کہا کہ
وہ فقیہ ہے تو انھوں نے فرمایا کہ یہ شخص
احادیث رسول اللہ صلعم سے وہ ظاہر
کریگا جو لوگوں نے ظاہر نہ کیا اور انکے نام
کا شہرہ شرق وغرب میں ہوگا اور ان تمام
اطراف میں جن میں یہ مٹی اڑی ہے اور
ازہر بن کیسان نے کہا کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہتا
ہوں تو انھوں نے کہا کہ پوچھو اور آواز
بلند نہ کرنا تو میں نے ابوحنیفہ کے علم
کے بارے میں دریافت کیا۔ کیونکہ میں
ان کے بارے میں اچھا خیال نہ رکھتا تھا

نتوضع صوتات فسالتہ عن علم
ابی حنیفۃ لانی کنت زاھد
فیہ فقال ھذا علم الفتح
من علم الخضر ورأیت ثلاث
نجوم سقطت من السماء
مترتبۃ وکانت اباحنیفۃ
ثم مسعرا ثم الثوری فذکر
ذلک لمحمد بن مقاتل فبکی
وقال العلماء نجوم الارض ورای
ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی المحشر قائما علی
حوضہ وعن یمینہ ابراھیم
الخلیل علیہ السلام یضع
خدہ علی صدر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ثم ابابکر
ھکذا حتی عد سبعۃ عشر
شیخا ورای امام الحوض
بعض جیرانہ وبین یدیہ
اناء فسالہ ان یناولہ لیشرب
فقال حتی اسال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ.

تو فرمایا کہ یہ علم حضر کے علم سے ہے۔
اور میں نے دیکھا کہ تین ستارے آسمان سے
پے در پے گرے اور ابو حنیفہ پھر مسعر اور
پھر ثوری بن گئے۔ یہ محمد بن مقاتل سے
بیان کیا گیا تو رونے لگے اور فرمایا کہ
علماء دین کے ستارے ہیں اور آپ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں
اپنے حوض پر ٹھہرا ہوا دیکھا اور آپ کی
داہنی جانب ابراہیم علیہ السلام اپنا
رخسار آپ کے سینے پر رکھے ہوئے تھے پھر
ابوبکرؓ کو اسی طرح دیکھا حتکہ ۱۷ بزرگوں
کو گنایا اور حوض کے سامنے اپنے کسی
پڑوسی کو دیکھا اس کے سامنے ایک برتن
تھا تو آپ نے اس سے مانگا تاکہ پی لیں تو
اس نے کہا کہ نہیں حتکہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔
چنانچہ انھوں نے پوچھا اور آپ نے اجازت
مرحمت فرمائی۔ انھوں نے ان کو ایک جام
دیا جو آپ نے اور آپ کے سب اصحابؓ نے
پیا اور پورے کے برابر بھی کم نہ ہوا اور
یہ پانی دودھ سے زائد سفید اور برف سے

فاذن له فاعطاه كاسا فشربه
وسقى اصحابه كلهم فلم
ينقص منه قدر انملة وكان
ذلك ماء ابيض من اللبن
وابرد من الثلج واحلى من
العسل ورای بعض الابدال
محمد بن الحسن فقال له
ما فعل الله بك قال فقال
انی لم اجعل جوفك وعاء
للعلم واريد ان اعذ بك
فقلت له ما فعل بابی یوسف
قال فوقی قلت فما فعل بابی
حنیفة قال فی اعلیٰ علیین
وفی روایة فوق ابی یوسف
بطبقات ورؤی بعض الصالحين
فقیل له ما فعل الله بك
قال غفرلی وباهی بی وبابی
حنیفة النعمان بن ثابت
الملائكة ونحن وهو فی اعلیٰ
علیین وقام شخص المقاتل
بن سلیمان فی حلقته فقال

زائد ٹھنڈا۔ اور شہد سے زائد میٹھا
تھا۔ بعض ابدال نے محمد بن حسن
کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے
آپ کے ساتھ کیا کیا۔ تو انہوں نے
جواب دیا کہ میں نے تمہارے پیٹ
کو علم کا مخزن اس لئے نہ بنایا تھا
کہ عذاب دوں۔ تو میں نے ان سے
دریافت کیا کہ ابو یوسف کے ساتھ
کیا کیا۔ کہا کہ وہ میرے اوپر ہیں
میں نے کہا ابو حنیفہ کے ساتھ کیا
کیا، کہا کہ وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔
اور ایک روایت میں ہے کہ ابو یوسف
سے کئی درجات بلند ہیں تو ان کو
کسی نیک شخص نے خواب میں دیکھا
تو ان سے دریافت کیا گیا کہ خدا
نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو
انہوں نے کہا کہ میری مغفرت کردی
اور مجھ پر اور ابو حنیفہ نعمان بن
ثابت پر فرشتوں نے فخر کیا
اور میں اور وہ علی علیین میں ہیں
اور مقاتل بن سلیمان کے حلقہ میں

رایت کان رجلا نزل من السماء وعلیہ ثیاب بیض فقام علی اطول منارۃ ببغداد ونادی ماذا فقد الناس فقال مقاتل لئن صدقت رویاک لیفقدن اعلم اہل الدنیا فلم یمت الا ابو حنیفۃ فاسترجع مقاتل ثم قال مات من کان یفرج عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعن ابی معانی الفضل بن خالد قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یارسول اللہ ما تقول فی علم ابی حنیفۃ فقال ذلک علم یحتاج الناس الیہ وعن مسدد بن عبد الرحمٰن البصری انہ نام بمکۃ بین الرکن والمقام قبیل الفجر فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ما تقول فی ھذا الرجل الذی بالکوفۃ النعمان بن ثابت

سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید پوش انسان آسمان سے نازل ہوا اور بغداد کے سب سے بلند منارہ پر کھڑا ہو کر اور پکار کر کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے تو دنیا کا سب سے بڑا عالم وفات پائے گا چنانچہ اس عرصہ میں ابو حنیفہ کا ہی انتقال ہوا۔ مقاتل نے انا للہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ آج وہ ہستی اٹھ گئی جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کو حل کرتی تھی۔ اور ابو معانی فضل بن خالد سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ابو حنیفہ کے علم کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا علم ہے کہ جس کے لوگ محتاج ہیں اور

آخذ من علمه فقال صلى
الله عليه وسلم خذ من
علمه واعمل بحلمه فنعم الرجل
هو قال ففهمت وكنت اكره
الناس للنعمان وانا استغفر
الله مما كان منى ورای بعض
ائمة الحنابلة النبي صلى الله
عليه وسلم قال فقلت له
يا رسول الله حدثني عن
المذاهب فقال المذاهب
ثلاثة فوقع في نفسي انه
يخرج مذهب ابی حنيفته
لتمسكه بالرای فابتدا و
قال ابوحنيفة والشافعي
واحمد ثم قال ومالك اربعة
اربعة فقلت ابها خير فغالب
ظنی انه قال مذهب احمد

اور مسدد بن عبدالرحمٰن بصری سے
روایت ہے کہ وہ مکہ میں رکن اور مقام
کے درمیان فجر سے کچھ پہلے سو گئے
تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی زیارت ہوئی تو انھوں نے
دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ
اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے
ہیں جو کوفہ میں ہے اور جس کا نام
نعمان بن ثابت ہے کیا میں اس
سے علم حاصل کروں تو آپ نے
فرمایا کہ ان سے علم حاصل کرو تو میں
خدا سے مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے
بیدار ہوا۔ حالانکہ میں نعمان کو بہت
برا سمجھتا تھا۔ کسی حنبلی امام نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا تو فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ
یا رسول اللہ مجھے مذاہب کے بارے
میں بتائیے تو آپ نے فرمایا کہ مذاہب

تین ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ مذہب ابوحنیفہ شاید نکل جائے گا۔
کیونکہ وہ رائے کو دخل دیتے ہیں پھر آپ نے ان کی گنتی شروع کی اور فرمایا
ابوحنیفہ، شافعی، اور احمد پھر فرمایا کہ ایک مالک چار۔ تو میں نے عرض کی کہ

ان میں سے بہتر کون ہے۔ تو میرا ظن غالب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ احمد کا مذہب۔

"تنبیہ"

زعم بعض حاسد یہ

انہ روی لہ منامات بضد ذلك منها ان الزبیر بن احمد رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا حنیفۃ علی یسارہ فالتفت وقال لہ فان یکفر بہا ھؤلاء فقد وکلنا بہا قوما لیسوا بہا بکافرین والشافعی عن یمینہ فالتفت وقال لہ اولئك الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ ولیس ھذا المنام بصحیح لان الامام الحافظ الدیلمی صاحب الفردوس شافعی ومع ذلك روی عن المظفر عن الاستاذ الحافظ ابی جعفر القاینی انہ رای منامًا طویلا مشتملا علی اشیاء سالہا عن رسول اللہ

تنبیہ

آپ کے بعض حاسدوں کا خیال ہے کہ آپ کے حق میں کچھ خواب مذکورہ خوابوں کے خلاف دیکھے گئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ زبیر بن احمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے بائیں جانب ابو حنیفہ ہیں تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ ان آیات سے کفر کریں گے تو ہم نے ان پر ایسی قوم کو نگہبان کر دیا جو کافر نہیں اور شافعی کو سیدھی جانب دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو آپ ان کی ہدایت کی اقتدا کریں مگر یہ خواب صحیح نہیں ہے اس لئے کہ امام حافظ دیلمی صاحب فردوس شافعی ہیں اور اس کے باوجود انھوں نے مظفر سے روایت کی۔ وہ

صلی اللہ علیہ وسلم منھا
اختلاف الائمۃ فقال صلی
اللہ علیہ وسلم کل فی
اجتہادہ مصیب فقال یا
رسول اللہ ابوحنیفۃ یقول
المجتہد ان مصیبان والحق
فی واحد والشافعی یقول
المجتہد ان مصیب ومخطیٔ
معفو عنہ فقال صلی اللہ
علیہ وسلم ھما قریبان فی
المعنی وان کانا مختلفین فی
اللفظ فقلت یا رسول اللہ
فایھما اولی بالاخذ فقال کلا
ھما علی الحق قلت فما معنی
قول الزبیر بن احمد و
ذکر ما عنہ فقال صلی
اللہ علیہ وسلم احفظہ
ولو قلت لقلت لکلیھما
اولئک علی ھدی من ربھم
قلت الحمد للہ الذی جعل
فی الامر سعۃ وارجو ان

روایت کرتے ہیں استاذ حافظ ابو جعفر
قاینی سے کہ انھوں نے ایک طویل خواب
دیکھا جو متعدد اشیاء پر مشتمل تھا جو انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کی تھیں منجملہ ان میں کے
اختلاف ائمہ کا مسئلہ تھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک
اپنے اجتہاد میں صحیح ہے تو انھوں نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ دونوں مجتہد صواب
اور حق پر ہیں اور شافعی فرماتے ہیں کہ
دونوں مجتہدوں میں سے ایک صحیح اور
دوسرا خطا کار ہے اور خطا کار کو معافی
ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ دونوں کی بات معنی کے لحاظ سے
قریب ہے اگرچہ لفظوں میں مختلف ہے
تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تو کس بات کا قبول کرنا بہتر
ہے تو آپ نے فرمایا کہ دونوں حق پر ہیں
تو میں نے کہا کہ زبیر بن احمد کی بات کے
کیا معنی ہیں اور وہ خواب ذکر کیا تو رسول اللہ

بكون اختلافهم رحمة ومنهما منام آخر نحو ذلك حذفته لشناعته ويكفي في رده ما مرله من المنامات على انها كثيرة فانما اقتصرت منها على غررها اختصارا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں اور اگر میں کچھ کہتا تو یہی کہتا کہ دونوں ہدایت ربانی پر ہیں تب میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس معاملہ میں گنجائش رکھی اور مجھے امید ہے کہ ان کا اختلاف رحمت ہوگا اور اسی قسم کے دوسرے خواب ہیں جنکی بے ہودگی کی بنا پر میں نے ان کو حذف کردیا ہے اس قسم کے خوابوں کی تردید میں گذشتہ خواب کافی ہیں اور وہ بہت کافی ہیں۔ مگر نظر بہ اختصار میں نے ان میں سے عمدہ عمدہ پر ہی اکتفاء کرلیا ہے۔

الفصل السابع والثلاثون فی الرد علی من قدح فی ابی حنیفة بتقدیمه القیاس علی السنه

قال الحافظ بن عبد البر ما حاصله افرط اصحاب الحدیث فی ذم ابی حنیفة وتجاوزوا الحد فی ذلك لتقدیمه القیاس علی الاثر واکثر اهل العلم یقولون اذا صح الحدیث بطل الرای والقیاس لکنه لم یرد الا بعض اخبار الآحاد بتاویل محتمل وکثیر منهم قد تقدمه الیه غیره وتابعه علیه وجل ما یجد له من ذلك تبع فیه اهل علم بلده کابراهیم النخعی واصحاب ابن مسعود الا انه اکثر من ذلك هو واصحابه وغیره انما یوجد له

سینتیسویں فصل ان لوگوں کی تردید میں جنھوں نے ابوحنیفہ پر یہ اعتراض کیا کہ وہ قیاس کو سنت پر مقدم کرتے ہیں

حافظ بن عبد البر نے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل حدیث نے ابوحنیفہ کی مذمت میں حد سے تجاوز کیا ہے اور یہ اس لئے کہ انھوں نے قیاس حدیث مقدم کیا اور اکثر اہل علم کا قول ہے کہ جب حدیث صحت کو پہنچ جائے تو رائے باطل ہو جاتی ہے اور قیاس بھی لیکن سوائے چند اخبار احاد کے محتمل تاویل سے آپ نے کسی حدیث پر کورد نہیں کیا اور ان سے دوسرے حضرات بھی ایسا کر چکے ہیں۔ اور بعد میں ان جیسے حضرات نے اس راہ کی پیروی کی اور تمام تر وہ چیزیں جو اس قسم کی آپ نے کیں ان میں انھوں نے اپنے اہل شہر کی پیروی کی جیسے

ذلك قليلا ومن ثمة لما قيل
لاحمد بن حنبل ما الذى
نقمتم عليه قال الرائ قيل
اليس مالك تكلم بالراى
قال بلى ولكن ابو حنيفة اكثر
رايا منه قيل فهلا تكلمتم فى
هذا بحصته وهذا بحصة
فسكت أحمد قال الليث بن
سعد أحصيت على مالك
سبعين مسئلة قال فيها برأيه
وكلها مخالفة لسنة رسول الله
صلى الله عليه وسلم ولقد
كتبت اليه أعظه فى ذلك
ولم نجد احدا من علماء الامة
اثبت حديثا عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم ثم رده
الا بحجة كادعاء نسخ باثر مثله
او باجماع او بعمل يجب على
اصله الانقياد اليه او طعن فى
سنده ولو رده احد من غير
حجة لسقطت عدالته فضلا

ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود لیکن
اس سلسلے میں آپ اور آپ کے اصحاب
نے کچھ زائد ہی کام کیا اور دوسروں نے
کم کیا اور اسی وجہ سے جب احمد بن حنبل
سے دریافت کیا کہ آپ ابوحنیفہ کی کس
چیز کو نہ پسند کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا
کہ رائے، تو ان سے کہا گیا کہ کیا مالک
نے رائے سے کام نہ کیا تو انھوں نے
فرمایا کیوں نہیں لیکن ابوحنیفہ نے
ان سے زیادتی کی تو ان سے کہا گیا کہ
آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔ ان کے بارے
میں ان کے حصہ کے مطابق اعتراض
کرتے اور ان کے بارے میں ان کے حصہ
کے مطابق کلام کرتے تو احمد خاموش
ہو گئے۔ لیث بن سعد نے کہا کہ میں نے
مالک کے ستر مسائل شمار کئے کہ جن
میں انھوں نے اپنی رائے سے قول کیا
اور وہ سب سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے مخالف ہیں اور میں نے
ان کو نصیحت کے لئے خط بھیجا پھر ہم
نے دیکھا کہ علمائے امت میں کسی نے

عن امامته ولزم اسم الفسق
ولقد عافاهم الله من ذلك
وقد جاء عن الصحابة رضی
الله عنهم من اجتهاد الرای
والقول بالقیاس علی الاصول
ما یطول ذکره وکذلک
التابعون وعد منهم خلفا
کثیرا انتهی کلام ابن
عبد البر ومنه جواب شاف
عن ذلك القدح فتدبره
والحاصل ان اباحنیفة لم
ینفرد بالقول بالقیاس بل علی
سنت عمل فقهاء الامصار کما
قاله ابن عبد البر وبسط الکلام
علیه ردا علی من جهل فجعل
ذلك عیبا۔

کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت کی ہو پھر اس کو بلاحجت رد
کردیا ہو جب بھی رد کی حجت سے مثلاً
اس جیسے اثر سے یا اجماع سے یا عمل سے
اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ (ایسا
عمل جو اس کے نزدیک بہت ضروری ہے)
اور یا پھر اسکی سند میں کچھ اعتراض ہوتا
ہے اور اگر اس کو کوئی بلاحجت رد
کرے تو اس کی عدالت ہی ختم ہو
جائے گی چہ جائے کہ اس کی امامت
اور اس پر فسق کا الزام عائد ہوجاتا ہے
اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو اس چیز
سے محفوظ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اجتہاد بالرائے اور اصول پر قیاس
کرنا ثابت ہے جس کا ذکر یہاں طوالت
سے خالی نہیں اور اسی طرح تابعین اور

ان میں سے بہت کے نام گنائے یہاں تک کلام ابن عبد البر ختم ہوا اور اس میں ایک شافی جواب ہے اس اعتراض کا اس لئے اس پر غور کر لیجئے اور حاصل یہ ہے کہ ابو حنیفہ قیاس کے قول میں منفرد نہ تھے بلکہ شہروں کے فقہا کا اس پر عمل ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے ناواقفوں اور قیاس پر عیب لگانے والوں کا رد کرتے ہوئے بسیط کلام کیا ہے۔

"تنبیہ"

قد عد جماعة الامام
ابا حنيفة رحمه الله من
المرجئة وليس هذا الكلام
على حقيقته اما اولا فقال
شارح المواقف كان غسان
المرجئ يحكي ما ذهب اليه
من الارجاء عن ابي حنيفة
ويعده من المرجئة وهو
افتراء عليه قصد به غسان
ترويج مذهبه بنسبته
الى هذا الامام الجليل
الشهير واما ثانيا فقد قال
الامدي لعل عذر من عده
من مرجئة اهل السنة ان
المعتزلة كانوا في الصدر
الاول يلقبون من خالفهم
في القدر مرجئا او لانه لما
قال الايمان لا يزيد ولا
ينقص ظن به الارجاء بتاخير

تنبیہ

ایک جماعت نے ابو حنیفہ کو مرجئہ
میں سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ کلام
حقیقت پر مبنی نہیں اولاً تو اس لئے کہ
شارح مواقف نے کہا کہ غسان مرجئی
اپنے ارجاء کے عقائد کی ابو حنیفہ سے
حکایت کرتا تھا اور ان کو مرجئہ میں سے
شمار کرتا تھا یہ محض افتراء تھا اور
اس کی اس سے مراد یہ تھی کہ اس
جلیل القدر امام کی طرف سے اس کے
مذہب کی ترویج ہو سکے اور ثانیاً اس
لئے کہ آمدی نے کہا کہ شاید ابو حنیفہ کو
مرجئہ اہل سنت میں شمار کرنے کی وجہ
سے یہ کہ ابتدائی زمانہ میں معتزلہ ان لوگوں
کو جو مسئلہ قدر میں ان کی مخالفت کرتے
تھے مرجئہ کہتے تھے یا اس لئے کہ جب
انھوں نے فرمایا کہ ایمان نہ زائد ہوتا
ہے نہ کم تو ان کے متعلق کہا کہ وہ عمل کو
ایمان سے موخر کرتے ہیں اور حالانکہ یہ
بات نہیں کیونکہ عملی طور پر آپ سے

العمل عن الایمان ولیس
کذلک اذ عرف منه المبالغة
فی العمل والاجتهاد فیه واما
ثالثا فقد قال ابن عبد البر
کان ابوحنیفة یحسد وینسب
الیه ما لیس فیه ویختلق
علیه ما لا یلیق به وقد اقبل
علیه وکیع فرآه مطرقا مفکرا
فقال له من این فقال من
عند شریک فانشا یقول

(شعر)

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم
قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا
فدام لی ولهم ما بی وما بهم
ومات اکثرنا غیظا بما یجد

قال وکیع واظنه کان بلغه عن
شریک شیئ

عمل میں کوشش اور اجتہاد منقول
ہے اور ثالثاً اس لئے کہ ابن عبدالبر
نے کہا کہ ابوحنیفہ سے حسد کیا جاتا
ہے اور ان کے خلاف شان اعتراضات
تھوپے جاتے ہیں۔ اور وکیع آپ کی
خدمت میں آئے تو دیکھا کہ آپ
سر جھکا مفکر بیٹھے ہیں تو آپ
نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟
تو جواب دیا کہ شریک کے پاس سے
تو ابوحنیفہ نے یہ شعر پڑھا ؎

اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں
ان پر ملامت نہیں کرتا۔ مجھ سے
قبل اہل فضل سے حسد کیا گیا۔ ہم میں
سے اکثر اسی غصہ میں مر گئے۔

وکیع کہتے ہیں میرے خیال میں آپ
کو وکیع کی طرف سے کوئی تکلیف دہ چیز
پہنچی ہوگی۔

"الفصل الثامن والثلاثون في ردِ ما قيل فيه من الجرح"

قال ابو عمر يوسف بن
عبد البر والذين رووا عن
ابي حنيفة ووثقوه واثنوا
عليه اكثر من الذين تكلموا
فيه والذين قد تكلموا فيه
من اهل الحديث اكثر
ما عابوا عليه الاغراق في
الرائ والقياس وقد مران
ذلك ليس بعيب وكان يقال
يستدل على نباهة الرجل
من الماضين بتباين الناس
فيه الا ترى ان عليا كرم الله
وجهه هلك فيه فئتان محب
افرط ومبغض فرط قال الامام
على بن المديني ابوحنيفة روى
عنه الثوري وابن المبارك و

اڑتیسویں فصل اس جرح کے رد میں جو آپ پر کی گئی

ابو عمر یوسف بن عبد البر نے کہا کہ جن
لوگوں نے ابو حنیفہ سے روایت کی اور
اوران کی توثیق کی اور تعریف کی ان کی
تعداد ان پر جرح کرنے والوں سے کہیں
زیادہ ہے اور وہ اہل حدیث جنھوں
نے آپ پر جرح کی اکثر یہی ہوتی ہے
کہ وہ رائے اور قیاس میں غرق تھے اور
یہ گذر چکا کہ یہ کوئی عیب نہیں اور یہ
مقولہ مشہور ہے کہ آدمی کی عظمت شان
کا اندازہ اس کے بارے میں لوگوں کے
اختلافات سے ہوتا ہے کیا تم نہیں
دیکھتے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں
دو جماعتیں ہلاک ہوئیں ایک تو حد سے
زائد محبت کرنے والا اور دوسرا زائد
بغض کرنے والا امام علی بن مدینی نے
فرمایا کہ ابو حنیفہ سے ثوری، ابن مبارک

حماد بن زید وهشام ووکیع
وعباد بن العوام وجعفر بن
عون وهو ثقة لاباس به و
کان شعبة حسن الرای فیه
وقال یحیی بن معین اصحابنا
یفرطون فی ابی حنیفة واصحابه
فقیل له اکان یکذب فقال
ابن من ذلک وفی طبقات
شیخ الاسلام التاج السبکی
احذر کل الحذر ان تفهم من
قاعدتهم ان الجرح مقدم
علی التعدیل علی اطلاقها بل
الصواب ان من ثبت امامته
وعدالته وکثر مادحوه ومزکوه
وندر جارحه وکانت هناک
قرینة دالة علی سبب جرحه
من تعصب مذهبی او غیره
لم یلتفت الی جرحه ثم قال
بعد کلام طویل قد عرفناک
ان الجارح لا یقبل منه الجرح
وان فسره فی حق من غلبت

حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن عوام
اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ
ثقہ ہیں ان میں کچھ خرابی نہیں اور شعبہ
ان کے بارے میں اچھی رائے رکھتے
تھے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ ہمارے
اصحاب ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب
کے بارے میں زیادتی کرتے تھے تو ان
سے پوچھا گیا کہ کیا وہ جھوٹ بولتے تھے
تو انھوں نے فرمایا کہ وہ اس سے بلند تر
ہیں اور طبقات شیخ الاسلام
تاج الدین السبکی میں ہے کہ بچو اس
بات سے کہ محدثین کے اس قاعدہ کو کہ
جرح مقدم ہے تعدیل پر مطلق سمجھا
جائے۔ بلکہ یہ صحیح ہے کہ جس کی عدالت
ثابت ہو جائے اور اس کی تعریف کرنے
والے بہت ہوں اور اس پر جرح کرنے
والے کم ہوں اور یہ قرینہ بھی موجود
ہو کہ اس پر جرح کی وجہ مذہبی تعصب
ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور وجہ ہے تو
ایسے شخص کی جرح لائق التفات نہیں
پھر ایک لمبی گفتگو کے بعد انھوں نے

طاعاته على معصيته وماد حوه
على ذاميه ومن كوه على جارحيه
اذا كانت هناك قرنية يشهد
العقل بان مثلها حاصل على
الوقيعة فيه من تعصب مذهبى
اومنافسة دينوية كما يكون
بين النظرا أوغير ذلك و
حينئذ فلا يلتفت لكلام
الثورى وغيره فى ابى حنيفة
وابن ابى ذئب وغيره فى مالك
وابن معين فى الشافعى فى
احمد بن صالح ونحو ذلك
قال ولو اطلقنا تقديم الجرح
لما سلم لنا احد من الائمة
اذما من امام الا وقد طعن
فيه طاعنون وهلك فيه
هالكون قال ابن عبد البر هذا
باب غلط فيه كثيرون وضلت
فيه فرقة جاهلية لا تدرى
ما عليها فى ذلك ثم قال
الدليل على انه لا يقبل فى حق

فرمایا کہ تم کو بتا چکے ہیں کہ جرح کرنے
والے کی جرح قبول نہ کی جائے گی
اگرچہ وہ تفسیر کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو
اس شخص کے حق میں جس کی اطاعت
اس کی معصیت پر غالب ہو اور جس
کی تعریف کرنے والے اس کی مذمت
کرنے والوں پر غالب ہوں اور جس کی
تعدیل کرنے والے اس کی جرح کرنے
والے پر غالب ہوں ۔جبکہ ہاں ایسا
قرینہ موجود ہو جو یہ ظاہر کرے کہ اس
مذہبی یا دنیوی چشمک کی بنا پر
ہے جیساکہ ہمیشہ لوگوں کا دستور ہے
یا اس کے علاوہ کچھ اور وجہ ہو تو
اس وقت ثوری وغیرہ کا کلام ابوحنیفہ
کے متعلق لائق التفات نہیں اور
ابن ابی ذئب کا مالک کے بارے میں
اور نسائی کا احمد بن صالح کے بارے
میں اور اسی قسم سے اور اگر ہم مطلقاً
جرح کو تعدیل میں مقدم کریں تو
کوئی امام نہ بچے گا کیونکہ ہر امام کے
بارے میں طعن کرنے والوں نے طعن

من اتخذه جمهور الناس
اما ما في الدين قول احد من
الطاعنين لان السلف قد
سبق من بعضهم في بعض كلام
كثير في حال الغضب وفيه
ما حمل على الحسد ومنه ما حمل
على التاويل مما لا يلزم
المقول فيه شئ منه وذكر
من كلام الصحابة والتابعين
وتابعيهم من النظراء بعضهم
في بعض شياء كثيرا لم يلتفت
اليه احد من العلماء ولا عولوا
عليه لانهم بشر يغضبون
ويرضون والقول في الرضا
غير القول في الغضب فمن
اراد ان يقبل قول العلماء
بعضهم في بعض فليقبل قول
من ذكرنا من الصحابة بعضهم
في بعض وقول من ذكرنا من
التابعين وائمة المسلمين بعضهم
في بعض فان فعل ذلك فقد ضل

کیا ہے اور ہلاک ہونے والے اس میں
ہلاک ہوئے ہیں ابن عبد البر کہتے ہیں کہ
اس بات میں بہتوں نے غلطی کی اور
ایک جاہل فرقہ اس میں گمراہ ہو گیا
اسے معلوم نہ ہوا کہ اس کی اس بارے
میں کیا ذمہ داری تھی۔ اور اس بات
کی دلیل کہ جس کو جمہور نے اپنا امام
بنا لیا ہو کسی طعن کرنے والے کا قول
قبول نہ لیا جائے گا یہ ہے۔ کہ بزرگوں
سے ایک دوسرے کے حق میں بہت
باتیں غصہ کی حالت میں صادر ہو گئیں
بعض تو حسد پر محمول ہوئیں اور بعض کی
تاویل کی گئی تاکہ جس کے حق میں بات کہی
گئی ہے اس پر کچھ حرف نہ آئے اور صحابہ
وتابعین کا اپنے ہمسروں کے بہت کچھ
کلام ذکر کیا ہے جس کی طرف علماء نے
کچھ توجہ نہ کی اور اس پر اعتماد کیا کیونکہ
وہ انسان تھے غصہ بھی کرتے تھے اور
راضی بھی ہوتے تھے اور جو بات خوشی
کے وقت کی ہوتی ہے غصہ کی حالت
میں مختلف ہوتی ہے تو اب جو علما کی

ضلالا بعيدا وخسر خسرانا
بينا وان لم يفعل ولن يفعل
ان هداه الله والهمه رشده
فليقف عند ما شرطناه فانه
الحق الذی لا يصح غيره ان
شاء الله تعالىٰ ثم ذكر
كلام كثيرين من نظراء
مالك فيه وكلام ابن معين
فی الشافعی قال دما مثل من
تكلم فيهما وفی نظرائهما
الا كما قال الحسن ابن هانی ؛

(شعر)

يا ناطح الجبل العالی لتكلمه ؛
اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل
ولقد احسن ابو العاهية حيث قال
شعر : ومن ذا الذی ينجو من
الناس سالما ؛ وللناس قال
بالظنون وقيل ؛ وقيل لا
بن المبارك فلان يتكلم فی
ابی حنيفة فانشد - شعر -
حسدوك اذا ما فضلك الله

اس گفتگو کو قبول کرنا چاہے جو انھوں
نے ایک دوسرے کے لئے کہی تو وہ صحابہ
اور تابعین کے ان اقوال کو بھی قبول
کرے جو انھوں نے ایک دوسرے کے
شان میں کہے اسی طرح ائمہ مسلمین
کے اقوال کا حال ہے اگر کوئی ایسا کرے
تو وہ سخت گمراہ ہے اور کھلم کھلا خسارہ
میں ہے اور اگر ایسا نہ کرے اور ہرگز
نہ کرے گا اگر اللہ نے اس کو ہدایت دی
اور الہام فرمایا تو ہماری شرط کو سمجھے
کیونکہ وہ ہی حق ہے اور انشاء اللہ
اس کے سوا کچھ صحیح نہ ہوگا پھر مالک سے
سب معاصرین کا کلام ان کے بارے
میں اور ابن معین کا شافعی کے بارے
میں ذکر کیا۔ پھر جن لوگوں نے ان دونوں
کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان جیسے
دیگر حضرات کے بارے میں ان کی مثال
ایسی ہے جیسے حسن بن ہانی نے کہا کہ ؎
"اے بلند پہاڑ سے ٹکر مارنے والے
تاکہ اس سے کلام کرے پہاڑ پر رحم نہ
کر اپنے سر پر کر"

بما فضلت به النجباء فقيل
ذلك لابی عاصم النبيل فقال
هو كما قال ابو الاسود الدؤلی
شعر: حسدوا الفتی اذ لم
ينالوا سعيه ÷ فالقوم اعداء
له وخصوم- وروی ابو عمرو
عن ابن عباس رضی الله عنهما
خذوا العلم حيث وجدتموه
ولا تقبلوا قول الفقهاء بعضهم
فی بعض فانهم يتغايرون تغاير
التيوس فی الزريبة فی رواية
عنه استمعوا كلام العلماء ولا
تصدقوا بعضهم فی بعض فو
الذی نفسی بيده لهم اشد
تغايرا من التيوس فی زروبها
وكذلك جاء عن عمرو بن
دينار ومن ثمه ذكر فی المبسوط
فی مذهب مالك انه لا يجوز
شهادة القاری علی القاری
يعنی العلماء لانهم اشد الناس
تحاسدا وتباغضا-

اور ابوالعتاہیہ نے کیا خوب کہا
ہے کہ ؎
"لوگوں سے کون سالم رہ سکتا ہے
اور لوگ تو گمان کی وجہ سے کچھ نہ کچھ
کہتے ہی رہتے ہیں" کسی نے ابن مبارک
سے کہا کہ فلاں شخص ابوحنیفہ پر اعتراض
کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے
آپ سے اس لئے دشمنی کی کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو وہ فضیلت عطا کی ہے جس سے
آپ شرفاء پر فائق ہو گئے جب یہ شعر
ابوعاصم نبیل کو سنایا گیا تو انھوں نے
کہا یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسا ابو
الاسود ددلی نے کہا کہ ؎
"یہ لوگ نوجوانوں سے اس لئے
دشمنی کرنے لگے کہ وہ اس کے سے کام
نہ کر سکے اب وہ اس کے دشمن ہیں"
ابوعمرو نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ تم علم حاصل کرو جہاں
بھی پاؤ اور فقہا نے جو باتیں ایک دوسرے
کے خلاف کہی ہیں ان کو قبول نہ کرو کیونکہ
وہ بکروں سے زائد کرنے والے ہیں۔

باڑوں میں اور آپ سے ایک روایت ہے کہ علماء کا کلام سنو اور ان میں سے بعض نے بعض کے بارے میں جو نکتہ چینی کی ہے اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ یخدا وہ بکروں سے زائد لڑنے والے ہیں باڑوں میں اور اسی طرح عمرو بن دینار سے مروی ہے اور اسی لئے مبسوط میں مالک کے مذہب میں ذکر کیا ہے کہ ایک عالم کی شہادت دوسرے عالم کے خلاف مقبول نہیں کیونکہ وہ سب سے زائد حسد و بغض رکھتے ہیں۔

الفصل التاسع والثلاثون في رد ما نقله الخطيب في تاريخه عن القادحين فيه

اعلم انه لم يقصد بذلك الا جمع ما قيل في الرجل على عادة المورخين ولم يقصد بذلك انتقاصه ولا الحط عن مرتبته بل انه قدم كلام المادحين واكثر منه ومن نقل ماثره السابقة في اكثرها انما اعتمد اهل المناقب فيه

انتالیسویں فصل ان چیزوں کے رد میں جو خطیب نے آپکے معترضین سے اپنی تاریخ میں نقل کی ہیں

معلوم ہونا چاہئے کہ خطیب نے جو کچھ ابو حنیفہ کے متعلق کہا ہے وہ مورخین کے طرز کے مطابق ایک شخص کے بارے میں کہی ہوئی سب باتیں یکجا کردی ہیں اور ان کا ارادہ اس سے نہ تو ان کی شان میں کمی کرنا ہے اور نہ ہی ان کو مرتبہ سے گرانا ہے بلکہ انھوں

على ما فى تاريخ الخطيب ثم
عقبه بذكر كلام القادحين
ليتبين انه من جملة الاكابر
الذين لم يسلموا من خوض
الحساد والجاهلين فيهم ومما
يدل على ذلك ايضا ان
الاسانيد التى ذكرها للقدح
لا يخلو اغالبها من تكلم فيه
او مجهول ولا يجوز اجماعا
ثلم عرض مسلم بمثل ذلك
فكيف بامام من ائمة المسلمين
قال الشيخ الاسلام الامام
التقى ابن دقيق العيد اعراض
الناس حفرة من حفر النار
وقف على شفيرها الحكام
والمحدثين وبفرض صحة
ما ذكره الخطيب من
القدح عن قائله لا يعتد به
فانه ان كان من غير اقران
الامام فهو مقلد لما قاله
او كتبه اعداؤه او من

نے پہلے آپ کی تعریف کرنے والوں کا
کلام ذکر کیا ہے اور بکثرت تعریفیں اور
مناقب ذکر کئے ہیں جن کا بیان ہوا انھوں
نے اس میں خطیب کی تاریخ ہی پر اعتماد
کیا ہے پھر خطیب نے معترضین کا کلام
ذکر کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان
اکابر میں سے ہیں جو جاہلوں کی نیش زنی
سے محفوظ نہ رہ سکے اور اس کی دلیل وہ
سندیں ہیں جن کو انھوں نے اعتراض
کے لئے منتخب کیا ہے غالباً ان لوگوں
سے خالی نہیں جن کے بارے میں کلام
کیا گیا ہے اور یا وہ مجہول ہیں اور اجماعاً
کسی مسلم کی عزت ان جیسی روایات سے
خراب کرنا جائز نہیں چہ جائے کہ ائمہ
مسلمین میں سے ایک امام کی عزت
شیخ الاسلام تقی ابن دقیق العید
نے کہا کہ لوگوں کی عزتیں جہنم کے
گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہیں جس
کے کنارے پر حکام اور محدثین کھڑے
ہیں اور بالفرض اگر خطیب کے نقل
کردہ اعتراضات کی نسبت ان کے

اقرانه فكذلك لما مران قول
الاقران بعضهم فی بعض غیر
مقبول وقد صرح الحافظان
الذهبی وابن حجر بذلك قالا
ولاسیما اذا لاح انه لعداوة
اولمذهب اذالحسد لاینجو
منه الا من عصمه الله تعالی
قال الذهبی وما علمت عصرا سلم
اهله من ذلك الاعصر النبیین
والصدیقین وقال التاج السبکی
ینبغی لك ایها المسترشد ان
تسلك سبیل الادب مع الائمة
الماضین وان لاتنظر الی کلام
بعضهم فی بعض الا اذا اتی
ببرهان واضح ثم ان قدرت
علی التاویل وتحسین الظن
فدونك والا فاضرب صفحا
عما جری بینهم فانك لم تخلق
لهذا فاشتغل بما یعنیك
ودع مالا یعنیك ولا یزال
طالب العلم عندی نبیلا حتی

قائلین کی طرف صحیح ہے تو بھی قابل
اعتماد نہیں کیونکہ اگرچہ وہ امام کے
معاصرین میں سے منقول نہیں تاہم
معترضین کے دشمن معاصرین کے
قول یا ان کے لکھے ہوئے کا ہے تو اس
کا بھی حال معاصرین کی طرح ہے
کیونکہ گذر چکا کہ ایک معاصر کا قول
دوسرے کے خلاف مقبول نہیں
حافظ ذہبی اور ابن حجر نے اس کی
تصریح کرتے ہوئے کہا کہ خصوصاً جبکہ
یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دشمنی مذہبی بنیاد
پر ہے کیونکہ حسد کرنے سے سوائے
اس شخص کے کوئی نہیں بچ سکتا
جس پر اللہ تعالے رحم فرمائے ذہبی کہتے
ہیں کہ میرے علم میں کوئی زمانہ ایسا
نہیں کہ جس کے لوگ اس وبا سے
محفوظ رہے ہوں سوائے نبیوں اور
صدیقوں کے عہد مبارک کے۔
تاج الدین سبکی نے کہا کہ اے طالب
ہدایت تجھے لازم ہے کہ ائمہ متقدمین
کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آئے

بخوض فیما جری بین السلف الماضین ویقضی لبعضھم علی بعض فایاك ثم ایاك ان تصغی الی ما اتفق بین ابی حنیفة و سفیان الثوری او بین مالك وابن ابی ذئب او بین احمد بن صالح والنسائی او بین احمد والحرث بن اسد المحاسبی وھلم جرا الی زمان العز بن عبد السلام والتقی ابن الصلاح فانك اذا اشتغلت بذلك خشیت علیك الھلاك فالقوم ائمة اعلام ولاقوالھم محامل وربما لم تفھم بعضھا فلیس لنا الا الترضی عنھم والسکوت عما جری بینھم کما نفعل فیما جری بین الصحابة رضوان اللہ علیھم ۱۲

اور بعض کے کلام کو بعض کے خلاف صحیح نہ مانے جب تک کہ کوئی واضح یقینی دلیل نہ ہو پھر بھی اگر تاویل اور حسن ظن پر قادر ہو تو ایسا ہی رویہ اختیار کرو کیونکہ تیرا مقصد تخلیق یہ نہیں کہ جو تیرا مقصود ہے اس میں مشغول ہو جا اور غیر ضروری چیز کو چھوڑ دے میرے نزدیک طلب گار علم معزز رہتا ہے جتنک وہ متقدمین کے اختلافات میں بحث کرنے لگتا ہے اور بعض کے لئے بعض کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے تم ان اختلافات سے بچتے رہو جو ابو حنیفہ اور سفیان ثوری یا مالک اور ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح اور نسائی یا احمد اور حارث بن اسد المحاسبی وغیرہ میں ہوئے۔ حتنکہ عز بن عبد السلام اور تقی ابن صلاح کے زمانے میں کیونکہ اگر تم نے اپنی کوششیں ان چیزوں میں رائیگاں کر دیں تو ورطۂ ہلاکت میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ یہ لوگ بہت بڑے علماء تھے اور ان کے اقوال کی بہت تاویلات ہیں اور بہت ممکن ہے کہ تم ان تاویلات پر مطلع نہ ہوئے ہو تو ہمیں تو ان سے دور ہی رہنا چاہئے اور ان کی آپس کی باتوں سے

سکوت چاہیئے جیساکہ اصحابؓ کے اختلافات میں اعتقاد رکھتے ہیں۔

الفصل الاربعون

فی رد ما قیل انہ خالف فیہ صرائح الاحادیث الصحیحۃ من غیر حجۃ

هذا باب واسع جدا یستدعی سرد جمیع ابواب الفقہ فلنشر الی قواعد اجمالیۃ تنفع من استحضرھا عند الادلۃ التفصیلیۃ واعلم ان ممن زعم ذلک من المتقدمین سفیان الثوری وآخرین منھم الحافظ ابو بکر بن شیبۃ الکوفی وشیخ البخاری وسبب صدور ذلک منھم انھم استروحوا ولم یتاملوا قواعدہ واصولہ اذ منھا کما قالہ الامام الحافظ ابو عمر بن عبد البر و غیرہ ان خبر الواحد لا یقبل اذا خالف الاصول المجمع علیھا فحینئذ یقدم القیاس

چالیسویں فصل اس بات کی تردید میں کہ آپ نے احادیث صریحہ صحیحہ کے خلاف بلا دلیل کے عمل کیا

یہ ایک بہت وسیع باب ہے جسکا تقاضہ ہے کہ فقہ کے جمیع ابواب کا ذکر آجائے لیکن ہم ایک مختصر قاعدہ ذکر کرتے ہیں تاکہ جو شخص اس سے واقف ہو اس کے لئے مفید ہو۔ جاننا چاہیئے کہ جنھوں نے یہ گمان کیا ان میں متقدمین میں سے سفیان ثوری وغیرہ حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کوفی اور شیخ بخاری ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے سستی کی اور آپ کے اصول و قواعد کی پرواہ نہ کی اور ان میں تامل نہ کیا کیونکہ ان میں سے جیساکہ ابو عمر و بن عبد البر وغیرہ نے کہا ہے یہ ہے کہ خبر واحد جب اجماعی اصولوں کے خلاف ہو

عليه وقد اعتذر عن تقديمه
القياس على خبر الواحد بان
ذلك لموجب لا عبثا ولا رد
الحديث مع سلامته عن
القوادح حاشاه الله تعالى
من ذلك بل لموجب اى موجب
اما كونه لم يطلع على
الحديث اولم يصح عنده
اوكونه رواية غير فقيه
وقد خالف القياس ومن ثمة
ردوا حديث ابى هريرة فى
المصراة لكن انتصر جماعة
من الحنيفة لما عليه اكثر
العلماء من ان فقه الراوى
ليس شرطا لتقديم الخبر على
القياس قالوا وقد عمل اصحابنا
بحديث ابى هريرة اذا اكل
الصائم اوشرب ناسيا مع مخالفته
القياس حتى قال ابوحنيفة
رحمه الله لولا الرواية لقلت
بالقياس وقد ثبت عن ابى

تو وہ قابل قبول نہیں اس لئے آپ
ایسی خبر پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں
اور آپ نے قیاس کو خبر واحد پر مقدم
ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ یہ بھی ایک
ضروری وجہ سے ہے اور اس کا موجب
نہ تو بلا وجہ ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث
کو رد کرنے کے لئے ہے خدا نے ان
کو اس سے بہت دور رکھا ہے بلکہ اس
کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے مثلاً
یہ کہ آپ حدیث پر مطلع نہ ہوئے یا
وہ حدیث ان کے معیار پر صحیح نہ اتری
یا وہ غیر فقیہ کی روایت ہے اور مخالف
قیاس ہے اس لئے انھوں نے ابو
ہریرہ کی مصراۃ والی حدیث کو رد کر دیا
لیکن احناف کی ایک جماعت نے
اکثر علماء کے قول کی تائید کی ہے کہ
راوی کا فقہ قیاس کو خبر پر مقدم کرنے
کی شرط نہیں ہے اور انکی دلیل یہ
ہے کہ ہمارے اصحاب نے ابو ہریرہ
کی اس حدیث پر عمل کیا ہے کہ
روزہ دار جب بھول کر کھا پی لے یا

حنيفة انه قال ما جاءنا عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعلى الراس والعين ولم ينقل
عن احد من السلف اشتراط
فقه الراوى فثبت ان القول
باشتراطه قول محدث قال
بعضهم على ان ابا هريرة كان
فقيها اذ لم يعدم شيئاً من
اسباب الاجتهاد وقد كان
يفتى فى زمن الصحابة وما كان
يفتى فى ذلك الزمن الا فقيه
مجتهد وتبعه على ذلك المحبوى
القرشى فى طبقات الحنيفة
فقال انه من فقهاء الصحابة
كما ذكره ابن حزم وقد جمع
شيخنا شيخ الاسلام التقى السبكى
فتاويه فى جزء سمعته منه
انتهى واما عمل الراوى بخلاف
مرويه لانه يدل على النسخ
او نحوه ومن ثمة اخذ والعمل
ابى هريرة بالغسل من ولوغ

جماع کرے۔ حالانکہ یہ قیاس کے مخالف
ہے حتکہ ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر روایت
نہ ہوتی تو میں قیاس سے کام لیتا اور
ابوحنیفہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے
فرمایا کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہو وہ سر آنکھوں پر
اور سلف میں سے کسی راوی کا فقہ شرط
نہیں ہے تو معلوم ہو کہ یہ شرط بعد میں
نکالی گئی ہے علاوہ بریں ابوہریرہ بھی
فقیہ تھے کیونکہ شرائط اجتہاد میں سے
کوئی شرط آپ میں کم نہ تھی اور آپ زمانہ
صحابہؓ میں فتویٰ دیتے تھے اور اس
زمانے میں فقیہ مجتہد ہی فتویٰ دیتا تھا
اور یہی بات محبوی قریشی نے طبقات
الحنفیہ میں کہی ہے اور فرمایا کہ ابوہریرہ
فقہا صحابہ سے تھے جیسا کہ ابن حزم نے
ذکر کیا ہے اور ہمارے شیخ شیخ الاسلام
تقی الدین سبکی نے ان کے فتاویٰ ایک
جزء میں کئے ہیں جو میں نے ان سے سنا ہے
اور رہا راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل
تو وہ نسخ وغیرہ پر دلالت کرتا ہے اس لئے

الکلب ثلاثا مع روایۃ السبع و بقول ابن عباس ان المرتدۃ لا تقتل مع روایتہ من بدل دینہ فاقتلوہ واما عموم البلوی بہ بان یحتاج کل واحد الی معرفتہ لان العادۃ تقضی باستفاضۃ نقل مثلہ فانفراد واحد بہ قدح فیہ ومن ثمۃ لم یاخذ وا بخبر نقض الوضوء بمس الذکر الذی یرویہ بسرۃ مع عموم الحاجۃ الی معرفتہ واما کونہ ورد فی حد او کفارۃ لسقوطھما بالشبھۃ واحتمال خطا الراوی المنفرد بہ شبھۃ واما مخالفتہ للقیاس الجلی او الذی عضدہ حدیث آخر واما طعن بعض السلف فیہ کخبر القسامۃ واما وقوع الاختلاف بین الصحابۃ فی مسئلۃ ورد فیھا خبر الواحد ولم یحتج احد منھم بہ

کہ کتے کے منہ ڈالنے سے تین مرتبہ دھونے پر ابوہریرہ کے عمل پر عمل کیا گیا ہے۔ حالانکہ روایت سات مرتبہ دھونے کی ہے۔ اور ابن عباسؓ کا قول کہ مرتد عورت کو قتل نہ کیا جائے گا۔ حالانکہ انہیں کی روایت ہے کہ جو اپنے دین کو بدل دے اس کو مار ڈالو۔ اور یہ عام لوگوں کا اس چیز میں مبتلا ہونا کہ ہر ایک اسکے جاننے کا محتاج ہے کیونکہ اس قسم کی چیزیں عادتاً مشہور ہو جاتی ہیں۔ لہذا اس جیسی چیز کو ایک شخص ہی کا روایت کرنا اس شخص میں اعتراض پیدا کرتا ہے اس لئے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے والی حدیث پر عمل نہیں کیا گیا جس کو صرف بسرہ نے تنہا روایت کیا حالانکہ اس کا جاننا عموماً ضروری تھا اور یا اس کا حد یا کفارہ میں وارد ہونا کیونکہ یہ دونوں چیزیں شبہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اور تنہا راوی کی خطا کا احتمال بھی شبہ ہے یا اس کا قیاس جلی کے مخالف ہونا۔ یا وہ جس کو دوسری حدیث نے تقویت پہنچائی ہو۔ یا بعض سلف نے

فاعراضهم عن الاحتجاج به
مع شدة عنايتهم بالاحاديث
دليل على نسخه ونحوه مثاله
خبر الطلاق بالرجال فانهم
اختلفوا في ذلك فقال جماعة
يعتبر في ملك الزوج لعدده
بحرية الرجل ورقه منهم
الشافعي وآخرون بحرية المرأة
ورقها منهم ابو حنيفة وآخرون
يعتبر بمن رق منهما واما
مخالفته اعني خبر الواحد
لظاهر عموم القرآن لان ابا
حنيفة لا يرى تخصيص عمومه
ولا نسخه بخبر الواحد لانه
ظني وذلك يقيني وتقديم
اقوى الدليلين واجب من
ذلك خبر لا صلاة الا بفاتحة
الكتاب مخالف العموم - فاقرؤا
ما تيسر منه - واما مخالفته
للسنة المشهورة لان الخبر
المشهور اقوى من خبر الآحاد

اس میں طعن کیا ہو جیسے کہ قسامۃ کی خبر
اور یا صحابہ کا کسی سے مسئلہ میں اختلاف
ہونا جس میں خبر واحد وارد ہوئی ہو اور
اس سے کسی نے استدلال نہ کیا ہو تو ان
کا باوجود احادیث سے شغف رکھنے کے
اس سے استدلال نہ کرنا اس کے
منسوخ ہونے کی دلیل ہے یا اسی قسم
کی اور وجہ کی دلیل ہے اس کی مثال یہ
حدیث ہے کہ "الطلاق بالرجال" یعنی
طلاق کا اعتبار مردوں سے ہے کیونکہ اس
میں صحابہؓ کا اختلاف ہے بعض نے کہا
کہ زوج کی ملکیت کا اعتبار ہوگا کیونکہ
طلاق کا اعتبار مرد کی حریت اور اس کی
غلامی سے ہے ان میں سے امام شافعی
ہیں اور دوسروں نے عورت کی آزادی
اور غلامی کا اعتبار کیا ان میں سے ابو حنیفہ
ہیں اور دوسرے حضرات دونوں میں
سے جو غلام ہو اس کا اعتبار کرتے ہیں
اور یا خبر واحد کا عموم قرآن کے ظاہر کے
مخالف ہونا کیونکہ ابو حنیفہ کے نزدیک
خبر واحد سے عموم قرآن میں نہ تو تخصیص ہوتی

كخبر الشاهد واليمين فانه مخالف لعموم الخبر المشهور البينة على المدعى واليمين على من انكر واما كونه زائدا على القرآن كهذا فان الذى فى القرآن رجلان او رجل وامر ا ن فالشاهد واليمين زائد عليهما اذا تقرر ذلك علم منه نزاهة ابى حنيفة رحمه الله مما نسبه اليه اعدائه و الجاهلون لقواعده بل لمواقع الاجتهاد من اصلها من تركه لخبر الاحاد بغير حجة وانه لم يترك خبرا الا لدليل اقوى عنده واوضح قال ابن حزم جميع الحنفية ان ضعيف الحديث عنده اولى من الرائ فتامل هذا الاعتناء بالاحاديث وعظيم جلالتها وموقعها عنده ومن ثمة قدم العمل بالاحاديث المرسلة على العمل بالقياس

ہے اور نہ ہی نسخ ہوتا ہے۔ کیونکہ خبر واحد ظنی ہے اور قرآن یقینی ہے اور جو دلیل اقوی ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے چنانچہ اسی قسم کی حدیث یہ ہے کہ کوئی نماز نہیں مگر سورۂ فاتحہ سے فاقرءوا ماتیسر کے مخالف ہے یا پھر سنت مشہورہ کے مخالف ہو۔ کیونکہ خبر مشہور خبر احاد سے زیادہ قوی ہے جیسے شاہد اور یمین والی حدیث۔ کیونکہ وہ اس مشہور خبر کے عموم کے مخالف ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم منکر پر اور یا اس کا قرآن پر زائد ہونا۔ اس کی مثال بھی یہی ہے کیونکہ قرآن میں ہے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ایک گواہ اور قسم ان دونوں پر زائد ہیں جب یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی تو ابو حنیفہ کی ان چیزوں سے پاک دامنی ثابت ہو گئی جو آپ کی طرف آپ کے دشمنوں اور آپ کے اصول سے ناواقفوں نے منسوب کی تھیں بلکہ ان کو مواقع اجتہاد تک کی خبر نہیں کہ ان کے اصول کیا ہیں

فأوجب الوضوء من القهقهة
مع انها ليست بحدث في القياس
للخبر المرسل فيها ولم يقل
بذلك في صلاة الجنازة وسجود
التلاوة اقتصارا مع النص
فانه انما ورد في الصلاة ذات
الركوع والسجود وقد قال المحققون
لا يستقيم العمل بالحديث
بدون استعمال الراى فيه
اذ هو المدرك للتحريم في
الرضاع قال بان المرتضعين
بلبن شاة تثبت بينهما
المحرمية ولا العمل بالراى
المحض ومن ثمة لم يفطر
الصائم بنحو الاكل ناسيا و
افطر بالاستقاءة مع ان القياس
في الاول الفطر لوجود ما يضاد
الصوم وفي الثاني عدمه لان
الصوم انما يفسده ما دخل
دون ما خرج ۱۲

اور انھوں نے یہ کہ دیا کہ آپ نے اخبار احاد
بلا حجت ترک کر دیں حالانکہ آپ نے کوئی
خبر بھی بلا ایسی دلیل کے نہ چھوڑی جو
آپ کے نزدیک اقوی اور واضح نہ ہو
ابن حزم نے کہا کہ تمام احناف کا اجماع
ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث
ضعیف رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے
تو آپ سوچ لیجئے کہ آپ کو احادیث کا
کس درجہ اہتمام تھا اور احادیث کی
عظمت شان کا کتنا پاس تھا اس لئے
احادیث مرسلہ پر عمل کو قیاس سے
مقدم رکھا ہے چنانچہ قہقہہ سے وضوء
کو واجب کر دیا صرف خبر مرسل کی بنا پر
حالانکہ قیاس کے لحاظ سے یہ حدیث
نہیں ہے اور پھر اس کو نماز جنازہ
اور سجدہ تلاوت میں، ناقض وضوء نہ
کہا۔ نص پر اقتصار کرتے ہوئے
کیونکہ یہ رکوع و سجود والی نماز کے
بارے میں ہے اور محققین نے تو یہ کہا
ہے کہ حدیث پر بغیر رائے کو استعمال
کئے عمل نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ رائے ہی

حدیث کے منافی ادراک کرتی ہے جو احکام کا دار و مدار ہیں اس لئے بعض محدثین رضاعت میں تحریم کی وجہ میں تامل نہ کر سکے تو انھوں نے کہا کہ دو بچے اگر ایک بکری سے دودھ پی لیں تو ان میں حرمت ثابت ہو جائے گی اور رائے محض پر بھی عمل نہ کرنا چاہئے اس لئے بھول کر کھانے والے روزہ کو برقرار رکھا اور جان بوجھ کر کرنے والے کے روزہ کو ختم ہو جانے کا حکم لگایا حالانکہ قیاس پہلے میں افطار کو چاہتا ہے کیونکہ روزے سے متضاد چیز پائی گئی ہے اور دوسرے میں روزہ باقی رہنے کو چاہتا ہے کیونکہ روزہ داخل ہونے والی چیز سے ٹوٹتا ہے نہ کہ خارج ہونے والی چیز سے ؛

خاتمة

قد بان لك واتضح ان
الامام اباحنيفة رحمه الله
انما ترك بعض خبر الآحاد
لهذه القواعد والاعذار التى
اشرنا اليها وبنهنات عليها
فاحذر ان تنزل قدمك مع
من زل أو يضل فهمك مع
من ضل فانك اذا تخسر أعمالك
مع جملة من خسر وتذكر
بالسؤ والفضيحة مع من بهما
ذكر وتتعرض لامر لا طاقة
لك بحمل ضرره وتزيك فى
قفر مدلهم لا قدرة لك على
النجاة من خطره فبادر الى
السلامة ما استطعت اليه
سبيلا وكن ممن سلك منها
سبيل النجاه ودعا اليها بكرة
وأصيلا وحفظ باطنه وظاهره
عن ان يخوض فى أحد من
المسلمين بما يزن نقيرا أو

خاتمہ

آپ اچھی طرح سمجھ چکے کہ ابوحنیفہ نے
بعض اخبار احاد ان قواعد اور ان
عذروں کی بنا پر ترک کیں جن کا
ہم ذکر کر چکے اور آپ کو اس پر
متنبہ کر چکے تو ڈریئے کہیں آپ کا
قدم بھی لغزش کھانے والوں اور
اور آپ کی سمجھ بھی گمراہ ہونے والوں
کے ساتھ گمراہ نہ ہو جائے کیونکہ
اس طرح آپ خاسرین میں ہوجائیں
گے اور آپ کا ذکر بھی ان کے ساتھ
ہوگا جن کو رسوائی اور فضیحت سے
یاد کیا جاتا ہے اور آپ ایسی چیز کے
اٹھانے والے ہوں گے کہ جس کا
نقصان آپ برداشت نہ کرسکیں گے
اور آپ ایسے تاریک چٹیل میدان
میں پھنس جائیں گے کہ جس کے خطرات
سے نجات مشکل ہے تو جتنا بھی
جانب سبقت کیجئے اور ان لوگوں
میں ہوجایئے جو راہ نجات کے رہ نورد
ہوئے اور صبح و شام اس کے داعی

فنيلا فان الله يخذلك خذلا
نابينا ويهينك هوانا عظيما
سنة الله التي قد خلت في
عباده ولن تجد لسنة الله
تبديلا وقد جهد كثيرون
ممن تعرضوا لسهام القطيعة
وتحلوا بالصفات القبيحة
الفظيعة على أن يحطوا من
مرتبة هذا الامام الاعظم
والحبر المقدم ويصرفوا قلوب
أهل عصره ومن بعدهم
عن محبته وتقليده واتباعه
واعتقاد عظمته وامامته فما
قدروا على ذلك ولا يفيد
كلامهم فيه في مسلك من
المسالك ليس ذلك الا لان
أمره أمر سماوي لا حيلة لا
حد في رفعه ومن يرفعه الله
تعالى ويعطيه من خزائنه الوا
سعة لا يقدر أحد على
خفضه ولا منعه جعلنا الله

ہوئے اور آپ نے ظاہر و باطن کو
کسی مسلمان پر ذرہ برابر نکتہ چینی سے
بھی روکا کیونکہ اس طرح خدا تم کو کھلم
کھلا رسوا کرے گا اور یہی خدا کی نہ
بدلنے والی سنت ہے اور بہت
سے وہ لوگ جو قطع تعلقی کے تیروں
کے درپے ہوئے اور صفات قبیحہ سے
متصف ہوئے اس امام اعظم اور
بڑے عالم کے مرتبہ کو پہنچنے سے درماندہ
ہوئے اور ان کے اہل زمانہ یا بعد
والوں کے دلوں کو ان کی محبت تقلید
اتباع، اعتقاد، عظمت اور امامت سے
ہٹانے میں ناکام رہے اور انگی انگشت
نمائی کسی مسلک کے لحاظ سے صحیح
نہیں ہے اور اس کی وجہ صرف ایک
ہے اور وہ یہ کہ آپ کا معاملہ اللہ کی
جانب سے تھا کسی کی تدبیر سے یہ
رفعت نہ ملی اور جس کو خدا بلندی
عطا فرمائے اور اپنے وسیع خزانوں
سے عطا کرے تو کوئی اسے پست نہیں
کرسکتا اور نہ روک سکتا ہے خدا ہمیں

ممن قام بها للائمة عن
الحقوق ولم يتدنس بشئ من
القطيعة والعقوق وعرف لكل
ذى حق حقه فأداه كما يجب
وشملته عين العناية كما
يجب ولم يخف فى جنب نصرة
مصابيح الدجى ونجوم السماء
لومة لائم حرم التوفيق ولا
تفيهق محروم هوى به لتعصبه
فى مكان سحيق ولا غيظ ممقوت
ضل به رأيته السخيف حتى
حط عن مراتب أولى الانصاف
والتشريف فضراعة اليك
اللهم أن تجعلنا ممن قام
بحقوق آبائه فى الدين لا سيما
أكابر السلف الماضين الذين
شهد لهم الصادق المصدوق
بانهم من خير القرون
المبرئين من كل وصمة
وعيب على رغم أنف الحساد
الذين رموهم بما هم منه

ائمہ کے حقوق ادا کرنے والوں میں بنائے
اور ان لوگوں میں نہ بنائے جو قطع
تعلقی اور عاق ہو کر اپنی عزت کو
گدلا کرتے ہیں اور ان لوگوں کے
جنھوں نے ہمیشہ صاحب حق کو پہچانا
اور اس کو کما حقہ ادا کیا اور اس پر
حسب منشاء نظر عنایت ہو اور بدر کو
قریب دیکھ کر، تاریکیوں کے چراغ
اور آسمان کے ستاروں کی وہ کسی
ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرا۔ انصاف
و شرافت کے مراتب سے گرا دیا تو
اے اللہ ہم تجھ سے آہ و زاری کرتے
ہیں کہ تو ہم کو ان لوگوں سے کرنا کہ
جنھوں نے اپنے آباؤ اجداد کے
حقوق کو دین میں برقرار رکھا خصوصاً
گذرے ہوئے اسلاف جن کی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی کہ
وہ بہترین صدی والے ہیں اور ہر عیب
سے پاک ہیں ان حاسدین کے برخلاف
جنھوں نے ان کی طرف ناکردہ گناہ
منسوب کئے اور ان لوگوں سے جن کی

برئیون وممن اثنی اللہ علیھم
فی کتابہ العزیز بالدعاء لکل
عامل علیھم بقولہ عز فائلا
والذین جاؤا من بعدھم
یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا
الذین سبقونا بالایمان ولا
تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا
ربنا انک رؤف رحیم۔ وان
تحشرنا معھم فاننا نحبھم
ومن أحب قوما حشر معھم
وان تدخلنا فی زمرتھم و
تجعلنا فی جملۃ خدمتھم
وتعید علینا من صالح معاملاتھم
واحوالھم الباھرۃ وکراماتھم
الظاھرۃ المتکاثرۃ حتی تکون
من جملۃ اتباعھم وجملۃ
أشیاعھم انک الجواد الکریم
الرؤف الرحیم یاربنا لک
الحمد کما ینبغی لجلال وجھک
وعظیم سلطانک القدیم
ولک الشکر الکامل اذا ھلتنا

تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی
کہ ہر عالم باعمل کے حق میں دعا کرتے
ہیں ارشاد ہوا کہ اور وہ جو ان کے
بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب
ہماری مغفرت کردے اور ہمارے ان
بھائیوں کی جو بحالت ایمان ہم سے
پہلے رخصت ہوئے اور ہمارے دلوں
میں اہل ایمان کی جانب سے کینہ پیدا
نہ فرما بے شک تو مہربان اور رحم کرنے
والا ہے اور ہمارا حشر انکے ہمراہ کر
کیونکہ ہمیں ان سے محبت ہے اور جس کو
جس سے محبت ہوتی ہے اس کا حشر
اسی کے ساتھ ہوتا ہے اور ہمیں ان
کے زمرہ میں داخل فرمانا اور ہمیں
ان کا خادم بنانا اور ہم پر انکے بہترین
حالات اور ظاہری کثیر کرامات کا اعادہ
فرمانا تاکہ ہم منجملہ انکے متبعین ہوجائیں
بیشک تو سخی، کریم، مہربان اور رحم
کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب تیرے
لئے حمد سزاوار ہے جیسی کہ تیرے چہرے
کے جلال اور تیرے قدیم غلبہ کے لائق

للخضوع تحت اشارة اوليائك
وجعلتنا من اهل ولائك
وصل اللهم وسلم وبارك
افضل سلام وافضل بركة
على افضل الخلق سيدنا
محمد وعلى آله وصحبه
عدد معلوماتك ابدا
مداد كلماتك سرمدا
كلما ذكرك وذكره الذاكرون
وغفل عن ذكرك وذكره
الغافلون سبحان ربك
رب العزت عما يصفون
وسلام على المرسلين
والحمد لله رب
العلمين ۱۲

ہو اور تیرے لئے شکر ہے کہ تو نے
ہم کو اپنے دوستوں کا مطیع بنا دیا اور
اپنے دوستوں میں سے کر دیا اور بہترین
رحمت و سلامتی و برکت نازل فرما
خلق میں سب سے بہتر محمدؐ اور ان کی
اولاد و اصحاب پر اپنی معلومات کی تعداد
کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ جب تک تجھے
اور انکو یاد کرنے والے یاد کریں اور
تیرے ذکر سے غفلت شعار غافل ہو
جائیں اے رب العزت تو پاک ہے
ان چیزوں سے جو مشرک تیری طرف
منسوب کرتے ہیں اور رسول پر
سلامتی ہو اور اللہ رب العالمین کا
شکر ہے۔

———

— ❖ —

اَلْخَیْرَاتُ الْحِسَانْ

فی مناقبِ النعمان

تصنیف

مفتی حجاز شیخ شہاب احمد بن حجر ہیتمی مکیؒ

متوفی ۹۷۳ھ

ترجمہ

ابنِ مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری

پبلشرز

مدینہ پبلشنگ کمپنی

بندر روڈ کراچی